تحفۃ الہند

مع تکملہ و

رسالہ کتھا سلوئی

تالیف

حضرت مولانا عبید اللہ نو مسلم مالیر کوٹلوی

المتوفی 1310ھ

ادارہ احیاء السنہ گھرجاکھ گوجرانوالہ

تالیف

حضرت مولانا عبید اللہ نو مسلم مالیر کوٹلوی

المتوفی ۱۳۱۰ھ

مفت ملنے کے پتے

ادارہ احیاء السنۃ ۔ گھرجاکھ ۔ گوجرانوالہ ۔ پاکستان

ادارہ احیاء السنۃ ۔ اردو بازار ۔ غزنی اسٹریٹ
رحمٰن مارکیٹ ۔ لاہور ۔ پاکستان

ادارہ احیاء السنۃ ۔ کورٹ روڈ ۔ مسجد اہلحدیث (رجسٹرڈ)
کراچی ۔ پاکستان

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شکر اُس ذات پاک کا کس زبان سے ادا ہو سکے کہ جس نے رنگا رنگ خلقت کو
[پی]دا کر کے آدمی کو سب سے اشرف بنایا اور اُس کو روشن چراغ عقل کا ایسا عنایت
[فر]مایا کہ جس کے وسیلہ سے حق کو ناحق سے جُدا کر کے اپنے مالک کی معرفت حاصل
[کر]ے اور اگر اس نورانی چراغ کو گرد اور غبار خواہش نفسانی سے بچا کر اُس کی
[رو]شنی میں طرح طرح کے دینوں اور مذہبوں پہ نظر کرے اور غور و فکر اور انصاف
[س]ے دیکھے تو بے شک جھوٹے دینوں اور کھوٹے مذہبوں سے بیزار ہو سچا دین
[حا]صل کر کے مرضی پروردگار کا مطیع ہو جاوے اور جو کہ بسبب ہونے بنیاد
[انس]ان کے غفلت پہ جُدا ہونا اس سچے موتی یعنی عقل کا تاریکی نفسانیت سے
[نہا]یت مشکل ہے اس واسطے بموجب حکمت کاملہ اپنی کے حضرت انبیاء علیہم السلام
[س]ب کا مرشد اور رہنما بنا کر بھیجا تاکہ دین پاک کو سب گندے دینوں سے جُدا
[کر]کے عام و خاص کو رہنمائی کریں۔ اور ہر کسی کو شرک اور کفر سے نکال کر مومن اور
[دین]دار بنائیں خصوصاً ہمارے پیشوا سید المرسلین رحمۃ للعالمین حضرت احمد
[مجت]بیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان کی ہدایت کے لیے بھیجا کہ ہم سب کو باپ
[دا]دا کی رسموں کے اندھیرے سے نکال کر سیدھی راہ پہ ہدایت کی۔ اور ماں

باپ سے زیادہ مہربانی فرما کر ادنیٰ ادنیٰ نفع و نقصانِ دین اور دنیا کا بتا دیا۔ قربان ہوں اوّل مربی مہربان کے نہ کوئی ایسا ہوا ہے نہ ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

اس کے بعد کہتا ہے بندہ محمد عبید اللہ[1] بیٹا منشی کوٹے مل متوطن قصبہ پائل[2] کا کہ یہ فقیر لڑکپن میں اپنے باپ کے جیتے جی گرفتارِ دین بُت پرستی کا تھا اتنے میں رحمت الٰہی نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا یعنی دین اسلام کی خوبیاں اور ہندوؤں کے دین کی قباحتیں میرے دل پر کھل گئیں اور دل و جان سے دین اسلام کو اختیار کیا اور اپنے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں بردار بندوں میں گِن لیا اور پھر دوبارہ عقلِ خداداد نے مشورہ دیا کہ دین و مذہب کی تحقیق میں کہ ہمیشہ کے آرام یا ہمیشہ کا عذاب اسی پر موقوف ہے۔ غفلت کرنا اور بے تحقیق صرف باپ اور دادا کی رسم سے گمراہی کے جال میں پھنسے رہنا کمال نادانی ہے پس یہ خیال کر کے مشہور اور مروّجی دینوں کا حال دریافت کرنے لگا اور بدوں رعایت کسی دین کے ہر مذہب میں فکر اور خوض کیا۔ ہندوؤں کے دین کو بخوبی تحقیق کیا اور اُن کے بڑے بڑے پنڈتوں سے گفتگو کی اور دین نصاریٰ کے اعتقاد کو بخوبی معلوم کیا۔ اور دین اسلام کی کتابیں بھی دیکھیں اور عالموں سے بات چیت رہی اور سب دینوں کو بنظرِ انصاف بغیر لگاؤ کسی دین کے سوچا اور خوب چھانا سب کو غلطی اور گمراہی پر پایا۔ سوائے دین اسلام کے کہ خوبی اُس کی اچھی

---

[1] اسلام سے پہلے مصنّف کا نام اننت رام تھا۔

[2] پائل ایک بستی ہے راجہ پٹیالہ کے علاقہ میں اور وہاں کفر کا بہت غلبہ ہے چنانچہ وہاں کے ہندو اس کو بنارس ثانی کہتے ہیں لیکن یہ شہر اسلام خیز ہے اکثر نومسلم اسی شہر کے ہیں اور یہ شہر لودھیانہ سے ایک منزل ہے بطرف مشرق کے۔

طرح ظاہر ہوگئی۔ پیشوا اس دین کے جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی خوبیوں اور اخلاق کے ساتھ موصوف ہیں کہ زبان اُس کے بیان سے عاجز ہے اور اعتقادات اور عبادات اور معاملات اور اخلاق جو اس دین کے اندر ہیں جو کوئی معلوم کرتا ہے خود ہی جان لیتا ہے۔ سبحان اللہ کیا ہی دین ہے کہ کوئی بات اُس کی ایسی نہیں ہے کہ جس میں معبودِ حقیقی کی طرف توجہ نہ ہو۔ الحاصل اللہ کی عنایت سے حق اور ناحق مانند دن اور رات اور اُجالے اور اندھیرے کے جُدا جُدا ہوگیا کہ ہر چند بہت مدت سے دل ساتھ نورِ اسلام کے منور اور منہ ساتھ کلمۂ شہادت کے معطّر تھا لیکن نفس اور شیطان نے عیش و آرام دنیائے بے بنیاد کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا اور مدت تک حالِ ظاہری رسوم کفر سے خراب رہا آخر جذبہ توفیق الٰہی کا بزبان حال فرمانے لگا کہ اس گوہر بے بہا کو کب تک پردہ کی صدف میں اور اس اثر راحت افزاء کو کہاں تک حجاب کے صندوقچہ میں رکھے گا۔ اس موتی کو گلے کا ہار بنانا چاہیے اور اس عطر کی خوشبو سے فائدہ اُٹھانا چاہیے اور علماء باعمل نے بھی فتوے دیا کہ دین اسلام کو چھُپانا اور لباس اور وضع کفار کی رکھنا جہنم کو پہنچاتا ہے۔ سو الحمدللہ کہ سن بارہ سو چونسٹھ میں دن مبارک عید الفطر کے آفتابِ اسلام اس فقیر کا ابرِ حجاب سے نکل کر جلوہ گر ہوا اور بھائی مسلمانوں کے ساتھ عید[1] کی نماز ادا کی فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ اور مدت سے یہ خیال تھا کہ واسطے فائدہ عام کے بیان حقیقتِ دین اسلام اور ملت ہنود میں کچھ ہنود میں لکھا جاوے کہ جو کوئی صاحب عقل انصاف کی نظر سے دیکھے حق اور باطل اُس پر کھل جاوے سو الحمدللہ کہ سن بارہ سو اڑسٹھ میں یہ

---

[1] یعنی مالیرکوٹلہ میں کہ پٹھانوں کی بستی ہے۔

رسالہ مختصر مسمیٰ بہ تحفۃ الہند[1] تمام ہوا۔ اور لدھیانہ کے چھاپہ خانہ میں چھاپا گیا۔ لیکن چونکہ اُس میں بعضے الفاظ اور عبارات مشکل تھی اور ہر کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھی اور حالات عجیبہ بعضے بزرگوں کے جیسے برادر مکرم شیخ عبدالقادر صاحب وغیرہ کہ بعد طبع اس رسالہ کے دولتِ اظہار اسلام کو پہنچے تھے۔ اس میں درج کرنے منظور تھے سو باشارہ بعضے یارانِ صمیمی مولانا و اولنا جناب مولوی شیخ محمد حسین صاحب متوطن قصبہ بنت اور شفیق رفیق جناب میر احمد صاحب متوطن پور قاضی اور جناب فیض مآب حافظ محمد اسماعیل صاحب متوطن قصبہ جھنجانہ وغیرہم کے اس کتاب کے بعضے مشکلات کو آسان کر کے اور بعض عبارات بدون فوت ہونے مطلب کے کم زیادہ کر کے اور بعضے مضمون اور قصے عجائب کہ خوبی اُن کی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اس میں شامل کر کے مطبع مصطفائی دہلی میں بہ اہتمام محمد حسین خان صاحب سلمہ الرحمٰن کے جو علوم دین کی ترویج میں بہت مصروف رہتے ہیں ۱۲۷۲ھ ہجری میں بار دیگر بہزار صحت مطبوع ہوا تھا جو کہ نسخے قلیل طبع ہوئے تھے اور طالب اُس کے کثیر تھے بقول شخصے ایک انار صد بیمار۔ تب برادر محمد عبدالقادر نے کہ جن کے اوصاف آئندہ مرقوم ہیں اپنی فرمائش سے مطبع ہاشمی میں باہتمام محمد ہاشم علی کے ۱۲۷۷ھ ہجری میں طبع کرائی۔ پھر بار سوم ۱۲۷۸ھ میں بہزار صحت الفاظ و حروف باہتمام عبدالواحد عثمانی شہر بھوپال مطبع سکندری میں چھپی۔ یہ رسالہ مرتب ہے چار باب اور ایک خاتمہ پر پہلا باب اعتقاد کے بیان میں دوسرا باب عبادات میں تیسرا باب معاملات

---

[1] چونکہ اس کتاب میں اکثر بیان دین ہنود کا ہے اور بعض رسوم ہنود کہ مسلمانانِ ساکنین دیارِ ہند میں رواج پا رہی ہیں اُن کا رد بھی اس میں ہے اور عبارت بھی اُس کی ہندی ہے اس واسطے اس کا نام تحفۃ الہند رکھا گیا۔

میں چوتھا باب ہندوؤں کے اعتراضوں کے جواب میں خاتمہ بیچ بیان خوبیوں دین اسلام کے۔ اب دانایان صاحب شعور سے اُمیدوار ہوں کہ تعصب اور طرف داری کو ایک طرف کر کے بدون رعایت کسی کے اس کتاب میں غور اور فکر سے نظر کریں جب حقیقت حال کھُل جاوے تو حق کے قبول کرنے اور ناحق کے چھوڑنے میں دیر نہ فرمائیں اور صرف باپ اور دادا کی پیروی سے گمراہی کے جنگل میں آوارہ نہ رہیں خیال کرنا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے گوہر شب چراغ عقل کا آدمی کو صرف اپنی پہچان کے لیے بخشا ہے تو اس صورت میں لازم ہے کہ دین کے اختیار کرنے میں کسی کی تقلید کا گرفتار نہ رہے بلکہ جس طرح دنیا کے کاموں میں کہ جلد فنا ہونے والی ہے کمال فکر اور دُور اندیشی کے ساتھ کاروبار کرتا ہے اور جس صورت میں تھوڑا سا نقصان اپنا جانتا ہے تو اُس صورت میں کسی اپنے بیگانے کی نہیں سُنتا ویسی ہی بلکہ زیادہ اُس سے دین کے کاموں میں بھی کہ اُس کا فائدہ ہمیشہ رہنے والا ہے نہایت تحقیق اور غور و خوض بجا لاوے اور اندھوں اور باؤلوں کی طرح دین کی راہ میں نہ چلا جاوے مبادا کہ اس غفلت اور نادانی سے ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہووے ؎

غم دین خور کہ غم غم دین ست	ہمہ غمہا فزوتر ازین ست
غم دنیا مخور کہ بیہودست	ہیچ کس در جہان نیاسودست

اکثر ہندوؤں کو کہتے سُنا ہے کہ اپنا دھرم اگرچہ "رئی سمان" یعنی رائی کے دانہ کی برابر دوسرے کا دھرم "پربت سمان" یعنی پہاڑ کی برابر ہو جب بھی اپنا دھرم نہ چھوڑے۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ یہ قاعدہ صرف دین اور دھرم کے بارے میں جاری کرتے ہیں اور دنیا کے اکثر کاموں میں بزرگوں کی پیروی کا خیال نہیں ہوتا۔ یعنی اگر کسی کا باپ اور دادا مفلس اور خوار و محتاج اور گمنام ہووے تو اولاد

کو ہرگز یہ لحاظ نہیں ہوتا کہ باپ اور دادا کی متابعت کرکے دولت مندی اور نام آوری کو چھوڑ دیں بلکہ جس طرح بن پڑے مال و دولت کے حاصل کرنے میں نہایت محنت اور کوشش کرتے ہیں اور دین کے ہر امر میں ہرچند کہ اپنے مذہب کا ناحق ہونا اور دین اسلام کا حق ہونا سورج کی طرح روشن ہو جاوے اُس وقت جھوٹا عذر بزرگوں کی پیروی کا پیش لاتے ہیں سبحان اللہ اس عقل و شعور کو کیا کہا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ ان لوگوں نے دنیا کو بڑی دولت اور عاقبت کو ناچیز سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ بموجب مذہب ہندوؤں کے بھی بلکہ تمام دین والوں کے نزدیک دُنیا کے عیش و آرام عاقبت کی نعمتوں کے آگے کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتا ہے

دنیا ہیچ است و کار دُنیا ہمہ ہیچ اے ہیچ زبہر ہیچ در ہیچ مپیچ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۔ یعنی اور یہ دُنیا کا جینا تو یہی ہے جی بہلانا اور کھیلنا اور پچھلا گھر جو ہے سو یہی ہے جینا اگر یہ سمجھ رکھتے ہوں۔

اور مطلب کے شروع سے پہلے کتنی التماس بیچ خدمت دیکھنے والوں اس رسالہ کے کرتا ہوں۔

پہلا التماس ہندوؤں کے بزرگوں کی روایات اور حکایات کہ اس کتاب میں لکھی گئی ہیں ایسے اور بہت سے[1] قصے اُن کی پوتھیوں میں مذکور ہیں یہاں تھوڑے سے بطور نمونہ کے لکھے گئے۔ لیکن وقت گفتگو اور مناظرے کے بعض ہندو بعض اُن حکایات سے صاف انکار کر جاتے ہیں اور اکثر اہل اسلام کہ اُن کی کتابوں سے

---

[1] سوط اللہ الجبار میں بھی موجود ہیں

واقف نہیں ہیں اُس کے جواب میں چُپ ہوجاتے ہیں اس واسطے مناسب یہ ہے کہ وقت گفتگو کے اوّل سرسری بدون اظہار قصد بحث اور مناظرہ کے اُن حکایات کو ہندوؤں سے پوچھا جاوے تو صاف صاف سچ کہہ دیں گے جب وہ اقرار کرلیں پھر جو گفتگو منظور ہو سو کریں اور اکثر ہندو کہ اپنے مذہب سے بھی واقف نہیں ہیں اس واسطے بھی اُن باتوں سے انکار کر دیتے ہیں۔

دُوسرا التماس جس جگہ اس کتاب میں کوئی بُرا کام ہندوؤں کے بزرگوں کے نام منسوب ہے اُس پر یقین ہی نہ کر بیٹھیں کیونکہ احتمال ہے کہ شاید اُن کے بزرگوں میں بعض اشخاص مومن اور مقبول بارگاہِ الٰہی ہوئے ہیں اور یہ باتیں کہ اُن کی نسبت اُن کی پوتھیوں میں لکھی ہیں صرف جھُوٹ ہوں اور ہو سکتا ہے کہ اس ملک میں حق تعالٰی کی طرف سے بعضے انبیاء بھی مبعوث ہوئے ہوں لیکن لیکن بہرحال جس دن سے خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں پچھلے دین سب منسوخ ہی ہو گئے۔

تیسرا التماس جب کسی ہندو سے دین کی بابت مباحثہ کرنا منظور ہو تو اُس میں باتیں منظورِ نظرِ عالی رکھیں کہ سچے دین کی حقیقت اور خوبی ظاہر ہو جاوے۔ اور بھُولا ہوا ہدایت پاوے اور مباحثہ سے کوئی غرض نفسانی یا تعلقہ زبانی منظور نہ ہو اور گفتگو میں نرم کلامی کو اختیار کریں اور غصّہ ظاہر نہ کریں بلکہ اگر دوسرا سخت کلام کرے آپ صبر کریں اور اُن کے بزرگوں کو حقارت اور گالی گلوچ سے یاد نہ کریں کہ اس میں کچھ فائدہ نہیں بلکہ کئی طرح کا ضرر متصور ہے۔

چوتھا التماس اس کتاب میں بعض فصلوں کا مطلب موقوف ہے بعض فصلوں دوسری پر سو چاہیے کہ اوّل سے آخر تک ترتیب وار اس کتاب کو حتی المقدور ملاحظہ فرمائیں۔

پانچواں التماس اکثر حکایات اور قصص کو میں نے مختصر[1] کر کے لکھا ہے تاکہ کتاب دراز نہ ہو جائے لیکن اصل مطلب کو گم ہونے نہیں دیا اس بات کو مفر مقصد نہ جانیں۔

چھٹا التماس غرض اس رسالہ کی تصنیف سے فقط بیان مذہب ہنود ہی کا نہیں بلکہ واسطے فائدہ مسلمان بھائیوں کے اکثر مسائل ضروری اسلام کے بھی اس میں بیان ہوئے ہیں سوچاہیے کہ جو شخص اہل علم اس کے مضمون سے واقف ہوں دوسرے مسلمانوں کو ان پڑھے ہیں اس کے مضمون سے واقف کریں انشاء اللہ تعالیٰ ثواب عظیم پاویں گے اور اس کتاب میں ایسے عمدہ مسائل ضروری بیان ہوئے ہیں کہ خوبی اُن کی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

ساتواں التماس اس کتاب میں بعضی جگہ پر واسطے ضیافت طبع ناظرین کے گفتگوئے ظرافت آمیز بھی کی گئی ہے اس گستاخی کو معاف فرمائیں اور جہاں کہیں حکایات ہنود میں بیان فسق و فجور کا ہے ایسے مضمون کو عورتوں کی بھری مجلس میں نہ سُنائیں۔

آٹھواں التماس درود شریف پڑھ کر اس مسکین کے حق میں اور میرے استادوں اور دوستوں اور مالک مطبع اور سارے مسلمان مرد اور عورتوں کے حق میں دُعا فرماویں کہ حق تعالیٰ بطفیل حبیب اپنے کے دنیا و آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ حدیث شریف[2] میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کے واسطے دُعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین اور کہ تیرے واسطے

---

[1] تفصیل ان کی سوط اللہ الجبار میں دیکھیے

[2] حدیث کے الفاظ یہ ہیں آمین ولک مثل ذٰلک اے اللہ اس دُعا کو قبول کر اور اے دُعا کرنے والے تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔

بھی ایسا ہی ہو۔

مثنوی

بماند سالہا ایں نظم ترتیب　　زما ہر ذرّہ خاک افتد بجائے
غرض نقشیت کز ما یاد ماند　　کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت　　کند در کار ایں مسکین دُعائے

نواں التماس اس کتاب میں اگر کہیں غلطی معلوم ہوئے اصلاح فرما دیں۔

دسواں التماس بر ظاہر ہے کہ اگر دنیا میں ہزار ہا برس عمر پاوے آخر ایک دن دنیا کو چھوڑ نا ہی پڑے گا سو سب بھائی مسلمانوں کو چاہیے کہ موت کو یاد رکھیں اور آسائش جہان گزران کو چھوڑیں۔ اور عاقبت کے سفر کا توشہ درست کریں اور اوقات اپنی بیچ ادائے نماز و روزہ وغیرہ عبادات مالی و بدنی اور بجا آوری تمام احکام شرع شریف کے خرچ کریں اور تلاوت قرآن شریف با معنی اور مطالع کتب اور استماع وعظ اور کثرت تسبیح و استغفار اور درود میں مشغول رہیں اور خدا کی مخلوق کو امر معروف اور نہی منکر کرتے رہیں اور واسطے تہذیب اخلاق کے مضمون کتاب احیاالعلوم۔ کیمیائے سعادت و منہاج العابدین وغیرہ پڑھتے سُنتے رہیں اور اتباع سنتِ نبویؐ کو ہر چیز پر مقدم رکھیں اور اس برابر کوئی دولت نہیں خصوص اس زمانہ میں کہ اکثر لوگوں نے سنت کو بدعت بدعت کو سنت سمجھ رکھا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عند افساد اُمّتی فلہ اجر ماُتہ شہید۔ یعنی جو کوئی میری سنت کو مضبوط کر کے پکڑے جس وقت میں کہ میری اُمت بگڑ جاوے تو اُس شخص کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے سو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعدےؔ[1] کو سچا سمجھ کر سب سنتوں کے زندہ کرنے میں خصوص رانڈوں کے نکاح میں

---

[1] کہ حقیقت میں اللہ کا وعدہ ہے۔

بہت سعی کیا کریں اور بھاجی وغیرہ رسوم بد شادی وغیرہ سے دُور کریں اور موت کو یاد رکھیں اور جو علماء نفسانی اور طالب دُنیا نہ ہوں اُن کی بات پر اعتماد رکھیں اور اپنے دنیا کے سب کام میں مثلاً بیاہ شادی مرنے وغیرہ میں اتباع سنت نبوی کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور جو رسم باپ اور دادا کی سنت نبوی سے ثابت نہ ہو اُس کو ترک کریں اور حضرت کے اہلبیت اور اصحاب اور جمیع اولیاء اللہ اور تمام صلحاء سے محبت رکھیں ۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔

پہلا باب

فصل نمبر ۱

اسلامی عقیدہ توحید و ثبوت اللہ

خدا تعالیٰ کی پہچان میں ہم سب مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ پیدا کرنے والا اور مالک سارے جہان کا ایک ہے اللہ اُس کا نام پاک ہے کوئی اُس کا شریک نہیں کیونکہ اگر کئی حاکم دنیا کے ہوں تو جہان کا بندوبست بگڑ جائے اور سب بڑائیاں اور کمال اُسی کو ہیں اور وہ سب عیبوں سے پاک ہے کیونکہ عیب والا لائق خدا ہونے کے نہیں ہوتا۔ اور وہ کسی کام میں کسی کا محتاج نہیں نہ کسی جن اور آدمی کا نہ کسی فرشتے کا کیونکہ جو خود دوسرے کا محتاج ہو تو سارے جہان کا پیدا کرنا اور سب کے حال کی خبر رکھنی اور سب کی فریاد سُننی اور سب کو رزق پہنچانا اور سب کی حاجت روا کرنی اُس سے کیونکہ ہو سکے اور سب اللہ کے محتاج ہیں کوئی چیز کسی وقت میں اُس سے بے پروا نہیں ہر کسی کو ہر وقت میں اُسی کی طرف حاجت ہے اور خدا تعالیٰ ہر وقت میں ہر چیز کو جانتا ہے خواہ وہ چیز اندھیرے میں ہو خواہ اُجالے میں خواہ زمین میں خواہ آسمان میں خواہ پہاڑ کی چوٹی پہ خواہ سمندر کی تہ میں اور ازل سے ابد تک ہر چیز کا احوال جس طرح جس وقت جس مکان میں جو کچھ

گزرا اور گزرے گا خدا تعالیٰ کو سب معلوم ہے یہاں تک کہ ہر کسی کے دل کے بھید بھی جانتا ہے کس واسطے کہ اگر کسی چیز کو نہ جانتا تو لائق خدائی نہ ہوتا اور اُس کا جاننا آدمیوں، جنوں اور فرشتوں کے جاننے کے مانند نہیں ہے کیونکہ ان سب کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے سو اللہ تعالےٰ کے بتانے سے معلوم ہوتا ہے اور عقل وحواس کے وسیلہ سے معلوم ہوتا ہے اور کسی وقت میں کوئی چیز معلوم ہوتی ہے کسی وقت میں نہیں معلوم ہوتی اور حق تعالےٰ کو سب کچھ آپ ہی بغیر تبلائے اور کہے اور بغیر وسیلہ عقل و حواس کے معلوم ہے اور ہر چیز کو ہر وقت جانتا ہے اور ہر چیز کو ہر وقت بدون آنکھوں کے دیکھتا ہے کوئی چیز کسی وقت میں اُس کی نظر سے باہر نہیں یہاں تک کہ اندھیری رات میں چیونٹی کے پاؤں کو بھی دیکھتا ہے اور سب کچھ بغیر کانوں کے سُنتا ہے یہاں تک کہ چیونٹی کے پاؤں کی آواز بھی سُنتا ہے اور ہر کام پر قدرت رکھتا ہے جو چاہے سو کرے فقط اُس کے ارادہ سے اور ایک حکم کُن[1] سے سارا جہان پیدا ہوا ہے اور چاہے ایک حکم سے سب کو فنا کر دے اور جو کسی کام کو نہ کر سکتا تو خدائی کے لائق نہ ہوتا اور اُس کی قدرت ایسی نہیں جیسی آدمیوں اور جنوں اور فرشتوں کی قدرت ہے اس واسطے کہ یہ سب اللہ کے محتاج ہیں آپ سے کچھ نہیں کر سکتے اور اُن کی قدرتِ ضعیف کسی وقت میں چلتی ہے کسی وقت میں نہیں چلتی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت قوی ہر وقت چلتی ہے اور خدا تعالےٰ نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ کسی نے اُس کو جنا اور نہ کسی کا بھائی ہے اور نہ کسی سے ناتہ رکھتا ہے غرض کہ خدا تعالےٰ کی مانند اور کوئی چیز نہیں ہے خدا تعالیٰ بیچوں اور بیچگوں اور بے شبہ اور بے مثوں ہے۔ اور جو کوئی کہے کہ خدا تعالیٰ کا آنکھوں سے

---

[1] کُن لفظ عربی کا ہے اس کے معنی ہیں ہو جا

دیکھنا تو اس جہان میں ثابت نہیں ہوا پھر تم نے خدا تعالےٰ کو کس طرح سے پہچانا ہے۔
سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو اُس کی مخلوقات کو دیکھ کر پہچانا ہے مثلاً
رنگے ہوئے کپڑے کو دیکھ کر رنگریز کو جان لیتے ہیں کہ ایک شخص اس کا لکھنے والا ہے
کیونکہ بنا لکھنے والے کے لکھنا نہیں ہو سکتا اور تخت کو دیکھ کر بڑھئی کو پہچان لیتے ہیں
کہ کوئی شخص کاریگر اس کا بنانے والا ہے پھر آدمی اس سب مخلوقات مثلاً زمین آسمان
چاند سورج ستارے خاک پانی ہوا آگ درخت دریا پتھر لکڑی حیوان انسان
بادل مینہ پھول پھل گرمی سردی خشکی تری بیماری تندرستی وغیرہ کو دیکھ کر اُن کے
پیدا کرنے والے کو کیونکر نہیں پہچانے گا۔ دوسرے ہم کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں اور
وہ کام اکثر اوقات ہماری خواہش کے مطابق نہیں ہوتا پھر ہماری اُس مراد کو کون
پلٹ دیتا ہے سو وہ پلٹ دینے والا خدا ہے اور آدمی یہ خیال کرے کہ تھوڑی
سی مدت کے آگے اُس کا نام و نشان دنیا میں نہ تھا پھر پہلے منی کا قطرہ ہوا اس
سے آدمی بنا یہ کس نے بنا دیا اگر جانتا ہے کہ اپنا بنانے والا آپ ہے تو یہ خیال
کرے کہ اس وقت میں کہ موجود ہے اپنے بدن پر ایک بال نہیں پیدا کر سکتا پہلے
اس کا نام و نشان نہ تھا اپنے آپ کو کیونکر پیدا کر لیا ہوگا سو معلوم ہوا کہ اس کا
پیدا کرنے والا یہ آپ نہیں کوئی اور ہے سو اس کے پس وہی خدا ہے جس نے
سب کچھ پیدا کیا اور اگر آدمی اللہ تعالےٰ کی مخلوقات کو بدیدۂ غور و فہم دیکھا کرے
تو اللہ تعالیٰ کے وجود کی شناخت خوب حاصل ہو اور بموجب دین ہندوؤں کے
خدا تعالیٰ کی شناخت میں بہت اختلاف ہے چنانچہ کچھ بیان اس کا اسی باب کی
ساتویں فصل میں آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور کچھ بیان یہاں بھی ہوتا ہے۔ جاننا
چاہیے کہ از روئے دین ہندوؤں کے خدا دو طور پر ہے ایک نرگن[1] یعنے جس کو کچھ

---

[1] لفظ نر بکسر نون و سکون راے مہملہ در معنی نفی می آید و لفظ سر بفتح سین مہملہ و سکون

صفت نہیں دُوسرا سَرگُن یعنی صفتوں والا اور کہتے ہیں کہ نرگن اُس وقت ہوتا ہے جب تمام مخلوقات فنا ہوتی ہے اور اُس کی اُس حالت کا بیان کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور سَرگُن اُس وقت ہوتا ہے جب اُس کا پیدا کرنے کا ارادہ ہوتا ہے اور مایا[1] کی جنبش ہوتی ہے تو تین گُن یعنی رَج اور ست اور تم اُس میں ظاہر ہوتی ہیں۔ رَج کی جہت سے برہما کی صورت میں ظاہر ہو کر خلقت کو پیدا کرتا ہے اور ست کی جہت سے بشن کی صورت میں ظاہر ہو کر خلقت کو پالتا ہے اور تم کی رُو سے مہادیو کی صورت میں ظاہر ہو کر خلقت کو فنا کرتا ہے اور مفصل یہ بیان اس باب کی ساتویں فصل میں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ تو گویا برہما بشن اور مہادیو یہ تینوں دیوتے بقول ہندوؤں کے مظہر اور نائب خدا بلکہ ایک خدا کے تین خدا اور بالکل حاکم و مختار سارے جہان کے ہیں اس مقام میں ایک بات کو سمجھنا چاہیے کہ اوّل تو سوائے اللہ کے اور کوئی جہان کا مختار ہی نہیں اور نہ خدا کا منقسم ہونا جائز ہے اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

راء مہملہ بمعنی معیت می آید و گُن بضم کاف فارسی و سکون نون بمعنی صفت است پس معنی نرگن بے صفت و معنی سَرگُن باصفت است

[1] (حاشیہ صفحہ ہذا) بقول ہندوان چوں پیدا کنندہ را بالقوۃ پیدا کردن پیوند می شود آنرا مایا گویند و پیدا کنندہ را در زبان ایشان اگیان میگویند بفتح ہمزہ و تشدید و کسر کاف فارسی و فتح یائے تحتانی و الف و سکون نون و قوت پیدا کردن را چھیپ شکست میگویند بکسر موحدہ و جیم فارسی مشدد و بائے مختفی و یائے مجہول و سکون یائے فارسی و فتح شین معجمہ و سکون کاف تا مثناۃ فوقانی پس مایا دو جزو دیکھے اگیان دوم چھیپ شکست ۱۲ منہ عفی عنہ از معنی مایا کے

(باقی آئندہ صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بہت ہیں کرپا یعنی مہربانی موہ بواؤ مجہول یعنے دوستی۔ چھل یعنی فریب دھوکا یعنے غرور سینت یعنی دولت بھول یعنی غفلت ؎۲ صحیح بشن ست بکسر واؤ سکون شین وضم نون کہ این ضمہ شل واؤ معروف خواندہ شود ومشہور بشن ست

؎۳ اندرمن کہتا ہے یہ تینوں بنائے ہوئے اُس کے ہیں اور بشن دونوں سے اشرف ہے کہ اوتار ہے اور بید میں تصریح ہے کہ یہ تینوں کوئی موجود نہیں یہ صرف اسماء صفاتی خدا کے ہیں انتہی مختصراً سوط الجبار جلد دوم صـ۱۴ اور اُس میں ہے صـ۳ کہ مہابھارت میں ہے کہ گنگا نے آٹھ بشن کو راہ میں متفکر دیکھ کر حال پوچھا بولے بشسٹ کی بددعا سے ہم زمین میں جائیں گے اگر تیرے پیٹ سے پیدا ہوں تو خوب ہے اور تو ہم کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالے گنگا نے کہا ایک کو رکھ لوں گی تاکہ شوہر کی صحبت کرنی ضائع نہ جائے آٹھ بشن اس پر راضی ہوئی اور وعدہ کیا ہے کہ تیرے اُس آٹھویں فرزند کو ہم اپنی صفات سے آٹھواں حصّہ دیں گے اور وہ آٹھواں بیٹا بھیکم پتاشہ ہے انتہی مختصراً اور اُس میں ہے صـ۷ کہ مہابھارت کی فصل موجھ دہرم میں ہے کہ آفریدگار نے بشن اور برہما کو خلق کی نگہبانی کے لیے پیدا کیا ہے اور اُس میں صـ۲ اُسی فصل سے کہ جگدیس یعنی خدا نے برہما کو کنار میں لے کر کہا کہ کاروبار خلائق کا میں نے تجھ کو سونپا اور میں تیری اُمید پر اُن کی فکر سے فارغ ہوا اور اُسی میں صـ۱۶ مہابھارت کی اصل راج دھرم ہے کہ دیوتوں نارائن جھگڑتے ہوئے آپس میں لپٹ گئے اور خلائق میں فساد پیدا ہوا آخر کار برہما نے صلح کرائی اور ایک دوسرے نے کنار میں لیا نارائن نے مہادیو سے کہا کہ رنجیدہ خاطر نہ ہونا تیرے ترسول کا داغ میرے سینے پر اچھا معلوم ہوگا اور تیرے گلے پر سیاہی جو میرے پکڑنے سے ہوگئی ہے زینت بخشے گی اور اُسی میں ہے صـ۱۱ کہ مہابھارت کی موجھ دھرم میں ہے کہ جب قیامت ہوتی ہے جگدیس یعنی جہان کا خداوند موجودات کو نگل لیتا ہے اور سو جاتا ہے اور جب جاگتا ہے پھر اسی طرح سو جاتا ہے اور جگدیس دریائے عمان میں ہوتا ہے تردلیدہ روزرد بصورت گداز بزرگ اور سر مانند گھوڑے کے اور تن مانند آدمی کے مختصراً ترجمہ

اگر فرض کیا جاوے کہ یہ تینوں نائب خدا[1] اور مختار کل سارے جہان کے ہیں تو عقل سلیم کے نزدیک نہایت ضرور ہے کہ یہ تینوں عادل منصف اور اچھی صفتوں سے موصوف اور بری صفتوں سے پاک ہوں لیکن ہندوؤں کے دین سے ان تینوں کے اوصاف ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ جو شخص کہ بہت ہی کم عقل ہو وہ بھی اُن کی بے عقلی پر ہنسے چنانچہ اُس میں سے بہت ہی کم بطور نمونے کے لکھے جاتے ہیں۔

مہابھارت[2] میں لکھا ہے کہ اُنتری منی کی جورو بہت نیک تھی یہ تینوں یعنی برہما بشن مہادیو اُس کی عصمت میں رخنہ ڈالنے کو اُس کے دروازے پر بھیک مانگنے گئے وہ بیچاری بھیک دینے کو باہر آئی یہ صاحب فرمانے لگے کہ ہم کیا بھوکے ہیں کہ ایسی بھیک لیں گے ہاں اگر ہم کو اپنے گھر میں لے جا کر اور ننگی ہو کر ہم کو کھانا کھلا دے تو ہم ٹھہرے رہیں وہ بیچاری اپنے خصم سے اجازت لے کر ان تینوں کو اپنے گھر میں لے گئی جب کھانا کھلانے لگی اُس عورت نے اُن کے بدن پر پانی چھڑکا یہ تینوں چھوٹے لڑکے بن گئے انتہیٰ۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں بدمعاش اور دغا باز اور شہوت پرست اور عاجز ایسے تھے کہ ایک عورت کے جادو سے لڑکے بن گئے بھلا ایسا شخص کہیں خدا اور نائب خدا اور دنیا کا مالک ہو سکتا ہے۔

اور کارتک[3] مہاتم اور پدم پوران میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ اندر دیوتا مہادیو[4] کے

---

[1] اندر من کہتا ہے کہ خدا نے تربیش کو نائب کیا اس کا جواب یہ ہے کہ تربیش کو نائب نہیں بنایا بلکہ پہلوں کو ہلاک کر کے اُن کا خلیفہ کیا اور ملائکہ محض بطور کارپردازان اور عالموں کے ہیں پیدائش عالم اور صفات الوہیت میں اُن کو کچھ دخل نہیں انتہیٰ مختصراً ظفر مبین۔

[2] یہ روایت دین حق کی تحقیق میں ہے مہابھارت کا لفظ شاید غلط لکھا گیا ہو اور پنڈت منشی کنور رسا کوچھپر اسیوں نے کہا کہ یہ روایت مہابھارت کے بن پرب میں ہے۔

[3] کارتک نام ماہ کاتک مہابھارت نام کتاب کا کہ کاتک کے مہینے میں ہندو اس کو برہمن سے سنا کرتے ہیں [4] شو بکسر شین معجمہ وسکون واو نام مہادیو است و مشہور است بہ شب منہ

درشن کو کیلاس[1] پربت پر گیا وہاں جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص بدصورت سُرخ چشم بڑے بڑے دانتوں والا بیٹھا ہے اندر نے اُس سے پوچھا کہ شو[2] یعنی مہادیو کہاں ہے اُس نے اندر کی بات کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ سخت گوئی سے پیش آیا۔ اندر نے خفا ہو کر اُس کی گردن پر گرز مارا وہ گرز اسی وقت راکھ ہو گیا اندر حیران رہ گیا اور حقیقت میں وہ شخص بدصورت آپ ہی مہادیو تھا۔ مہادیو نے چاہا کہ اندر کو جلا کر راکھ کر ڈالے اتنے میں برہسپت کہ سارے دیوتاؤں کا پیر مرشد ہے وہاں حاضر ہوا اور اندر کی سفارش کرنے لگا اور بہت عاجزی سے اندر اور برہسپت نے مہادیو کو بہت سراہا تب مہادیو نے اندر کا گناہ معاف کیا اور کہا کہ جو تمہاری مراد ہے مجھ سے مانگو اُن دونوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ غصہ کی آگ جو تمہاری آنکھوں میں بھڑک رہی ہے اس کو دبا لیجیے مہادیو نے اُس غصہ کی آگ کو سمندر میں جہاں گنگا ندی ملتی ہے وہاں پھینک دیا وہ آگ وہاں پڑتے ہی ایک لڑکے کی صورت بن گئی اور اُس لڑکے نے رونا شروع کیا اُس کی آواز کی ہیبت سے زمین و آسمان میں بھونچال پڑ گیا۔ برہما وہاں آیا سمندر نے برہما کی تعظیم بجا لا کر اُس لڑکے کو برہما کی گود میں رکھ دیا اور کہا کہ اس کا نام آپ ہی رکھ دیجیے اس سعادتمند لڑکے نے برہما کی ڈاڑھی ایسے زور سے پکڑی کہ برہما کی آنکھوں سے جل یعنی پانی نکل پڑا چونکہ اُس وقت برہما کی آنکھوں سے جل نکلا تھا اُس لڑکے کا نام جلندھر رکھا اور شکر[3] دیوتا کہ سارے دیتیوں کا گرو ہے بُلا کر کہا کہ جلندھر کو سب دیتیوں کا راجہ بنا دے

---

[1] کیلاس بفتح اول بقول ہنود نام پہاڑ کہ مہادیو کے رہنے کی جگہ ہے۔

[2] شو بکسر شین معجمہ و سکون واو نام مہادیو است و مشہور ست بہ شب منہ

[3] شکر بشین معجمہ و تشدید کاف و سکون را نام ستارہ کہ آنرا زہرہ گویند بقول ہندوان مرشد جمع دیتان یعنی جنیان ست۔

اور برندا نام عورت سے کہ کال نیمی[1] دیتوں کے سردار کی بیٹی ہے اُس کا بیاہ کر دے شکر نے بموجب حکم برہما کے اسی طور کیا اور جلندھر اُسی وقت جوان قوی ہیکل بن گیا - اور زمین اور زمین کے سارے راجاؤں اور بہادروں سے زیادہ تھا - کہ کوئی دیت اور دیوتا اُس کے مقابلے کا نہ تھا - تب اُس کو بہت سا غرور اور تکبر پیدا ہوا اور اندر کو سُرگ[2] (بہشت) سے نکال دیا - اس بات سے سارے دیوتاؤں نے غمناک ہو کر یہ حال برہما سے عرض کیا برہما نے انکو بشن کے پاس بھیجا - بشن کو جلندھر کا ہلاک کرنا منظور ہوا - نارد[3] دیوتا کہ بشن کا دل ہے اُس نے بشن کا یہ ارادہ دریافت کر کے یہ سوچا کہ جلندھر بغیر مہادیو کے اور کسی کے ہاتھ سے مارا نہیں جائے گا - پھر نارد نے حیلہ کیا کہ جلندھر سے جا کر کہا کہ سب اسباب بادشاہت کا تیرے گھر میں موجود ہے لیکن پاربتی مہادیو کی جورو کہ نہایت خوبصورت ہے جب تک وہ تیرے ہاتھ میں نہ آوے تو کچھ لطف نہیں ہے - جلندھر نے مہادیو سے پاربتی مانگی لیکن نہ ملی تب لڑائی کا قصد کیا چنانچہ مہادیو اور اُن کے صاحبزادے[4] سے جلندھر میں سخت لڑائی ہوئی برہما بشن اور تمام دیوتا مہادیو کی مدد کو پہنچے پر جلندھر کے آگے سب عاجز ہوئے پھر بشن نے اپنے دل میں سوچا کہ برندا جلندھر کی جورو بہت نیک اور جتی[5] ہے جب تک اُس کی عصمت میں خلل نہ آوے

---

[1] کال نیمی بفتح کاف و سکون الف و لام و کسر نون و یائے مجہول و کسر میم و یائے معروف نام سردار دیتاں یعنی بتیاں [2] سورگ بضم سین مہملہ و اشمام واو معدولہ و سکون را و کاف فارسی نام تمام سکونت دیوتا ہائے کہ عوام الناس تعبیر بہ بہشت می کنند [3] نارد نام ایک دیوتا کا ہے کہ اُن کی کتابوں میں اُس کے فریب اور دغا بازیاں بہت لکھی ہیں اور اُس کو بشن کا دل جانتے ہیں یعنی ارادہ بشن کا اُس سے ظہور میں آجاتا ہے اور ہندو بشن کو بھی بڑا فریبی ہی جانتے ہیں [4] کیونکہ مہادیو کی غصہ کی آگ سے پیدا ہوا تھا

[5] جتی بفتح جیم و کسر تاء مثنا فوقانی و سکون یائے معروف صاحب جت یعنی عصمت و پارسائی -

کا جلندھر نہیں مرے گا پھر بشن نے اپنے آپ کو جلندھر کی صورت بنا کر اُس کی جورو سے
فعل بد کیا اس حیلہ سے اُس کا جت (پاکی) توڑ دیا تب جلندھر مہادیو کے ہاتھ سے مارا
گیا جب برندا جلندھر کی جورو کو بشن کا یہ فریب معلوم ہوا اُس نے بشن کو سراپ
یعنی بد دُعا دے کر کہا کہ تو پتھر بن جا بشن اُس کے سراپ سے پتھر بن گیا جس کو
سالگرام کہتے ہیں اور کنڈ کا نڈے میں جا پڑا۔ چنانچہ اب اُس ندی میں سے
پتھروں کو لاکر پوجتے تھے۔ (نام جوئے) القصہ برندا جلندھر کی جورو اس غم سے آگ میں جل کر
راکھ ہو گئی اور اُس کی راکھ سے تلسی کا درخت جم آیا چونکہ بشن نے برندا کے وصل
سے بہت مزا لوٹا تھا اور برندا پر عاشق ہو گیا تھا اُس کے جل مرنے سے بہت
اُداس ہوا اور بے تاب ہو کر اُس کی بھسم یعنی راکھ پر آ بیٹھا اور بے قرار ہونے
لگا دوسرے دیوتاؤں نے یہ حال دیکھ کر تلسی کی پتی اُس کے سر پر رکھی چونکہ
تلسی بھی بشن کی معشوقہ کی راکھ سے ظاہر ہوئی تھی اُس سے بشن کے دل کو تسلی ہوئی
چنانچہ اب تک جو لوگ بشن کو پوجا کرتے ہیں سالگرام پتھر کو بشن کا رُوپ سمجھ کر
پوجتے ہیں اور تلسی کی پتی اُس پر چڑھاتے ہیں۔ یہ قصہ مختصر تمام ہوا۔

نتیجہ: اس داستان سے معلوم ہوا کہ جناب مہادیو صاحب بڑے خوش
اخلاق تھے کہ باوجودیکہ مہمان کی خاطر داری میزبان پر لازم آتی ہے اندر ان کی زیارت
کو گیا اُس کو جھڑک کر بے عزت کر دیا کیا خوب کہا ہے کسی شاعر نے ؎

فردیک ترش رُوئی برائے دفع صد مہمان بس ست

چین ابرو حجب دربان ست صاحب خانہ را

اور عاجز اور مغلوب الغضب ایسے تھے کہ اپنے غصہ کی آگ کو روک نہ سکے
اور برہما ایسا عاجز تھا کہ ایک لڑکے سے اپنی ڈاڑھی نہ چھڑا سکا بلکہ چشم پُر آب ہوا
اور بشن نے دغا اور زنا کیا اور ایک عورت کے عشق میں عاجز و بے قرار ہوا اور

اُس کی بد دُعا سے پتھر بن گیا چنانچہ اب تلک تلسی کی پتی سالگرام پہ رکھ کر اُس کی پوجا کرتے ہیں یہ اُس کی زنا کی نشانی ہے کہ ہندوؤں کی عبادت میں داخل ہے۔ اور نارد نے کہ بشن کا دل ہے جلندہر کو بہکا کر مہادیو کی عورت کا سوال کروایا۔ بے چارے مہادیو کی عزت کو بٹہ لگوایا اور برہما اور بشن اور مہادیو یہ تینوں کہ بقول ان کے سارے جہان کے مالک و مختار ہیں ایک جلندہر کے قتل کرنے سے عاجز ہو گئے پھر ایسے فریبی نفسانی اور عاجز شخصوں کو نائب خدا بلکہ خدا اور مختار کل سمجھنا محض جہالت اور ضلالت ہے اور سوائے بدبختی ازلی کے کیا تصور کیا جائے۔

اور سنو کہ اُن کے بعضے اہل[1] تواریخ کہتے ہیں کہ ایک بار پاربتی مہادیو کی بیوی بٹنا مل کر نہانے لگی۔ اور اپنے بدن کے میل سے ایک اپنا بیٹا بنایا جس کا نام گنیش ہے اور اُس کو گھر کے دروازے پر بٹھایا تاکہ کسی کو اندر نہ جانے دے اتنے میں مہادیو باہر سے آئے گنیش[2] نے اُن کو اندر جانے سے منع کیا مہادیو نے خفا ہو کر اُس کا سر کاٹ کر دور پھینک دیا پاربتی اُس کے غم سے بہت روئی اور کہنے لگی کہ اُس کو زندہ کرو مہادیو نے ہر چند گنیش کے سر کو تلاش کیا کہیں نہ ملا ناچار ایک ہاتھی کا سر کاٹ کر گنیش کے جسم سے ملا کر زندہ کر دیا اور اُس کو یہ بر یعنے انعام دیا کہ جو کوئی شخص کچھ کام کیا کرے پہلے تیرا نام لیوے اور جو کوئی کسی دیوتا کی

---

[1] اس روایت کے خاتمہ کا مضمون اسکند پوران میں اور تمام مضمون کا حال شیو پران میں مذکور ہے اور پدم پوران اور اسکندھ پوران یہ تینوں اٹھارہ پورانوں معتبروں میں سے ہیں جن کے اعتبار پر منڈوک اپکند انتر ہیں ۔ سوط صفحہ ۸۴، ۸۵ جلد ثانی

[2] گنیش بفتح کاف فارسی و کسر نون و یائے مجہول و سکون شین نام یکے از معبودان ہنود کہ سرا و مثل فیل ست

پوجا کرے پہلے تیری پوجا کرے تب اُس کی وہ پوجا قبول ہو۔

نتیجہ: اس سے بھی مہادیو کا ظالم اور ناقص العلم ہونا ثابت ہوا پھر ایسا شخص خدا اور مختار کل کیونکر ہو سکے۔

اور شیو پوران میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے بشن کی ناف سے کنول کا پھول نکلا اُس میں سے برہما پیدا ہوا۔ برہما اور بشن آپس میں جھگڑنے لگے برہما نے کہا تجھ کو میں نے پیدا کیا ہے بشن نے کہا میں نے تجھ کو پیدا کیا ہے اتنے میں آسمان سے ایک دھواں ظاہر ہوا اُس دھوئیں میں سے برہما کو خطاب ہوا کہ تو برہما اور یہ بشن ہے جس کی ناف سے کنول نکلا اور اُس سے تو ظاہر ہوا اب تو خلقت کو پیدا کر جب برہما نے اُس دھوئیں کی طرف غور سے نگاہ کی تو اُس میں سے ایک لنگ یعنی یعنی آلت نظر آئی برہما ہنس کی شکل اُس لنگ کی پیمائش کے لیے اُوپر کو اُڑا اور بشن سور (خوک) بن کر پاتال کو گیا۔ دس ہزار برس تک دونوں دوڑے گئے پر اُس لنگ کا انتہا نہ پایا پس برہما نے جان لیا کہ میرا مالک اور پیدا کرنے والا یہی ہے اُس وقت سے اُس لنگ کی پوجا شروع کی کہ آج تک ہوتی ہے۔

نتیجہ: اس سے معلوم ہوا کہ برہما اور بشن ایسے جاہل تھے کہ آپس میں جھگڑنے لگے اور ہر کوئی اپنے آپ کو دوسرے کا پیدا کرنے والا جاننے لگا اور پھر برہما نے اپنے خالق کو پہچانا تو اس طرح پہچانا کہ ایک بڑے آلت کو بسبب درازی اُس کی کے اپنا خالق سمجھ لیا اور دونوں مل کر اُس آلت کی مقدار دریافت کرنے سے عاجز ہو گئے۔ اور آلت کا دریافت کرنا اور اُس کے ناپنے میں اہتمام کرنا عقلمندوں کا کام نہیں بلکہ مسخروں اور بڑے بے حیاؤں کا کام ہے غرض ایسے شخصوں کو مظہر خدا بلکہ خدا کہنا محض گمراہی ہے۔

اور طرفہ تر یہ ہے کہ بعضے شاستروں میں ان تینوں کی ہجو لکھی ہے چنانچہ پدم

پوران میں لکھا ہے کہ برہما آہنکار[1] یعنی متکبر اور مہا دیو کا ماتر[2] یعنی شہوتی ہے ایک بشن پوتر یعنی پاک و صاف ہے اور اُسی کتاب میں لکھا ہے کہ بشن نے جلندھر کی جورو سے ۔۔ کیا سبحان اللہ پوتر ایسا ہی چاہیے۔

اور اسگندھ پوران میں لکھا ہوا ہے اشلوک "بشنو درشن ماتری سنے شودر دہ پرجا سی شو درّ و ہات نر سندے ہوتر لن بانت وارتن" یعنی بشن کے درشن سے شو یعنی مہادیو خفا ہوتا ہے اور مہا دیو کی خفگی سے بلاشک بڑی دوزخ میں جاتا ہے اور بید انت شاستر کہ بقول اُن کے سب شاستروں سے افضل ہے اُس میں یوں لکھا ہے کہ ابدیا[3] یعنی نادانی کا سنبندہ[4] یعنی پیوند خدا سے ہوا تب سب مخلوقات بن گئی یعنی معاذ اللہ خدا نے آپ کو جیو یعنی حیوان سمجھ لیا اور بقول سانکھ شاستر کے جہان کا پیدا ہونا خدا سے نہیں بلکہ پرکرتی سے ہے چنانچہ اس کا بیان ساتویں فصل میں آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور بقول میمانس شاستر کے بھی خدا خالق نہیں بلکہ پیدا ہونا جہان کا کام یعنے اعمال سے جانتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک کال یعنی زمانے سے پیدا ہونا جہان کا ہے اور بعضوں کے نزدیک سبھاؤ یعنی خاصیت سے۔

---

[1] آہنکار بمعنی انانیت و آہنکاری آنکہ دعویٰ انانیت کند۔

[2] کاماتر شہوتی را گویند

[3] ابدیا بکسر موحدہ و کسر دال مشدّد و فتح یائے الف در اوّلش نافیہ است معنی ابدیا لاعلمی و نادانی است

[4] سنبندہ بفتح سین مہلہ و سکون نون غنہ و فتح یائے موحدہ و سکون نون غنہ و دال مہلہ و ہائے خفی بمعنے پیوند

نتیجہ : غرض خلاصہ اُن کے اکثر شاستروں کا یہ ہے کہ خدا تعالےٰ خالق کسی چیز کا
نہیں ہے سبحان اللہ عجیب بات ہے کہ اللہ صاحب کو جو سب کا مالک ہے محض
معطل اور بے کار جانتے ہیں اتنا نہیں بوجھتے کہ اگر اللہ تعالےٰ معطل ہو تو سارے
جہان کی کون خبر رکھے اور بقول اُن کے خدا تعالےٰ کا ہونا نہ ہونا برابر ہوا اور خدا
سے کسی کو کچھ نفع نہ پہنچے نہ نقصان پھر اُس کے خدا ہونے سے کیا فائدہ اور لوگوں کو
بُرے کاموں سے بچنا اور اچھے کاموں کا کرنا کچھ ضرور نہ ہوا کیونکہ جو سارے جہان
کا مالک ہے وہ تو بقول اُن کے کچھ کرتا ہی نہیں نہ نیکوں کو جزا دیوے نہ بدوں کو
سزا پھر کسی کو اُس کا خوف کیا رہا اور کسی کو اُس سے اُمید کیا رہی اور دوسرے
جاننا چاہیے کہ خدا تعالےٰ کا پہچاننا بدوں پہچاننے اُس کی مخلوق کے نہیں ہو سکتا
کیونکہ جو کاریگر آنکھوں سے نہ دیکھا ہو تو اُس کے کام کو دیکھ کر اُس کا پہچاننا ہوتا ہے
اسی طرح خدا تعالےٰ کا دیکھنا آنکھوں سے اس جہان میں ثابت نہیں ہوا۔ آخر اُس کی
مخلوقات کو دیکھ کر پہچانا گیا ہے پھر جب کوئی چیز اُس کی پیدا کی ہوئی نہ ہو تو اُس کو
پہچاننے کس طرح اور عجب تر یہ ہے کہ جو سارے جہان کا مالک دانا بینا شنوا خالق
مدبر حی قیوم ہے اُس کو معطل جانتے ہیں اور جہان کا پیدا ہونا سمجھتے ہیں پرکرتی سے
جو بقول اُن کے اندھی اور بے عقل ہے۔ چنانچہ اسی باب کی ساتویں فصل میں اس کا
مذکور ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ یا سمجھتے ہیں کرم سے جو فاعل اُس کی مخلوقات ہیں اور
وہ اُن کا فعل ہے یا سمجھتے ہیں کال یعنی وقت سے جو وہ بھی بے شعور اور بے جان ہے،
اور خدا پاک سے نادانی کی نسبت کرنی اور اُس کو جہان کی پیدائش کا سبب سمجھنا
بلکہ حیوان کو خدا کہنا کیسی نادانی ہے (معاذ اللہ) اگر خدا نادان ہو تو جہان کا کام
کس طرح چلے کوئی نادان خدا کو نادان نہ کہے گا یہاں منصفوں سے اُمید انصاف
ہے کہ بغور تمام قیاس فرماویں کہ بموجب ہمارے دین کے اللہ صاحب کی صفتیں

کس طور بیان ہوئی ہیں اور بموجب دین ہندؤوں کے کیا کچھ بیان واہی تباہی ہے ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ ایسا علیم ہے کہ ہر وقت ہر چیز کو جانتا ہے اور ہندؤوں نے اُس کے ساتھ نادانی کا پیوند جائز رکھا۔

اسلام : ہمارے نزدیک سب کا خالق اور نفع نقصان بخشنے والا سوا خدا کے اور کسی کو جاننا شرک ہے اور ہندؤوں نے خدا کو معطل ہی ٹھہرایا استغفر اللہ استغفر اللہ الٰہی ہماری ہزار ہزار توبہ اور پناہ تیری اس بات سے کہ ہم تجھ عالم الغیب[1] والشہادۃ سے نادانی کی نسبت کریں یا تجھ کو معطل سمجھیں اور سوا تیرے کسی اور کو جہان کا پیدا کرنے والا اور نفع نقصان بخشنے والا سمجھیں اور سوا تیرے اور سے خوف اور اُمید رکھیں اے پروردگار تو ہی ہے سب کا مالک اور خالق اور زندہ کرنے والا اور عزت دینے والا اور جزا دینے والا اور سزا دینے والا تو جو چاہے سو کرے کوئی تیرا شریک نہیں سب تیرے بندے اور تیرے آگے عاجز ہیں۔ اگر ہندو اس مقام میں اس اعتراض کا جواب دیں کہ بعض عبارات بید اور شاستر کی سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ سب کچھ جانتا اور بغیر کانوں کے سُنتا اور بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے اور خلقت کو پیدا کرتا ہے اور مہابھارت کے اُوپرب یعنے پہلے باب میں حق تعالیٰ کی صفت میں یوں لکھا ہے کہ برہما اور مہادیو اور بشن اور اندر سب کو اُس نے پیدا کیا ہے اور وہ ہمیشہ ہی اور رہوگا اور فنا نہیں ہوتا اور سب جگہ محیط ہے اور کریم بخشندہ اور ضعیفوں کو قوی کرنے والا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی تو تمہارے ہی بید اور شاستر سے ثابت ہوا ہے کہ خدا کچھ نہیں کرتا چنانچہ ابھی اس کا بیان گزرا ہے اور مفصل بیان اس بات کا اس باب کی ساتویں

---

[1] یعنے جاننے والا اور کھُلے کا جو چیز ہماری نظر سے چھُپی ہے اللہ اس کو بھی جانتا ہے اور دیکھتا ہے اور اُس سے کوئی چیز کسی وقت میں چھُپی نہیں

فصل میں دیکھ لو تو یہ اختلاف تمہارے ہی دین میں ہوا پھر جن شاستروں سے خدا کا معطل ہونا ثابت ہے اگر تم اُن کو مردود سمجھو تو البتہ یہ بات تمہاری قابل سماعت ہوا ور تم سب شاستروں کو ست یعنی حق کہتے ہو اسی واسطے یہ الزام تم پہ باقی رہا اور تمہارے اکثر شاستروں کا خلاصہ تو یہی ہے کہ خدا خالق نہیں ہے اگر کوئی ایک آدھا قول اس کے برخلاف ہوا تو کیا ہوا۔

ہنود: اور دوسرے اُن کے دین میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص باغی اور متکبر سرکشی شروع کر کے دیوتا وغیرہ کو تکلیف دیتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک شکل اختیار کرتا ہے یعنے ایک جسم میں اُترتا ہے اس واسطے اُس کو اوتار کہتے ہیں سو بعضے کہتے ہیں کہ چوبیس مرتبہ خدا تعالےٰ نے جسم اختیار کیا۔ ازاں جملہ دس اوتاروں کو بہت اشرف جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُن میں سے چار اوتار ست[1] جگ کے زمانے میں ہوئے ہیں پہلا مچھ اوتار کہتے ہیں کہ سنگھاسر دیت برہما کے چاروں بید[2] کو چرا کر نکل گیا اور سمندر میں غائب ہوا برہما نے لاچار ہو کر بھگوان سے عرض کیا بھگوان نے مچھلی کی صورت اختیار کر کے سمندر کی تہہ میں جا کر سنگھاسر دیت کو مار کر بیدوں کو اُس کے پیٹ سے نکال کر برہما کے حوالہ کیا دوسرا کچھ اوتار کہتے ہیں کہ دیوتاؤں نے چودہ رتن نکالنے کے لیے چاہا کہ سمندر کو دہی کی طرح بلوویں مندراچل پہاڑ کی مدانی اور باسک[3] ناگ کی اُس میں رسی ڈال کر سمندر کو بلونے لگے مندراچل پہاڑ جو بہت گراں تھا پاتال (تحت الثریٰ) کو جانے لگا دیوتا اُس کو سنبھال نہ سکے لاچار ہو کر بھگوان

---

[1] ہندوؤں کے نزدیک زمانے کے چار دورے مقرر ہیں پہلا ست جگ دوسرا ترتیا تیسرا دواپر چوتھا کلجگ [2] بید بکسر موحدہ مجہول وبقول ہنود کتاب آسمانی کہ از دہان برہما بر آمدہ است [3] ان کے ایک سانپ کا نام ہے کہ ہندو اُس کو دیوتا کہتے ہیں۔

سے عرض کیا بھگوان نے آپ کچھوے کی صورت پر ہو کر اُس پہاڑ کے نیچے اپنی پیٹھ رکھی تب دیوتاؤں نے حسب دلخواہ چودہ رتن سمندر سے نکالے اور وہ چودہ رتن یہ ہیں انبرت یعنی آبحیات ہلاہل یعنی زہر بدھرا یعنی شراب لچھمی یعنے لشن کی جورو کام دھین[1] گائے بسیت مکھی یعنے سات منہ والا گھوڑا سورج کی سواری کا چندربا (چاند) یعنی زنبھا پاتر یعنے عورت ناچنے والی جو اندر کے آگے مجرا کرتی ہے کلپ برچھ یعنے درخت جو سُرگ میں ہے کوستب مٹی یعنی جواہر دھنتر بید نام طبیب کا ہے ایراپت نام فیل ۔ دھنک یعنی کمان جو لشن کے ہاتھ میں ہے سنکھ جس کو ہندو لوگ پوجا میں بجاتے ہیں تیسرا باراہ اوتار کہتے ہیں کہ ایک دیت ساری زمین کو مع ساکنان زمین کے بوریا کی طرح پر لپیٹ کر پاتال کو لے گیا ۔ بھگوان خوک کی صورت اختیار کر کے پاتال میں جا کے اُس دیت کو مار کے زمین کو اُس کے ہاتھ سے چھڑا لایا ۔ چوتھا نرسنگھ[2] اوتار کہتے ہیں کہ ہرن کسب دیت نے لوگوں سے کہا کہ تم میری عبادت کرو ۔ پرہلاد اُس کا بیٹا خدا پرست تھا ہرن کسب نے لوہے کا ستون آگ میں سُرخ کر کے ارادہ کیا کہ پرہلاد کو اُس سے باندھے بھگوان نے اُسی وقت ایسے جانور کی شکل پر کہ آدھا اگلا بدن اُس کا شیر کا اور آدھا پچھلا بدن اُس کا انسان کا تھا ظاہر ہو کر ہرن کسب کو ہلاک کیا کہتے ہیں کہ تین اوتار ترتیا جگ میں ہوئے ہیں پہلا بادن اوتار کہتے ہیں کہ بھگوان نے بموجب التماس دیوتاؤں کے

---

[1] کام دھین بفتح کاف والف وسکون میم و فتح دال و ہائے خفی وسکون یا دنوں کہتے ہیں کہ ایک گائے ہے بہشت میں جس سے طرح طرح کی طعام وغیرہ حاصل ہوں ۔

[2] نر بمعنے مرد و سنگھہ بکسر سین مہملہ و سکون نون غنہ و کاف فارسی و ہائے خفی بمعنے شیر ۱۲ منہ ۔

بقدر باون انگلی کے جسم اختیار کرکے راجہ بل کو بہت عادل اور خوش خصال تھا چھل یعنے مکر کے ساتھ سلطنت سے خارج کیا چنانچہ اس چھل یعنی مکر کو بھگوان کے مناقب میں داخل کرتے ہیں ۔ دوسرا پرسرام اوتار کہتے ہیں کہ راجہ سہسر باہو[1] چھتری[2] نے جمدگن برہمن پرسرام کے باپ کو کہ اس کا اسم رُلف تھا قتل کر دیا بھگوان اس کا بدلہ لینے کو جمدگن کے گھر پیدا ہوا تھا ایک تبر ہاتھ میں لے کر ایک خون کے بدلے سارے جہان کے چھتریوں کو قتل کر ڈالا اور چھتریوں کا تخم جہان میں نہ چھوڑا ان مقتولوں کی عورتوں سے برہمنوں نے جماع کیا اُن سے جو اولاد باقی رہی اب کھتری[2] اور چھتری کہلاتے ہیں ۔ تیسرا رام چندر اوتار کہ واسطے قتل راون دیت کے راجہ دسرتھ[3] کے گھر تولد ہوا اور سیتا رام چندر کی بیوی کو راون دیت پکڑ کر لے گیا رام چندر نے ہنومان کی مدد سے اس کو ہلاک کیا اور اپنی بیوی کو چھڑا لیا ۔ اور بالمیک کی رامائن میں لکھا ہے کہ

---

[1] سہسر باہو لفظ مرکب ست نام راجہ کہ بقول الشان یک ہزار بازو داشت و سہسر بفتح سین مہملہ وہائے وتشدید وفتح سین دوم وسکون رائے مہملہ بمعنے ہزار وباہ بمعنی بازو دست

[2] چھتری وکھتری ہر دو مشہور ست وصحیح کھشتری بکاف ساکن وہائے خفی وفتح شین منقوطہ وتائے مشدد وکسر را وسکون یا ولیکن خواندن این لفظ مشکل دکھتری وچھتری مشہور شدہ آن قومیست از ہنود کہ بیان آں در باب سوم این کتاب ست

[3] دسرت نام پدر رام چندر کہ بسرت مشہور ست

[4] ہنومان ایک دیوتا ہے لنگور کی شکل پر

شورپ[1] نکھا[2] اُن کی بہن نے رام چندر سے اپنا بیاہ کرنا چاہا رام چندر نے کہا میرا بیاہ ہو لیا ہے میرے بھائی لچھمن کا نہیں ہوا تو اُس کے پاس جا حالانکہ لچھمن کا بیاہ بھی ہو چکا تھا اور مخفی لچھمن سے کہلا بھیجا کہ اس عورت کی ناک اور کان کاٹ لے لچھمن نے ایسا ہی کیا کہتے ہیں کہ اسی سبب سے راون اور رام چندر میں فساد برپا ہوا تھا اور لکھا ہے کہ رام چندر نے عوام الناس اور برہمنوں کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو راون سے چھڑا کر اپنے گھر میں داخل کیا وہ اس سبب سے ایسا ناپاک ٹھہرا کہ اجودھیا کے لوگ اُس سے پرہیز کرنے لگے اور دو اوتار دواپر جگ (نام زمانہ) میں ہوئے ہیں ایک کرشن اوتار کہتے ہیں کہ بھگوان نے واسطے قتل کنس نام متھرا کے راجہ کے باسدیو کے گھر دیو کے پیٹ سے کہ کنس کی چچیری بہن تھی تولد ہو کر کنس کو قتل کیا اور حکومت متھرا کی راجہ اگرسین کو دی کہتے ہیں کہ اس اوتار نے عورتوں سے بہت ہنسی اور کھیل[3] کیا ہے دوسرا بودھا اوتار اور وہ آدمی کی صورت صندل سے تراشی ہوئی اب تک

---

[1] ہندو کہتے ہیں کہ اس عورت کے ناخن چھاج برابر تھے شورپ کہتے ہیں چھاج کو اور نکھا بفتح نون وسکون کاف وہائے مخفی کہتے ہیں [2] چنانچہ راماٗن تلسی داس میں جڑدے بھائی میرا نا کتخدا ہے اگر راضی ہو میری بھی رضا ہے

[3] بھاگوت کے اوّل باب میں ہے کہ سری کرشن منتظر تھے کہ جب عورتیں نہانے گئیں وہاں پہنچے جب اُنھیں غافل دیکھا کپڑے اُن کے لے کے درخت پہ چڑھ گئے جب وہ نہا کر نکلیں بہت خوشامد سے کپڑے مانگے مہاراج نے کہا جب تک تم سب میرے سامنے برہنہ ہو کر نہ آؤ گی کپڑے نہ دوں گا ناچار آگے پیچھے ہاتھ رکھ کر شرمگاہ کو چھپا کر حاضر ہوئیں۔ آپ نے فرمایا نہیں دونوں ہاتھ جوڑ کر میرے سامنے آؤ مجبور حسب الارشاد ویسا ہی کیا تب کپڑے عنایت ہوئے انتہیٰ

جگن ناتھ میں موجود ہے جب پرانی ہو جاتی ہے پھر نئی بنا دیتے ہیں کہتے ہیں کہ جو کوئی ایک بار ساری عمر اُس مورت کا درشن کر لے اُس کی تمام عمر کے گناہ عبادت بن جاتے ہیں اور اس مقام میں ہندو ایک دوسرے کے جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ایک اوتار زمانہ کل جگ میں سنبھل شہر میں دت برہمن کے گھر پیدا ہو گا جس کو کلکے اوتار کہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اُس کے ہونے سے تمام خلقت کی کلجگ کی تاثیر سے بگڑ گئی ہو گی پھر درست ہو جاوے گی اور ست جگ کا زمانہ شروع ہو گا

فقط خلاصہ مذہب ہنود کا بیچ شناخت حق تعالےٰ کے پورا ہوا۔

جواب: اب ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ اوّل تو خدا تعالےٰ کا ظاہر ہونا کسی حیوان کے جسم میں درست ہی نہیں کیونکہ جسم حیوانی اوّل نطفہ اور مضغہ ہو کر ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اور خونِ حیض کھاتا ہے اور پھر وہاں سے براہ معودہ پیدا ہوتا ہے اور پھر بھوک پیاس نیند اور قضائے حاجت وغیرہ حادثات کا پابند اور عاجز ہوتا ہے اور ایسی باتوں سے حق تعالےٰ کی قدوسیت میں فرق آتا ہے اور پھر ایسے جسموں میں اُترنا کہ صورت نہایت کریہہ ہے جیسے خوک وغیرہ اور پھر جسم انسانی میں آ کر ظلم اور فسق و فجور اور دغا بازی اور عجز اور جہالت اور شہوت پرستی اور نفسانیت کے کلام کرنے جیسے اُوپر بیان ہوئے ہیں اور لکڑی کے جسم میں اُترنا یہ باتیں تو اللہ کی شان سے نہایت ہی بعید ہیں بھلا یہ سب باتیں کہ ہندوؤں کے دین میں ہیں عقل اور قیاس کے نزدیک مستحسن ہیں یا وہ باتیں مستحسن ہیں کہ بموجب دین ہمارے کے حق تعالیٰ کی شناخت میں مذکور ہوئی ہیں جو لوگ کہ تھوڑی سی عقل رکھتے ہیں اس بیان کو سُن کر وہ بھی سمجھ جاویں گے کہ دونوں دینوں میں کون سا سچا ہے۔

فصل نمبر ۲

فرشتے اِسلامی

ہمارے مسلمانوں کے نزدیک فرشتے اللہ کے بندے ہیں۔ نور سے پیدا ہوئے نہ مرد ہیں نہ عورت نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے اللہ کا ذکر اُن کی زندگی ہے اور پاک ہیں گناہ نہیں کرتے۔ جس[1] جس کام پر اللہ نے قائم کر دیے اُس پر قائم ہیں کبھی اللہ کی نا فرمانی اور فساد نہیں کرتے اور گنتی ان کی سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور خدا تعالیٰ نے ان کو بہت قوت[2] اور زور دیا ہے۔

ھندو: اور ہندوؤں کے دین سے فرشتوں کا حال کچھ نہیں کھلتا ہے مگر کہتے ہیں کہ ایک قسم مخلوقات کے دیوتے ہیں۔ اور وہ مرد بھی ہیں اور عورت بھی۔ جن کو دیوتے اور دیوتیاں کہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ دنیا کے کام ان کے تابع ہیں اندر دیوتا سرگ کا راجہ مینہ برسانے والا جم راج یعنی دھرم رائی نرک کا داروغہ خلقت کا

---

[1] ان میں چار فرشتے بہت نامور ہیں حضرت جبریل علیہ السلام کہ کتابیں خدا کی اور حکم اس کے پیغمبروں پر لایا کرتے تھے حضرت میکائیل علیہ السلام کہ خدا کے حکم سے بندوں کو روزی پہنچاتے ہیں اور مینہ کی تیاری بھی کرتے ہیں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کہ صور منہ میں لیے کھڑے ہیں حضرت عزرائیل کہ مرنے کے وقت جان نکال لیتے ہیں۔

[2] اندر من تحفۃ الاسلام اور جملہ ہند میں ملائکہ کی عصمت میں کچھ کلام بے ہودہ کرتا ہے اس کا جواب سوط الجبار اور فتح المبین تصنیف حضرت مولانا محمد علی صاحب مدظلہ میں دیکھنا چاہیے فقیر عبدالحق۔

انصاف بعد مرنے کے کرتے والا نارد دیوتا بشن کا دل چیتر گپت متصدی دفتر نویس لوگوں کے اعمال لکھنے والا ابر شیبت[1] دیوتا سب دیوتاؤں کا گرو اور سوائے ان کے اور بہت دیوتا ہیں اور سانگھ شاستر میں لکھا ہے کہ دیوتے آٹھ قسم پر ہیں۔ پرا جاپتی اینذر پیتر کامد نریپ چچھ راجھسن براہمے پیلاچ اور تین دیوتاؤں کو سب سے افضل جانتے ہیں ایک برہما دوسرا بشن تیسرا مہادیو اور ان تینوں کو نائب خدا بلکہ ایک خدا کو تین خدا جانتے ہیں اور پدم پوران کہ تین دیوبال سب دیویوں سے افضل ہیں اور تینوں دیوتاؤں کی

[1] نام ستارہ کہ آنرا مشتری گویند [2] بیائے مجہول نام جائے رود بر کنار دریائے بیاہ

[2] سوط اللہ الجبار میں لکھا ہے کہ جلد اول صفحہ ۲۹ اسکندہ پوران کی ادمیائے ۱۳ میں ہے کہ برہما نے دیوتاؤں سے کہا کہ بزرگ اور مالک سب کا خالق اور پالنے والا اور مارنے والا میں ہوں مہادیو نے غصہ ہو کر کہا تو ایسے تکبر کی بات جو کہتا ہے میں جانتا ہوں تجھ سا نادان کوئی نہیں پیدا ہوا اور پرورش اور فنا کرنے والا جہان کا اور سردیپ جوت یعنی بے چون اور بیچگوں میں ہوں تو میرے حکم سے پیدا کرتا ہے اور پھر میں فنا کرتا ہوں تو میرے حال سے واقف نہیں جو ایسی بات زبان پر لاتا ہے۔ برہما نے کہا تمہاری پیدائش بھی مجھ سے ہے بہ قیل و قال سُن کر چاروں بید جو حاضر تھے سب نے علیحدہ علیحدہ دیوتاؤں کے روبرو بیان کیا کہ پیدا کرنے والا اور فنا کرنے والا کل اشیاء کا قادر اور موجودات کا مالک و حاکم یہی مہادیو ہے۔ برہما نے کہا تم یہ بات کس طرح جانتے ہو مہادیو کے تن پر راکھ ملی ہوئی پراگندہ بال سب سے الگ پاربتی جی سے مشغول اس میں کونسی وضع خدا ہونے کی ہے اتنے میں سر دفتر بید نے کہا یہ صورت ظاہری مہادیو کی ہے ورنہ مہادیو جی پرم برہم ہیں اور پاربتی ان کی قدرت کاملہ ہے اور ذات لازوال و منیزہ بھی ہے یہ سب سُن کر بھی برہما کو تعین نہ ہوا۔ ایک تجلی نور کی ظاہر ہوئی اور برہما کا اُوپر کا پانچواں سر جلا دیا الخ اور اسی قصہ میں ہے کہ ہیرن ناتھ نے ایک انگلی کے ساتھ ایک سر برہما جس کے

مددگار رہیں - ایک مہا کالی کہ مہا دیو کی مددگار ہے وطن اس کا ہنگ لاج مغرب کی طرف نزدیک کرانچی بندر کے اور ظہور اس کا کانگڑہ اور جوالا مکھی وغیرہ اڑتالیس کوس ہیں کلیسر[1] سے جامنڈا[1] امنک دوسری مہالچھمی[2] کہ کشن کی یادگار ہے وطن اس کا بندھیاچل متصل مرزاپور کے اور ظہور اس کا چاندی سونے وغیرہ مال و دولت ہیں تیسری سارستی کہ برہما کی مددگار ہے وطن اس کا کشمیر اور ظہور بھوبہ کے نزدیک نہر کی صورت ہیں اور کہتے ہیں کہ ان تینوں دیویوں سے نو کروڑ دیویاں موجود ہوئی ہیں اور کہتے ہیں کہ دیوی دیوتے کھاتے پیتے بھی ہیں چنڈی پاٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ چنڈی دیوی نے شراب پی ہے اور دیوتاؤں کا پاک ہونا گناہ اور فساد اور خدا کی نافرمانی سے شرط نہیں جانتے کیونکہ بقول ان کے دیوتاؤں سے ایسے بڑے کام صادر ہوئے ہیں کہ اُن سے ہر عاقل سے عار آتی ہے چنانچہ کچھ بیان اس کا انشاء اللہ تعالےٰ اس باب کی چوتھی فصل میں برہما کی تعریف میں آوے گا اور مہابھارت کی ادیرب میں لکھا ہے کہ راجہ اپر چھر[3] شکار کے لیے گیا اور جنگل میں اپنی بیوی کو یاد کیا تو اس کی منی نکل پڑی راجہ نے اس نطفہ کو ایک پتے میں رکھ کر باز کے ہاتھ اپنی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ساتھ مہادیو کی مذمت کرتی تھی کاٹ دیا اور بشن بھگوان آیا اور مہادیو کی تعریف کی اور مہادیو نے برہما کی تسلی کی اور برہما کی کھوپڑی ہاتھ میں لے کر گدائی کرنے کو اور برہما کی بپتا دور کرنے کو پھرنا شروع کیا انتہیٰ مختصراً -

[1] جامنڈا دیوی وجائیست مشہور بنام آن دیوی

[2] مہالچھمی غلط العام و بصحیح مہالکشمی است بفتح میم و ہا کے الف و فتح لام و سکون کاف و ہائے مخفی و فتح شین معجمہ و کسر میم و سکون یائے

[3] مچھ بمعنی نامی اور گندہ بمعنی بو

بیوی کے پاس بھیج دیا راہ میں ایک اور باز اس پتے کو طعمہ سمجھ کر اس باز سے آ
لپٹا پتے میں سوراخ ہو گیا راجہ کا نطفہ وہاں سے نکل کر پانی میں ایک مچھلی کے
منہ میں جا پڑا اور یہ مچھلی ایک اپشرہ یعنی بہشت کی عورت تھی کہ برہما کی دعا سے
مچھلی بن گئی تھی الغرض بعد دس مہینے کے ایک مچھوے نے اس مچھلی کو پکڑ کر
جب شکم چاک کیا ایک لڑکا[1] ایک لڑکی اس کے پیٹ سے نکلے مچھوا ان کو راجہ
اپرچر کے پاس لے گیا راجہ نے اس لڑکے کو اپنا بیٹا بنا کر رکھا اور لڑکی مچھوے
کو دے دی اس نے لڑکی کا نام ستونتی رکھا جب جوان ہوئی نہایت صاحب جمال
اور راست گو تھی اور اس کے بدن سے مچھلی کی بو آتی تھی اس واسطے اس کو مچھ
گندھا بھی کہتے تھے اور اس کے باپ نے ایک چھوٹی کشتی اس کے حوالہ کی اور
وہ مسافروں کو بدوں لینے مزدوری کے دریا سے پار کیا کرتی ایک بار پراسر رکھ
وہاں آپہنچا اور اس لڑکی پر عاشق ہوا جماع کا قصد کیا لڑکی نے کہا کہ برہمن
وغیرہ جب ہم کو اس فعل بد میں دیکھیں گے کیا کہیں گے پراسر نے ایسا منتر پڑھا
کہ ابر ظاہر ہوا اور اندھیرا ہو گیا اس نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا کر لڑکی نے کہا میں کنواری
ہوں میری بکارت زائل ہو جاوے گی تو فضیحت ہو گی پراسر نے کہا تیری بکارت
پھر بدستور ہو جاوے گی اور تو مجھ سے کچھ اور بھی مانگ لڑکی نے کہا میرے
بدن کی بدبو دور ہو جاوے پراسر نے دعا کی اس کے بدن سے ایسی خوشبو
آنے لگی کہ ایک جوجن یعنی چار کوس تک پہنچتی تھی پھر اس کا نام جوجن گندھا
مشہور تھا القصہ اس مستجاب الدعوات شہوت پرست نے اس ستونتی سے
جماع کیا اور اس کے نطفہ سے اسی وقت ایک لڑکا پیدا ہوا اور جلد جوان[2] ہوا

---

[1] یعنی اسی دن میں ۔

اور جنگل کو عبادت کے لیے چلا گیا اور اپنی ماں سے کہہ گیا کہ وقت مشکل کے مجھ کو یاد کرنا اور اس لڑکے کا نام بید بیاس ہے یعنی[1] بید کو جدا جدا کرنے والا کہتے ہیں کہ بید کو چار حصے اسی نے کیا جب اس لڑکی سے مچھوے وغیرہ نے پوچھا کہ تیرے بدن سے خوشبو کیسی آتی ہے اس نے کہا میں نے ایک عابد مستجاب الدعوات کو دریا سے پار کیا تھا اس نے میرے حق میں دعا کی یہ اس کی برکت ہے چنانچہ پھر اس لڑکے کا نام جوجن گندھا رکھا گیا اتفاقاً ایک راجہ اس لڑکی پہ عاشق ہوا اور اس کے باپ سے اس کو چاہا اس نے کہا ایک شرط سے تجھ کو دیتا ہوں کہ اس کی اولاد تیری ولی عہد ہو راجہ نے یہ منظور نہ کیا اور وزیر سے کہا کہ مناسب نہیں ہے کہ میرے ایک بیٹا گنگا کے پیٹ سے موجود ہو اس کے ہوتے ملاح کی اولاد کو حکومت اور ریاست سپرد کروں لیکن راجہ کے دل میں عشق کی آگ بدستور بھڑک رہی تھی راجہ کے بیٹے نے جو گنگا کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا اور نام اس کا بھیکم[2] تھا اس حال سے واقف ہو کر ستونتی کے باپ کے پاس آکر اس عہد سے کہ ستونتی کی اولاد صاحب ریاست ہو ستونتی کو ملاح سے لے کر اپنی گردن پر اٹھا لایا باپ کے حوالہ کی اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے راجہ کے مرنے کے بعد ستونتی کا بڑا بیٹا حاکم ہوا اس کے بعد چھوٹا بیٹا مسند پر بیٹھا بھیکم نے بنارس کے راجہ کی دو بیٹیوں کو زبردستی سے پکڑ کر لا کر اس سے بیاہ دیں لیکن اس کے اولاد نہ ہوئی جب مر گیا ستونتی نے بھیکم سے کہا کہ تیرے بھائی کی دو جورواں تیں موجود ہیں تو ان سے صحبت کرتا کہ نسل باقی رہے بھیکم نے منظور نہ کیا آخرش یہ

---

[1] بید بقول ہندواں کتاب آسمانی است کہ از زمان برہما بہ مردم رسیدہ۔

[2] بھیکم بکسر موحدہ وہائے خفی ویائے معروف وفتح کاف وہائے خفی ومیم نام دیوتا پسر گنگا ندی وبھیشم ہم خواندہ می شود بجائے کاف وہائے شین معجمہ مستعمل است۔

ست مٹھری کرستونتی نے بید بیاس[1] کو جنگل سے بُلا کر فرمایا کہ تو اپنے بھائی کی بیویوں سے جماع کرتا کہ اولاد باقی رہے بیاس[2] نے منظور کیا پہلے ایک عورت کے پاس گیا اس نے

---

[1] وہی کہ پرا سر کا تخم ہے۔

[2] دیکھو سوط اللہ الجبار صفحہ ۶۹۱ اندرمن کہتا ہے کہ ہمارے دین میں یہ مسئلہ ہے کہ عورت بیوہ کو اگر تمنا اولاد کی ہو اور جس عورت کا شوہر بسبب بیماری وغیرہ کے جماع پر قادر نہ ہو اس کو چاہیے کہ اپنے دیور وغیرہ سے اولاد حاصل کرے اور وہ اپنے بزرگ مثل باپ استاد سے اجازت لے اور اپنے بدن پر روغن ملے اور بوسہ وغیرہ نہ لے اور اندھیرے کے مکان میں حمل کے ٹھہرنے کے دنوں میں رات کو اس عورت سے صحبت کرے جب تک کہ حمل ٹھہر جاوے پس اگر وہ اس طور نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اس عمل کو نیوگ کہتے ہیں چنانچہ ادھیائی اوّل متاچرا ابین مرقوم ہے اور ادھیائے نہم شرح منوسمرتی میں ہے کہ یہ عمل نیوگ کا کل جگ میں اس لیے متروک ہے کہ اس زمانے میں خلوص نیت نہیں مبادا افراط وتفریط میں پڑ جائیں اور قاعدہ کے بموجب اس کام کو نہ کریں اور گنہگار ہوں سب عقلمند اس پر متفق ہیں کہ ایک عورت کئی مرد کا فراش نہیں ہوسکتی یعنے جب وہ نکاح میں ایک آدمی کے ہو تو دوسرے اس سے مباشرت کریں منجملہ مستقبحات عقلیہ کے ہے اور اہل غیرت واہل عقل ایسے آدمی کو جو اپنی عورت کی مجامعت دوسرے مرد کے ساتھ پسند کرے یا اس پر رضامند ہوئے ایک ایسے بڑے لفظ سے ملقب کرتے ہیں کہ مجھے اس مقام پر وہ لفظ کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا اور عقلائے دوران وحکمائے زمان اس پر بھی اتفاق رکھتے ہیں کہ مولود ولد اس شخص کا ہے جس کے نطفہ سے پیدا ہوا ہو کیونکہ ابوت وبنوت میں نسبت جزئیت کی ہے پس جس کا جز ہے اس کا بیٹا ہے اسی واسطے اُن شرائع میں جو حکمت وعقل پر مبنی ہیں متبنیٰ بیٹا نہیں ہوسکتا اور میراث وغیرہ احکام میں اجنبی شخص کی مثل ہے لالہ صاحب نے اُس قبیح عقل سے

بیاس کی صورت دیکھی بال سُرخ اور سیاہ اُلجھے ہوئے آنکھیں مشتعل ڈاڑھی اور مونچھیں سُرخ وہ عورت دہشت میں آگئی اور آنکھیں بند کرلیں بیاس نے اس سے جماع کیا اور اپنی ماں سے کہا کہ اس عورت سے لڑکا پیدا ہو گا صاحب نصیب زور آور عقل مند بادشاہ لیکن اس عورت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بیاس کو نہ بچایا مگر ان پر شریعت کو ہدف تیر ملامت بنایا اور اس سے لازم آیا کہ شریعت ہنود کی خدا کی طرف سے نہیں ورنہ اس قسم کی بے حیائی اور بے شرمی مستقبحات عقلیہ اس میں جائز نہ رکھی جاتیں۔ غرضکہ بیاس پر سے زنا کا اعتراض نہیں اُٹھ سکتا کیونکہ یہ عمل اس کا مطابق گندی شریعت ہنود کے بھی نہیں ہوا۔ بیاس ان عورتوں کا دیور نہ تھا بلکہ ان کے شوہر دراج بچتر کا بھائی بھی نہ تھا یہ برہمن وہ چھتری وہ پراسر کے نطفہ سے ولد الزنا یہ سنتین کا بیٹا اور ان کی عورتوں نے خواہش اولاد کی نہ کی تھی بلکہ ان کو بیاس سے نفرت تھی اور بیاس نے بھی باپ اور استاد سے اجازت نہیں لی اور جماع اندھیرے میں نہیں کیا بیاس کی صورت دیکھ کر وہ بیزار ہوئیں اور بیاس نے ایک عورت کا آنکھ بند کرلینا اور دُوسرے کا رنگ زرد ہوجانا خوب دیکھا اور باندی سے مجامعت کی تو کسی طور عمل نیوگ نہیں ہوسکتا پھر جب کہ تینوں عورتوں سے عمل نیوگ ثابت نہ ہوا تو زنا بہر صورت ثابت ہوا۔ بموجب شریعت ہنود اور قانون عقل اور شریعت خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ بموجب جمیع شرائع کے بیاس جی زناکار ٹھہرے اور وہ جو اندرمن نکاح یوسف کا بی بی زلیخا سے لکھتا ہے سو حضرت یوسف علیہ السلام حقیقت میں حُر تھے۔ نہ زلیخا کے غلام نہ عزیز مصر کے۔ انتہیٰ مختصراً - دیکھو سوط اللہ الجبار۔

٭

نے مجھ کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیں وہ لڑکا اندھا ہوگا چنانچہ اس سے راجہ دھرتراشٹ[1] پیدا ہوا
کہ اندھا تھا پھر بیاس بموجب حکم ستونتی کے دوسری عورت کے پاس گیا بیاس کی صورت سے
اُس عورت کو ایسی دہشت ہوئی کہ رنگ زرد ہوگیا بیاس نے اس سے جماع کیا اور کہا کہ
اس عورت کا رنگ میری دہشت سے زرد ہوگیا اس کا بیٹا پانڈ یعنی سفید رنگ زردی
آمیز ہوگا اس عورت سے راجہ پانڈ پیدا ہوا پھر ستونتی نے اُسی عورت کو بیاس سے جماع
کروانا چاہا اس عورت نے بیاس کی ڈراؤنی صورت کے خوف سے اپنی باندی کو اپنی پوشاک
پہنا کر بیاس کی خدمت میں حاضر کیا اس باندی نے بیاس کی بہت تعظیم کی بیاس نے اس
سے جماع کیا اُس سے راجہ بدر پیدا ہوا ایک روز راجہ پانڈ شکار کے لیے باہر گیا جنگل
میں ایک بزرگ اور اس کی بیوی ہرن کی صورت اختیار کر کے جماع کر رہے تھے راجا
پانڈ نے اس کے تیر مارا اُس نے راجہ کے حق میں بد دُعا کی کہ تو جب جماع کرے
ہلاک ہو جاوے راجہ پانڈ نے گھر میں آکر اپنی عورتوں سے یہ قصہ کہا اور کہا کہ میں
اب جماع نہیں کر سکتا اور میں نے سُنا ہے کہ لاولد بہشت میں نہیں جاتا پھر اپنی
جورو کنتی[2] سے کہا جس طرح ہو سکے میرے لیے اولاد حاصل کر پس کنتی نے کہیں کہیں سے
سے تین بیٹے حاصل کیے ایک جد ہشتر دھرم دیوتا سے سبحان اللہ جو دھرم یعنی خیر و

---

[1] بکسر اوّل و ہائے خفی و سکون رائے مہملہ و سر تا و تمنات فوقانی فتح را مہملہ و سکون شین معجمہ ہندی نام راجہ

[2] کنتی بیٹی سورسین کی اور بسدیو باپ کرشن جی کا بیٹا سورسین کا پس کنتی پھوپھی ہے سری کشن ہندوؤں کے خدا کی کذائی مہا بھارت دیہا گوت جلد ۵ اور کنتی اولاد میں سورج کی ہے اس لیے کہ چندر بنسی نسل راجہ حجات اور راجہ بیرہ درداکی ہے جو نواسہ سورج کا تھا

صلاح بیگانی جورو سے مشغول ہو تو ادہرم یعنی شر و فساد کیا کچھ کرے گا دوسرا بھیم سین پون دیوتا سے تیسرا ارجن اندر دیوتا سے راجہ پانڈ اس بات سے خوش ہوا اور کہا جیسے تو نے اولاد حاصل کری۔ اسی طرح مادری کے لیے بھی اولاد حاصل کرا اور مادری اس کی دوسری جورو تھی چنانچہ اس نے کمار و دیوتا سے دو بیٹے مادری کے پیدا ہوئے ایک نکل[1] دوسرا سہدیو اور یہ پانچ[1] بھائی پانڈو کہائے کہ اس دیوث بے غیرت کی اولاد ہیں سبحان اللہ بہشت کے داخل ہونے کا یہی سبب ہے کہ اولاد ولد الزنا حاصل کرے گویا ان کے دین میں بہشت کی کنجی زنا ہے اور ان پانچوں کی ایک جورو تھی دروپدی نام سات سات دن ہر ایک بھائی اپنی نوبت پر اس سے کامرانی کرتا تھا اور اسی کتاب کی اوپرب میں لکھا ہے کہ بھیکم اپنی مایندر یعنی سوتیلی ماں ستونتی سے کہنے لگا کہ ایک عابد اس کی جورو کا نام تھا ممتا ایک روز عابد کا بھائی برہسپت[2] دیوتا اس کی جورو سے جماع کرنے کو آیا اس نے کہا مجھ کو تیرے بھائی سے حمل ٹھہر[3] رہا ہے اور اس کا لڑکا جو میرے پیٹ میں ہے بید پڑھتا ہے اور ساتھ ہی تیرا نطفہ ٹھہر جاوے گا برہسپت شہوت کے غلبہ کو ضبط نہ کر سکا اور اس سے صحبت کرنے لگا وہ لڑکا پیٹ میں سے بولا کہ میری جگہ کو تنگ مت کر برہسپت نے کچھ نہ مانا اور

---

[1] پانچ پانڈ راجہ پانڈ انکے فرضی بیٹے ہیں ان کے نام یہ ہیں جدھشٹر بھیم سین نسل ارجن نکل سدیو

[2] برہسپت یعنی مشتری ستارہ کہ بقول ان کے نام دیوتاؤں کا گرد یعنی پیر و مرشد ہے

[3] یعنے جماع کا تو مضائقہ نہیں لیکن پیٹ میں ایک پنڈت جی تشریف رکھتے ہیں ان کا لحاظ چاہیے تھا۔

تخم ریزی کی اس بچے نے اپنا قدم آگے بڑھا کر بچہ دان کا منہ بند کیا اور برشنبت کا
نطفہ ضائع کر دیا برشنبت نے خفا ہو کر کہا تو نے میرا عیش بے مزہ کر دیا میں بھگوان
سے چاہتا ہوں کہ تو مادر زاد اندھا ہو چنانچہ اس کی دعا قبول ہوئی لڑکا اندھا ہی پیدا
ہوا سبحان اللہ ایسے زناکار شہوت پرست کی دعائیں زنا کے وقت میں کیوں نہ قبول
ہوں القصہ وہ لڑکا عالم بید خواں ہوا ایک عورت صاحب جمال اس کو جورو ملی
گوتم نام ایک بیٹا اور سوائے اس کے اور کئی بیٹے اس کے پیدا ہوئے پر اس کی
عورت اس سے راضی نہ تھی ایک روز خاوند نے عورت سے سبب دلگیری کا پوچھا
اس نے تنگی گذران کی بیان کی خاوند نے کہا تو مجھ کو چھتر[1]وں کے پاس لے چل کہ
پھر ان سے مانگ کر تجھ کو دوں عورت خفا ہو کر بولی کہ میں مانگا ہوا مال نہیں چاہتی
اور آج سے میں تیرے گھر کا انتظام نہیں کرنے کی تو جو چاہے سو کر خاوند نے
کہا آج سے میں ایسا قاعدہ ٹھہراؤں گا کہ کوئی عورت سوائے ایک خاوند کے
دوسرا خاوند نہ کرے اور جو کرے تو دنیا میں رسوائی اور عاقبت میں عذاب ہمیشہ
کا پاوے عورت یہ سُن کر خفا ہوئی اور لڑکوں کو کہا کہ اس کو دریا میں ڈال دو لڑکوں
نے اپنے باپ کو تختہ سے باندھ کر گنگا ندی میں بہا دیا اور وہاں پہنچا جہاں راجہ بل نہا
رہا تھا راجہ اس کو اپنے گھر لے گیا اس ارادہ سے کہ اس کی جوروئیں اس نابینا سے
اولاد حاصل کریں اور اپنی ایک جورو کو اس کے پاس جانے کا حکم دیا اس عورت
نے اندھے کی نزدیکی سے کنارہ کیا اور اپنی جگہ دائی کو بھیج دیا اس دائی کو اس اندھے
سے گیارہ بیٹے حاصل ہوئے اندھے نے ان کو وید پڑھایا پھر راجہ نے اپنی دوسری
عورت اس کے پاس بھیجی اندھے نے اس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور کہا تیرے ایک

---

[1] نام قوم ہندواں کہ آنرا کھتری گویند

بیٹیا زور آور پیدا ہوگا وہ عورت اُسی وقت حاملہ ہوئی اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کیوں
نہ ہو نیک بخت پرہیزگار کے بچن بھلا خالی جاتے ہیں بھیکم نے کہا اس طور اچھے
نیک چھتری برہمنوں سے پیدا ہوتے رہے ہیں اور اسی کتاب کے آدپرب میں
لکھا ہے کہ بسوامتر نے جب بہت عبادت کی اندر دیوتا[1] ہولناک ہوا کہ مبادا یہ
شخص کثرت عبادت سے میری منزل یعنی بہشت کا راج لیلے ایک عورت البشرہ
کو بہشت سے بھیجا تھا اس عورت نے اپنے ناز و کرشمہ اور رقص و نغمہ سے بسوامتر
کو اپنی صحبت میں مائل کیا اور عبادت سے باز رکھا۔ جاننا چاہیے کہ عبادت سے
ہٹانا شیطان کا کام ہے اور اسی کتاب کی آدپرب میں لکھا ہے بیشم پائن نے راجہ
جنیجے سے کہا کہ راجہ پرچت تارکِ دنیا ہو کر عبادت کرنے لگا اندر دیوتا نے اس کو طرح
طرح کی باتوں سے فریب دے کر عبادت سے ہٹا دیا اور اسی کتاب میں لکھا ہے
کہ ایک دفعہ اندر دیوتا اور چندرمان دیوتا دونوں اہلیا نام گوتم رکھ کی بیوی پہ
عاشق ہوئے ان دونوں میں سے ایک نے مرغ کی صورت بن کر آدھی رات
کو آواز بلند کی گوتم رکھ نے جانا کہ مرغ بولتا ہے صبح ہوگئی جلدی سے اُٹھ کر
نہانے کے لیے گنگا پر گیا گنگا نے کہا کہ ابھی بڑی رات ہے نہلانے کا وقت
نہیں ہوا گوتم رکھ گھر میں آیا کیا دیکھتا ہے کہ چندرمان دیوتا دروازہ پر کھڑا
ہوا نگہبانی کر رہا ہے اور اندر دیوتا اس کی جورو کے ساتھ جماع کر رہا ہے
گوتم نے خفا ہو کر مرگ چھالا یعنے ہرن کی کھال چندرمان کے ماری اور سراپ

---

[1] اندر دیوتا کے حالات اور اس اجمال کی تفصیل کتاب سوط الجبار کے باب دوم
میں جوگ بشسٹ اور مہا بھارت وغیرہ سے اندرمن کے جوابوں کے رد جواب
صد ۱۲ سے صد ۱۴ تک درج ہیں جس کو زیادہ شوق ہوا سے ملاحظہ کرے۔

یعنی بد دُعا کی کہ اُس کا داغ تمام عمر تیرے بدن پہ رہے گا۔ اسی وقت سیاہی کا داغ
چندرماں کے بدن پہ پڑ گیا اور یہ سیاہی کہ چاند میں نظر آتی ہے اسی کا نشان ہے اور اندر
خوف سے بھاگ گیا گوتم رکھ نے اندر کو سراپ دیا کہ تو نے ایک فرج کے واسطے یہ محنت
اٹھائی تیرے بدن پہ ہزار فرجیں ظاہر ہو جاویں گی چنانچہ اسی وقت اندر کے بدن پہ
ہزار فرجیں ظاہر ہو گئیں اندر اس کی شرم سے چھپ کر تالاب کے درمیان کنول کی جڑ
میں جا چھپا قصہ کوتاہ بعد مدت دراز کے بشن کی مہربانی سے وہ فرجیں کہ اندر کے بدن
پر تھیں آنکھ کی صورت پہ بدل ہو گئیں تب اندر وہاں سے باہر نکلا اور سرگ کو گیا مقام غور کا
ہے کہ چاند ہندوؤں کا معبود ہے یعنی چاند میں سیاہی اور اندر کی ہزار آنکھ اور بے حیا
ایسے تھے کہ دونوں مل کر ایک عورت سے زنا کرنے گئے (معاذ اللہ) جس بہشت کا بادشاہ
ایسا ہو کہ اس کے بدن پہ زنا کی شامت سے ہزار فرج کا نشان موجود ہو تو اس بہشت
کے رہنے والوں کے عیش بے مزا ہو جاویں گے اور دیوان نام ایک برہمن کہنے لگا کہ
دہرم رائے سے کہ بقول ان کے سارے جہان کا عدالتی ہے اور بعد مرنے کے ہر کسی کے
اعمال کا حساب لینا ہے کنتھی راجہ پانڈے کی جورو نے بیٹا حاصل کیا جس کا نام جدا ہشٹر
ہے اور اسی واسطے اُس کو دہرم پوت کہتے ہیں ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ صاحب
عدالت عاقبت غیر کی جورو سے زنا کرے اور اس کے زنا کی خبر ہر خاص و عام کو معلوم
ہو تو رعیت کے لوگ زنا کو کیا بُرا جانیں گے اور وہ صاحب عدالت زنا کاروں پہ
کیونکر مواخذہ کرے گا ذرا سوچو تو سہی کہ بقول ہندوؤں کے اندر بہشت کا حاکم اُس نے
گوتم کی جورو سے زنا کیا دھرم رائے دوزخ کا حاکم اس نے راجہ پانڈو کی جورو سے
زنا کیا جس دین میں عالم عقبیٰ اور دار الجزا کا کارخانہ ایسا بگڑا ہوا ہو پھر اس دین سے
فلاح کی اُمید رکھنی بے عقلی ہے اور جو ہندو یہ کہیں کہ ہاروت اور ماروت فرشتے
ایک عورت پہ عاشق ہوئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل ان کے عاشق ہونے

کی روایت بعضے علماء کے نزدیک معتبر نہیں ہے دوسرے جب انہوں نے گناہ کیا تھا اس وقت میں محض فرشتے نہ رہے تھے بلکہ بعضی صفات بشریت کی ان کو لاحق ہوگئی تھی اور گناہ کے بعد بہت نادم ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے گناہ کی سزا ان کو دی اب تلک بابل کے کنوئیں میں قید اور سخت عذاب میں متبلا ہیں قیامت تلک عذاب ہی میں رہیں گے برخلاف تمہارے بڑے دیوتاؤں کے بقول تمہارے رنگا رنگ گناہ اُن سے ہوئے۔ اور بیگانی بہو بیٹیوں سے بھوگ یعنی مزے کرتے رہے اور کبھی پشیمان نہ ہوئے دیوتا کیا اگر ان کو سانڈ کہو تو بجا ہے۔

فصل نمبر ۳

بیچ بیان کتابوں آسمانی کے

مسلم: ہم یقین رکھتے ہیں اس بات پر کہ بعضے پیغمبروں پر حق تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لیے کتابیں نازل ہوئیں کہ وہ خاص اللہ کے کلام ہیں ان میں سے چار کتابیں مشہور ہیں توریتؔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ زبورؔ حضرت داؤد علیہ السلام پر۔ انجیلؔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآنؔ شریف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مگر جب سے قرآن شریف اترا پچھلی کتابوں پر چلنے کی حاجت نہ رہی اب یہ خدا تعالےٰ کا حکم ہے کہ ہر کوئی اپنے چال وچلن بموجب حکم قرآن شریف کے رکھے۔

ھندو: اور ہندوؤں کے نزدیک کتاب آسمانی چاروں وید ہیں۔ مہا بھارت میں لکھا ہے کہ بید کو چار حصے بیاس نے کر دیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ چاروں بید برہما کے چاروں منہ سے نکلے ہیں اور برہما کے چار منہ ہونے کا سبب اس باب کی

چوتھی فصل میں لکھا ہے۔

مسلم: اب سُننا چاہیے کہ قرآن شریف میں اتنی خوبیاں اور مطالب ہیں کہ بیان میں نہیں آسکتے پر بطور مختصر کے یہاں بیان کرتا ہوں پہلی خوبی یہ کہ مقتضائے عقل کا یہی ہے کہ جو کتاب آسمانی بندوں پر اُترے ایسی زبان میں ہو کہ وہ زبان دنیا میں بولی جاتی ہو اور جو نبی اس کتاب کو لاوے اُس کی اور اُس کی قوم کی خاص وہی زبان ہو کہ جس میں وہ کتاب اُترے تاکہ لوگوں پر خدا تعالیٰ کا الزام پورا ہو سو یہ صفت قرآن مجید میں موجود ہے۔

ھندو: نہ یہ کہ ایسی زبان ہو کہ اب وہ سارے عالم میں کسی کی بولی نہیں ہے۔ جیسے ہندوؤں کے بید کہ اُن کو کتاب آسمانی کہتے ہیں اور ایسی بولی میں ہیں کہ وہ کسی بشر کے کلام نہیں ہیں بلکہ بڑے بڑے پنڈتوں سے کوئی ہزار میں ایک ہوگا کہ بید کے معنی سمجھتا ہوگا۔

مسلم: دوسری خوبی عقلاً یہ بات ثابت ہے کہ جو شخص کتاب آسمانی بندوں پہ لے کے آوے چاہیے کہ اچھی صفتوں سے موصوف اور بڑے کاموں سے بچنے والا ہو سو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے ہاتھ سے ہم کو قرآن شریف پہنچا ہے، ایسے ہی تھے چنانچہ اس کا بیان انشاء اللہ تعالےٰ اس باب کی چوتھی فصل میں ہوگا۔

ھندو: نہ یہ کہ وہ شخص فاسق اور نفسانی ہو چنانچہ برہما کہ ہندو اُس کو حامل کتاب آسمانی جانتے ہیں اور اس کا فاسق اور نفسانی ہونا اُنہیں کے دین سے ثابت ہے چنانچہ اس کا بیان بھی اسی باب کی چوتھی فصل میں آوے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

مسلم: تیسری خوبی لازم ہے کہ جو خبریں غیب کی اور اصل اصول دین کے کتاب آسمانی سے ثابت ہوں اُن میں اختلاف نہ ہو ورنہ کلام الٰہی پہ کذب لازم آوے گا سو قرآن شریف کی کسی خبر میں اور اصول دین میں باہم اختلاف نہیں ہے۔

ھندو: نہ یہ کہ اُس کے اخبار اور اصول میں بڑا اختلاف ہو جیسے ہندوؤں کے چھ شاستر کہ بقول ان کے بید سے نکلے ہیں اور اخبار اور اصول دین میں اختلاف عظیم ہے کہ بیان اس کا اس باب کی پانچویں اور ساتویں فصل میں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور کچھ اختلاف کا حال اس باب کی پہلی فصل میں معلوم ہو چکا ہے۔

مسلم: چوتھی خوبی مناسب ہے کہ کتاب آسمانی بر سبیل عموم سارے جہان میں پھیل جاوے سو قرآن شریف اس کثرت سے جہان میں پھیلا ہوا ہے کہ کوئی بستی اہل اسلام کی ایسی نہ ہوگی جس میں دو چار قرآن شریف نہ نکلیں گے۔

ھندو: نہ یہ کہ ہزار تلاش اور تردد سے کسی پرگنہ میں ملے نہ ملے نہ ملے جیسے ہندوؤں کے وید شاید بنارس میں موجود ہوں گے اور کہیں پتہ نہیں لگتا۔

مسلم: پانچویں خوبی جب تک خدا پاک کو اس کتاب آسمانی کا حکم عالم میں جاری رکھنا ہو چاہیے کہ اتنی مدت تک امداد حق سے وہ کتاب تحریف[1] سے محفوظ رہے اور عالم سے محفوظ رہے اور عالم سے گم نہ ہو جاوے سو قرآن مجید کا حکم خدا پاک کو قیامت تک باقی رکھنا منظور ہے قرآن مجید ایسا محفوظ رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے اب تک صدہا اور ہزارہا اور لکھوکھا حافظ قرآن مجید کے عالم میں موجود ہیں اور اس مقام میں ایک اور بات ہے کہ قرآن مجید کی صداقت اور حضرتؐ کی پیغمبری کے حق ہونے پر دلیل روشن ہے اور وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ یعنی ہم اس قرآن کی آپ حفاظت کرنے والے ہیں سو یہ پیشین گوئی ظاہر ہوئی کہ قرآن مجید ایسا محفوظ رہا ہے کہ مشرق سے مغرب تک جتنے نسخے قرآن مجید کے موجود ہیں سب میں وہی الفاظ موجود ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

[1] بدل ہو جانا عبارت یا معنی کا۔

صحابیوں کو پہنچے تھے کسی میں زیر و زبر کا بھی اختلاف نہیں ہے اور جب کہیں سے کچھ غلطی ظاہر ہوتی ہے تو فی الفور حافظ اور عالم اس کو نکال دیتے ہیں نہ یہ کہ حامل کتاب سے اس کے پہنچنے میں شک ہو۔

هندو: جیسے ہندوؤں کے وید کو معلوم نہیں کہ کس کے کلام ہیں اور کس کے ہاتھ سے پہنچے اور سارے جہان میں ایک بھی حافظ ان کا ایسا نہیں ہے جس کی زبان پر یاد ہوں اور اس مقام میں اگر ہندو یہ کہیں کہ یہ خدا کے کلام قدیم ہیں اور برہما سے ہم کو پہنچے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ تم لوگ تواریخ کے بہت کچے[1] ہو تمہاری روایت کی حفاظت بالکل نہیں ہے اور ہماری روایت کی حفاظت کے لیے ایک علم جدا مقرر ہے چنانچہ اس کا بیان چوتھے باب میں آوے گا انشاءاللہ تعالیٰ اس سے یہ بھی شک ہوتا ہے کہ خدا جانے برہما اصل میں کچھ وجود بھی رکھتا ہے یا یوں ہی تمہارے بڑوں کی وہم اور خیال بندی ہے اور اس وید کی بابت خود تمہارے بعضے شاستر اس قول کے برخلاف کہتے ہیں۔ چنانچہ منو شاستر میں ہے کہ برہما نے ویدوں کو آگ، ہوا اور سورج سے حاصل کیا۔ اب ذرا انصاف کرو کہ بموجب اس قول کے وید خدا کا کلام اور قدیم کہاں رہا۔

مسلم: چھٹی خوبی باوجود رنگینی عبارت اور اسلوبی قوانین علم صرف اور نحو اور بیان کے جھوٹ سے خالی ہے اور طرح طرح کے مضمون اس میں ہیں چنانچہ جتنے علم دین کے ہیں فقہ اور اصول اور تصوف اور اخلاق اور علم کلام وغیرہ سب قرآن ہی سے نکلے ہیں بلکہ سوائے ان کے جتنے علم دنیا میں ہیں سب کا اصل قرآن

---

[1] ایک دلیل ان کے کچے پن کی یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کا احوال یہود و نصاریٰ اور ہمارے دینوں والے کہتے ہیں ہندوؤں نے کہیں نہیں لکھا۔

بس پایا جاتا ہے لیکن سمجھنے کو عقل سلیم اور فہم مستقیم چاہیے اور کچھ بیان اس بات کا انشاء اللہ تعالیٰ اسی باب کی چوتھی فصل میں ہو گا۔

ساتویں خوبی لائق ہے کہ اس کلام میں بہت اللہ کی تعریف اور توحید کا بیان ہو چنانچہ قرآن شریف میں جابجا توحید کی خوبی اور شرک[1] کی برائی کا بیان ہے نہ یہ کہ اس کلام کے مضمون سے اللہ کی تعطیل اور غیروں کی تعریف بہت نکلے۔ چنانچہ[2]

---

[1] اللہ کا شریک نہ کرنا کسی کو۔

[2] ویدوں کے متعلق مختصر تقریر جماعۃ محققین پنڈتان کہ جو تت بودھنی سبھا بریلی کے نام سے مشہور ہے، یہ ہے کہ ابتدا وید کی یہ ہے کہ وید کو چار نام سے یعنی رگ وید یجر وید شام وید اتھربن وید مشہور جانا چاہیے لیکن اس کا طرح طرح پر ذکر اور شاستر سے معلوم ہوتا ہے یعنی بہت بڑا تے گرنتھ لکھنے والوں نے کسی جگہ اتھربن وید کو وید کر کے نہیں مانا ہے اور منوجی نے بھی کچھ اتھربن وید کا تذکرہ نہیں لکھا ہے ان کی دانست میں تین ہی وید تھے اور منوسنگتا میں دوم ادھیا سے دو سو تیس اور چھہتر اشلوک میں لکھا ہے اور امرکوس میں بھی تین ہی وید کر کے لکھا ہے۔ اور مانڈوک اونپشد کے پہلے کھنڈ میں اتھربن وید کا تذکرہ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتھربن وید انہیں تینوں وید سے نکلا ہے کہ جن کے اوپر نام لکھے ہیں اور اس کی عبارت کے مطالعہ سے بھی صاف واضح ہوتا ہے کہ اور وید سے ایجاد ہوا ہے۔ لہٰذا اس اتھربن وید کو ان تینوں وید سے پیچھے ترتیب بنانا لکھا ہے۔ سوائے اس کے تین وید رگ۔ یجر۔ شام میں بھی بیان اس کا بالکل ہی جدا معلوم ہوتا ہے۔ اور رگ وید اگلے لوگوں کی زبان ہے یعنی جب کوئی دیوتا ان کے مکان پر تشریف لے جاتا تھا وہ لوگ زبان صفت اور تعظیم سے پیش آتے تھے یعنی استست کرتے تھے اور مضمون اس کا چھند کے طور اور جگہ جگہ چھند رس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

سے بھرا ہے مگر خلاصہ کلام یہ ہے کہ رگ وید اگلے لوگوں کی سبھا کی زبان یعنی بال اوستھا
یعنی عمر خوردسالی بنا ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے کیونکہ اس کے مضمون اور مطلب سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلے زمانے کے لوگوں کو حال بطور ریت کے اور یجر وید
میں زیادہ تر جگ وغیرہ کرنے کا ان کی ترکیب و منتر وغیرہ سب لکھے ہیں لہٰذا پچھلے
ہندوؤں کے بیچ دھرم اور اس کے ذریعہ سے طرح طرح کے بنائے ہوئے قاعدے
ترقی پکڑ کر یہ وید ہوا ہے اور اس کی جگہ جگہ میں رگ وید کا مضمون زبان توصیف یعنی
رستت سے بھرا ہوا ہے اور شام وید بالکل رگ وید کا ترجمہ یعنی بیان ہے رگ وید
سے توصیفی مضمون لے کر پراگ کے واسطے نئی طرح سے بنایا ہے۔ رکھ وید کے
اشلوک اور ماگھ سے جن سے اور ادر وید میں پایا جاتا ہے اس سے رگ وید میں اور کوئی
وید کی بات پائی نہیں جاتی ہے۔ اسی سے رکھ وید جو سب ویدوں سے بڑا وید ہے
اور قدیم ہے۔ سو اسی سے بخوبی معلوم ہوتا ہے لہٰذا ہم لوگوں کو پرانی سبھا کا حال دریافت
کرنے کو سوائے رکھ وید کے اور کوئی پرانا گرنتھ نہیں دکھائی دیتا ہے کیونکہ اور یہ
سب رگ وید سے ایجاد ہوئے ہیں اور پران کی منت میں یہ چاروں وید برسما کی زبان
ہے یعنی چار منہ سے نکلنا لکھا ہے۔ تو چاروں وید ایک ہی وقت میں ہونا اور ان کو برابر ماننا
ضرور چاہیے لیکن یہ بات قابل اعتماد کے نہیں ہے۔ اس بات کو پنڈت لوگ جاننے والے
وید کے خوب جانتے ہیں کہ کوئی وید ایک وقت میں ایک آدمی کی زبان سے نہیں بنا ہے
سب ویدوں کے جدے جدے بھاگ جدے جدے رشیوں نے بنائے ہیں بلکہ بید بنانے
والے رشیوں کے نام بھی جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح پہلے رشی لوگ وقت بے وقت
اپنے اعتقادوں سے جو جو کہ باتیں کیا کرتے تھے انہیں باتوں کو ان کے ماتحت لوگ آپس
میں وظیفہ کیا کرتے تھے اور اسی کو گردچیلا کہہ کر اب تک بیان ہوتا چلا آیا ہے اور بید کے

ہندوؤں کے وید کہ اللہ کی توحید کا بیان اس میں کم ہے بلکہ بعضے شاستر کہ وید سے نکلے ہیں اُن سے اللہ کا خالق ہونا ثابت نہیں بلکہ معطل ہونا ثابت ہے چنانچہ اسی باب کی ساتویں فصل سے معلوم ہوگا اور سوائے اللہ کے دوسروں کی تعریف بہت سی موجود ہے اور گانتری کہ ان کے نزدیک سارے ویدوں کا خلاصہ اور سب منتروں سے افضل ہے۔ اسی واسطے اس کو مول منتر کہتے ہیں سو اس میں اللہ کا ذکر بھی نہیں ہے بلکہ سورج ہی کا ذکر ہے اور اس کا مضمون بھی خراب اور مخالف توحید کے ہے چنانچہ گانتری کی تعریف اور اس کے معنی کا بیان انشاءاللہ تعالےٰ دوسرے باب کی پہلی فصل میں ہوگا واللہ اعلم بالصواب۔

فصل نمبر ۴

انبیاء

مسلم عقیدہ بیچ بیان اُن شخصوں کے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی راہ بتاتے ہیں۔ اور اُن کے وسیلہ سے ہر کوئی اپنی بہتری کو پہنچتا ہے اور اُن کی متابعت بدوں کسی کو نجات حاصل نہیں ہوتی جاننا چاہیے کہ جو چیزیں کہ زمین پر ہیں سب اللہ تعالےٰ نے واسطے فائدہ انسان کے بنائی ہیں اور انسان کو اس واسطے

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ)

اشلوک جو بہت روز سے ابتر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں اور بعدازاں وید بیاس جی نے تفصیل کی ہے۔ اس واسطے یہ چاروں بید جدے جدے ہوئے ہیں کیونکہ وید بیاس جی کے پہلے یہ چاروں بید نہ تھے۔ انتہیٰ

بتایا ہے کہ اپنی سعادت حاصل کرے اور سعادت اس کی کیا ہے ہمیشہ کے آرام میں رہنا اور ہمیشہ کے دکھ سے بچنا اور یہ بات اُس وقت حاصل ہو کہ اپنے مالک اور پیدا کرنے والے کو پہچان کر اس کی رضا مندی کے کاموں سے بچے سو ہر کسی کو چاہیے کہ ایسے شخص کو جس سے اللہ کی رضا مندی کی باتیں معلوم ہوں تلاش کر کے اپنا استاد و مرشد بنالے اور زمانہ حال میں ایسا شخص نہ ملے تو اس زمانے سے پہلے جو کوئی ایسا شخص گزرا ہو اس کا کلام معتبر کتابوں اور معتبر آدمیوں کی زبانوں سے دریافت کر کے اس کی متابعت کرے پر ایسے شخص کی تلاش اور شناخت میں خوب فکر اور غور کرنا چاہیے کیونکہ ؎

پس بہر دستے نباید داد دست ۔ چوں بسا ابلیس آدم روئے ہست

سو ایسے شخص کی بموجب اعتقاد ہم مسلمانوں کے یوں ہے کہ اللہ صاحب نے اپنے بندوں کی بہتری کے واسطے اور اپنی رضا مندی اور نا رضا مندی اور ناراضی اللہ کی باتیں بتانے کے واسطے اُنہیں آدمیوں سے ایسے شخص مقرر کیے ہیں کہ وہ لوگ اللہ کے بہت مقبول ہیں اور ان کا مرتبہ اللہ کے نزدیک ساری مخلوقات سے بہت زیادہ ہے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغام ان کی زبانی بندوں پر بھیجے ہیں اس واسطے اُن کو پیغامبر اور نبی اور رسول کہتے ہیں اور وہ لوگ ایسے نیک اور خوش خلق ہوتے ہیں کہ اُن سے کبھی تمام عمر میں بُرا کام نہیں صادر ہوتا اور طمع اور حرص سے بالکل پاک ہوتے ہیں نہ کبھی جھوٹ بولیں نہ کسی سے مکر و فریب کریں نہ کسی پر ظلم کریں ایک لقمہ کی چوری بھی اُن سے ہونی درست نہیں غرض اُن سے قصداً کوئی گناہ نہیں ہوتا کیونکہ اگر پیغمبر بُرے کام کرنے لگیں تو اوروں کو بُرے کاموں سے کس طرح ہٹا دیں بدکار اور مکار کی بات کا اعتبار ہرگز نہیں ہوتا پھر وہ اللہ کے رسول لوگوں سے فرماتے ہیں کہ ہم کو اللہ تعالےٰ نے تمہاری طرف بھیجا ہے ہم تم کو سعادت

کی راہ بتانے والے ہیں تم ہماری متابعت کرو ورنہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلو گے پھر جب لوگ اُن کے پیغمبر ہونے پر کوئی نشان مانگتے ہیں تو اللہ تعالےٰ اُن کے سچا کرنے کو اُن کے ہاتھ سے بعضے ایسے کام ظاہر کر دیتا ہے جو اللہ کی عادت کے برخلاف ہوتے ہیں۔ جیسے کہ پتھر لکڑی کا گویا کر دینا۔ اور دو تین سیر اناج سے سینکڑوں آدمیوں کا پیٹ بھر دینا اور بعضی خبریں غیب کی بتا دینا اور انگلیوں سے پانی کا نالا چلا دینا علیٰ ہذا القیاس اور باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں اور ایسا کام جو پیغمبر کے ہاتھ پہ ظاہر ہوتا ہے تو اس کو معجزہ[1] کہتے ہیں سو پیغمبر جہاں میں بے[2] شمار ہوئے گنتی اُن کی اللہ خوب جانتا ہے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو سب آدمی انہیں کی اولاد ہیں۔

اور سب سے پیچھے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن رُوح پاک آپ کی سب سے پہلے پیدا ہوئی مکہ معظمہ میں حضرتؐ پیدا ہوئے جب اُن کی عمر چالیس برس کی ہوئی اللہ تعالےٰ نے حضرت جبرئیل فرشتہ ان پہ بھیجا اس روز سے پیغمبری ہوئی قرآن شریف اترنا شروع ہوا پھر تیرہ برس مکہ میں رہے وہاں سے معراج ہوئی حضرت جبرئیلؑ براق واسطے سواری حضرت کے لے کر آئے حضرت کو سوار کرکے مسجد اقصیٰ[3] میں لے گئے اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر تشریف لے گئے عرش و کرسی سب کچھ دیکھا بہشت و دوزخ کی بھی سیر کی اس رات میں بڑی بڑی نعمتیں خدا سے پائیں پھر

---

[1] معجزہ یعنی عاجز کر دینے والا مخالفوں کا اور کرامت وغیرہ کا بیان چوتھے باب میں آوے گا انشاء اللہ تعالےٰ [2] بعضی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہوئے ہیں، لیکن یہ روایت ایسی روایت نہیں جس پہ یقین بالجزم کیا جاوے اتنا ایمان کافی ہے کہ جتنے پیغمبر ہوئے ہیں سب برحق ہوئے ہیں۔

[3] مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔

جب حضرت ۵۳ ترپن برس کے ہوئے خدا کے حکم سے مدینہ کو تشریف لے گئے دس برس وہاں رہے وہاں ہی انتقال فرمایا قبر شریف وہاں ہی ہے چار کرسی آپ کی یہ ہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹا عبد اللہ کا عبد اللہ بیٹا عبد المطلب کا عبد المطلب بیٹا ہاشم کا ہاشم بیٹا عبد مناف کا۔ ترسیٹھ برس آپ کی عمر ہوئی اللہ تعالیٰ نے پیغمبری آپ پر ختم کر دی۔ اب قیامت تک حضرت ہی کا دین اللہ تعالےٰ کی جناب میں مقبول ہے پچھلے سب دین منسوخ[1] ہو گئے ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ اب آسمان پر ہیں دنیا میں تشریف لاویں گے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں گے۔

اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے بہت معجزے ظاہر ہوئے چند معجزات کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے کتاب استفسار میں لکھا ہے کہ حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ محدث نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک بار رات کو مکہ مکرمہ کے بت پرست سردار جیسے ابوجہل ابن ہشام عاص بن وائل اور اسود بن مطلب وغیرہ جمع ہو کر حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اگر تو سچا ہے تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے ہمیں دکھا دے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پھر مل گئے اور حضرت امام احمد بن حنبل رح اپنی کتاب میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صاحب کے سامنے چاند کے دو ٹکڑے ہوتے ہی مکے

---

[1] منسوخ کے معنی یہ نہیں کہ رد ہو گئے بلکہ ان پر عمل کرنا موقوف ہوا یعنے جو بات پچھلے دینوں کی اس دین کے مخالف تھی اب اس پر عمل موقوف ہوا اور اختلاف اخبار اور اصول دین میں نہیں ہے بلکہ اعمال و فروع میں ہوتا ہے۔

کے بُت پرستوں نے دیکھا اور کہنے لگے کہ اگر اس شخص نے جادو کیا ہے تو ہمارے ہی اُوپر کیا ہوگا نہ کہ سارے جہان پر لیس باہر سے جو مسافر لوگ آویں اُن سے پوچھنا چاہیے پھر جب مسافر لوگ آئے انھوں نے اس واقعہ کے دیکھنے کی گواہی دی اور اس معجزہ کی روایت اور بھی محدثوں نے مثل امام بخاریؒ و مسلمؒ وغیرہ نے بہت سے اصحابیوں سے بیان کی ہے اور اس معجزہ کی خبر خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں بھی دی ہے اُن سب دینوں کے واسطے جن کے نزدیک قیامت کا قائم ہونا اور آسمان کا پھٹ جانا محال تھا جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ نے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ - یعنی قیامت نزدیک پہنچی اور اگر تم کو شبہ ہو کہ آسمان کیونکر پھٹ جاوے گا • دیکھو چاند پھٹ گیا اور بے دینوں کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹال جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جادو ہے قدیم اور حضرت امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت سلمہ صحابیوں سے روایت کی ہے کہ حنین کی لڑائی میں جب بُت پرست موذیوں کا اژدحام اور ہجوم ہوا اور مسلمانوں پہ وہ ٹوٹ پڑے اور ہزاروں ہی تھے تو پیغمبر صاحب صلی اللہ نے ایک مٹھی خاک کی اُٹھا کر اُن کے لشکر کی طرف پھینکی تو کوئی ان میں ایسا باقی نہ رہا کہ جس کی آنکھوں میں خاک نہ بھر گئی ہو اور اُنھوں نے ہزیمت فاحش اُٹھائی اور شکست کھائی -

اور مشکوٰۃ شریف اور روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ وغیرہ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ عرب کے بہت سے کافر جمع ہو کر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی کرنے کو مدینہ منورہ پہ چڑھ کر آئے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ فارسی اصحابی کے مشورے سے حکم فرمایا کہ اپنی اور ان کی فوج کے درمیان ایک خندق کھودی جاوے پس حضرت کے اصحاب

خندق کھودنے لگے اور حضرت باوجود اس عظمت اور شان کے آپ بھی یاروں کے
ساتھ خندق کھودنے میں شریک تھے ناگہاں ایک جگہ خندق میں ایسا سخت پتھر ظاہر
ہوا کہ لوگ اس کے توڑنے سے عاجز ہوئے۔ یہ حال حضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا
حضرت صلعم نے اپنے دستِ مبارک سے اُس پر سابل مارا وہ پتھر چور ہو کر ریت بن گیا
اور حضرت صلعم کے پیٹ پر بسبب غلبہ بھوک کے پتھر بندھا ہوا تھا کس واسطے
کہ اس ہنگامہ میں بہادروں کو تین دن سے روٹی کھانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا حضرت
جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کی بھوک کا حال دریافت کر
کے اپنے گھر آ کر ایک بزغالہ (بچہ گوسفند) ذبح کیا اور میری بیوی نے بقدر چار
سیر کے جَو کہ اتنے ہی موجود تھے پیسے اور میں نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر
آہستہ سے عرض کیا کہ اتنا کچھ سامان ضیافت کے میرے گھر ہے آپ صلعم اور کئی اصحاب
آپ صلعم کے ساتھ میرے گھر تشریف لے چلیں، حضرت صلعم نے آواز بلند فرمایا کہ اسے
خندق والو جابر رضہ نے تمہاری مہمانی کی ہے جلد آؤ اور مجھے فرمایا کہ جب تک میں
تمہارے گھر نہ آؤں ہنڈیا چُولہے سے نیچے نہ اتاریو اور روٹی مت پکائیو۔ پھر
حضرت ہمارے گھر تشریف لائے اور گندھے ہوئے آٹے میں اور گوشت کی
ہنڈیا میں اپنے منہ مبارک کا لعاب ڈالا اور برکت کی دُعا فرمائی اور روٹیاں
پکانے کا حکم دیا اور حضرت اپنے دست مبارک سے روٹی تنور سے نکال کر گوشت
اور شوربے میں ملا کر لوگوں کو کھلاتے تھے یہاں تک کہ ہزار بھوکوں نے پیٹ بھر
کے کھایا اور حضرت صلعم کے ارشاد سے ہم نے بھی کھایا اور ہمسائیوں کو بھی تقسیم کیا۔

اور کتاب مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر صحابی رضہ سے روایت ہے کہ جنگ
حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے ہوئے اور حضرت کے پاس ایک برتن پانی کا تھا حضرت صلعم
نے اس سے وضو کیا اصحاب رضہ حضرت کی طرف جُھکے اور عرض کیا کہ ہم پاس پانی نہیں

جس میں سے وضو کریں اور پئیں مگر یہی پانی کہ آپؐ کی خدمت میں موجود ہے پھر حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اُس برتن میں ڈالا پھر حضرت کی انگلیوں میں سے پانی کی نہریں جاری ہوئیں وہ پانی ہم نے پیا اور اس سے وضو کیا کہ کسی نے حضرت جابرؓ سے پوچھا کہ تم اُس دن کتنے تھے؟ حضرت جابرؓ نے کہا کہ اگر ایک لاکھ ہوتے تو سیر ہو جاتے لیکن اس دن ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

گوہ کا کلام کرنا

اور روضۃ الاحباب اور مدارج اور معارج النبوۃ وغیرہ میں لکھا ہے کہ ایک اعرابی یعنی گنوار جنگل سے ایک گوہ پکڑ کے لایا راہ میں بہت لوگوں کا مجمع دیکھا اور پوچھا کہ یہ لوگ کون اور کیوں جمع ہیں لوگوں نے بتلایا کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم بیٹا عبداللہؓ کا دعویٰ نبوت کا کر رہا ہے لوگ اس پر جمع ہوئے ہیں۔ اعرابی نے اس جماعت میں داخل ہو کر حضرتؐ سے کہا قسم لات[1] اور عزیٰ[2] کی کہ تجھ سے زیادہ جھوٹا اور میرا دشمن کوئی نہیں۔ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ اس کی گوشمالی کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ درجہ حلم کا درجہ نبوت سے نزدیک ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اے اعرابی قسم ہے خدا کی کہ میں زمین و آسمان میں امانت دار ہوں اور آدمیوں اور فرشتوں کے نزدیک سراہا گیا ہوں خدا سے ڈرو اور بتوں کی پرستش چھوڑ دو۔

---

[1] عرب میں ایک بزرگ تھا حج کے دنوں میں حوض میں ستو لت کر کے لوگوں کو کھلایا کرتا تھا اس واسطے اس کا نام لات مشہور ہوا یعنی لت کرنے والا۔ بعد مرنے کے لوگوں نے اس کے نام پر بُت بنا لیا وہ اسی نام سے مشہور رہا۔ مکے کے کافر اس کی بہت تعظیم کرتے تھے۔

[2] عزیٰ نام ہے ایک بڑے بُت کا جس کو مکے کے کافر پوجتے تھے جب دین اسلام ظاہر ہوا وہ بُت توڑا گیا۔

لوڈ اللہ کی واحدانیت اور میری پیغمبری کو مان - اعرابی نے کہا قسم ہے لات اور عزیٰ
کی کہ میں تجھ پر ایمان نہیں لاتا جب تک کہ یہ گوہ تجھ پر ایمان نہ لاوے اور گوہ کو حضرت کے
آگے چھوڑ دیا گوہ بھاگنے لگی حضرتؐ نے فرمایا اے گوہ آگے آ - گوہ ہٹ آئی پھر حضرت
نے فرمایا اے گوہ! گوہ نے خوش آوازی سے کہا لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ حضرتؐ نے
فرمایا تو کس کی بندگی کرتی ہے بولی اس اللہ کی بندگی کرتی ہوں جس کا عرش ہے آسمان میں
اور اسی کی حکومت ہے زمین میں اور بہشت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا
عذاب ہے حضرتؐ نے فرمایا میں کون ہوں؟ بولی تو رسول ہے پروردگار عالمیان کا
اور خاتم ہے پیغمبروں کا جو کوئی تم کو سچا نبی جانے نجات پاوے اور جو کوئی تم کو جھٹلاوے
دوزخ میں مبتلا ہوا اعرابی گوہ کی زبانی یہ باتیں سن کر حیران ہوا اور کہا میں کوئی دلیل اور
معجزہ نہیں مانگتا یعنی مجھے اتنی ہی بات سے آپ کے سچے ہونے کا یقین ہو گیا
پھر کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریك لہٗ وانك عبدہٗ^ع
ورسولہٗ - کہا اور قسم ہے اللہ کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میں آیا تھا
اس وقت آپ سے زیادہ کوئی میرا دشمن نہ تھا اب میں آپ کو اپنے کان اور آنکھ
اور ماں باپ اور اولاد سے زیادہ دوست رکھتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا الحمد للہ -

اور مشکوٰۃ وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام بخاریؒ نے حضرت جابر رضی اللہ
عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ستون مسجد سے کھجور کی
لکڑی کا تھا تکیہ لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے جب حضرت کے لیے ممبر تیار کیا گیا حضرت
ممبر پر تشریف لائے وہ ستون ایسا چلانے لگا گویا ابھی پھٹا جاتا ہے جناب ختم المرسلین
علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر سے اترے اور اس ستون کو اپنے بدن مبارک سے لگایا تب

ع یعنی گواہ ہوں میں اس بات پر کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں اور تم اللہ کے بندے
اور اس کے رسول ہو -

وہ ستون اس طرح رونے لگا جیسے چھوٹا لڑکا روتا ہو اور کوئی اس کو رونے سے چپ کراوے اور وہ روتا رہے آخر وہ ستون خاموش ہوا حضرت سید الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ستون اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا اس کے غم سے رونے لگا تھا۔

اور روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عقیلؓ حضرت علیؓ کے بھائی نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا وہ فرسنگ میں میں نے حضرتؐ کے کئی معجزے دیکھے ایک یہ کہ میں پیاسا تھا حضرتؐ سے پیاس کا حال ذکر کیا آپؐ نے فرمایا کہ جا اور اس پہاڑ سے کہہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے مجھ کو پانی دے۔ میں نے بموجب فرمودہ حضرت کے عمل کیا پہاڑ مجھ سے بات کرنے لگا اور کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر مجھ کو جب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ڈرو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں میں اتنا رویا کہ مجھ میں پانی باقی نہیں رہا۔

دوسرا یہ کہ اس دن حضرتؐ نے چاہا کہ قضائے حاجت کریں کہ کوئی آڑ نہ تھی وہاں سے دور کئی درخت تھے حضرتؐ نے ان درختوں کو فرمایا کہ تم مجھ کو چھپالو درخت گیند کی مانند جمع ہوئے حضرتؐ اس پردہ میں قضائے حاجت کو گئے۔

تیسرا یہ کہ ہم ایک مقام پر پہنچے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور حضرتؐ کے آگے دو زانو ہو کر کہنے لگا الاماں الاماں اور اس کے پیچھے سے ایک اعرابی تلوار کھینچے ہوئے آیا حضرتؐ نے فرمایا اے اعرابی تو اس بیچارے سے کیا چاہتا ہے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹ کو میں نے اس لیے خریدا ہے کہ میرا کام کرے اور مجھ کو اس سے نفع ہو اب یہ میری نافرمانی کرتا ہے میں نے یہ قصد کیا کہ اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت سے نفع پکڑوں۔ حضرتؐ نے اونٹ سے فرمایا تو کیوں باغی ہوا ہے اونٹ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ہیں کچھ اس واسطے اس کی نافرمانی نہیں کرتا جو اس کا کام نہ کروں بلکہ میں نے سُنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی عشار کی نماز نہ ادا کرے اس کو اللہ کا عذاب پہنچے اور یہ اعرابی مع اپنی قوم کے عشار کی نماز نہیں پڑھتی ہیں اس واسطے بھاگتا ہوں کہ مبادا ان کی شامت سے مجھے بھی عذاب پہنچے حضرتؐ نے فرمایا کہ اسے اعرابی ایسا ہی ہے جو یہ کہتا ہے عرض کیا کہ ایسا ہی ہے۔ پَر میں نے عہد کیا کہ پھر رات کی نماز میں سُستی نہ کروں گا۔ اور اپنی قوم کو بھی تاکید کروں گا اس سے پیچھے اُونٹ اس کا فرماں بردار ہو۔

اور معارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرتؐ نے کئی سنگریزہ زمین سے اپنے ہاتھ میں لیے سنگریزہ اللہ کی پاکی بیان کرنے لگے اس طرح کی آواز سے جیسے زنبور کی آواز ہوتی ہے جب حضرتؐ نے سنگریزوں کو زمین پر رکھ دیا چپ ہو گئے پھر اُن کو اُٹھا کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا اسی طرح سے تسبیح کرنے لگے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیا اسی طرح تسبیح کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں حاضر تھے اُن کے ہاتھ میں بھی سنگریزوں نے تسبیح کی کہ اس طرح پر کہ سبحان اللہ والحمد للہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے بموجب حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سنگریزوں کو اپنے ہاتھ میں اُٹھایا سنگریزوں نے تسبیح نہ کی ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہوا کہ سنگریزے ان کے ہاتھوں میں تسبیح بولتے تھے میرے ہاتھ میں خاموش ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ابوذرؓ تو کیا چاہتا ہے خلفاء راشدین کی برابر ہو یہ نہیں ہو سکتا۔

اور معارج النبوۃ وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت بریدہؓ بن حصیب نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ میں

آپؐ کی خدمت میں مسلمان ہو کر آیا ہوں پر مجھ کو ایک معجزہ دکھلائیے تاکہ میرا یقین زیادہ ہو جائے۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا معجزہ چاہتا ہے عرض کیا کہ اس درخت کو بلائیے آپؐ نے فرمایا کہ جا اور میری زبانی درخت کو پیغام پہنچا کہ بلا، اعرابی درخت پاس گیا اور کہا اللہ کا رسولؐ تجھ کو بلاتا ہے درخت اپنے رگ و ریشہ کو زمین سے کھینچ کر حضرتؐ کی طرف روانہ ہوا اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہا السلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اعرابی نے کہا بس مجھے اتنا ہی معجزہ کفایت کرتا ہے پھر بموجب حکم حضرتؐ کے وہ درخت اپنی اسی جگہ پر جا رہا۔

اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ طائف کی مہم میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہوئے چلے جاتے تھے ایک بیری کے درخت پر پہنچے جس میں کانٹے بہت تھے اور اس وقت حضرت کی آنکھیں خواب آلودہ تھیں جب درخت کے قریب ہوئے وہ درخت بیچ سے پھٹ کر آدھا ایک طرف اور آدھا دوسری طرف ہو گیا اور حضرتؐ کا اونٹ سلامتی سے اس میں سے گزر گیا کہتے ہیں کہ وہ درخت اب تک اسی طرح دوپارہ ہوا کھڑا ہے اور اس کو سدرۃ النبی یعنی نبی صاحب کی بیری کہتے ہیں

اور حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں بہت بھوکا تھا حضرت نے میرا حال دیکھ کر مجھے اپنے گھر بلا کر ایک دودھ کے پیالہ سے تمام اہل صفہ[1] کو شکم سیر کیا پھر مجھے پیٹ بھر کے پلایا پھر حضرتؐ نے آپ پیا۔

اور حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو حضرتؐ کی

---

[1] صفہ ایک چبوترہ چھت والا تھا حضرت کے دولت خانہ کے آگے اس میں مسکین اصحاب رہتے تھے۔

خدمت میں لائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بیٹا صبح و شام دیوانہ بن جاتا ہے حضرتؐ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے سینے پر لگایا اور دُعا کی تو اس بچہ کو قے آئی اور مانند سگ بچہ سیاہ کے اس کے اندر سے نکلا اور چلا گیا اور لڑکا تندرست ہو گیا۔

اور معجزات کا حال جس کو دریافت کرنا ہو کتب سیر اور حدیث کو مطالعہ کرے اور سب سے بڑا معجزہ حضرت کی پیغمبری کا گواہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے کہ باوجودیکہ عرب میں شاعر بڑے کامل فصیح تھے اور وہ لوگ اپنی زبان آوری میں اپنے مقابلہ میں سارے جہان کو عجم یعنی گونگا کہتے ہیں اور ان میں بہت لوگ بسبب بغض اور عداوت اور کبر کے تمنا رکھتے تھے کہ کسی طرح حضرت کو جھوٹ کا الزام دیں اور انہوں نے مارے غیرت کے حضرت کی دشمنی میں اپنے مال اور جانیں تلف کیں جب حضرت نے قرآن شریف کے مقابلہ میں ایک سورۃ ان کی تصنیف مانگی اور یہ بھی فرمایا کہ تم سے ہرگز بن نہ آوے گی سو ان سے نہ بن آئی اور اُن کی سب فصاحت اور شاعری اس جگہ گم ہوئی اور ایک سورۃ کے کہنے سے عاجز[1] ہو گئے۔ چنانچہ فرمایا ہے حق سبحانہ و تعالیٰ نے سورہ بقر کے تیسرے رکوع میں وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ یعنی اور اے لوگو اگر ہو تم شک میں اس کلام سے جو اُتارا ہم نے اپنے بندے پر

---

[1] اگرچہ شیخی مارتے تھے کہ ہم اگر چاہیں اس قرآن کی مانند کہہ لیں چنانچہ سورۂ انفال میں ہے واذا تتلیٰ علیھم آیاتنا قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ہذا الآیۃ۔ یعنی جب پڑھی جاویں اُن پر ہماری آیتیں کہیں بے شک ہم نے سُنا اگر ہم چاہیں ایسا کہہ لیں الخ یہ ایسا ہے کہ کوئی کہے میری بکری شیر کو مار سکتی ہے۔

تو لے آؤ ایک سورۃ اس قسم کی اور بلاؤ جن کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو
اور اس کے آگے یوں فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَ
قُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ ج اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ہ یعنی پھر اگر نہ کرو اور ہرگز
نہ کرو گے تو بچو آگ سے جس کا ایندھن ہیں آدمی اور پتھر تیار ہے منکروں کے
واسطے اور سورۂ یونس کے چوتھے رکوع میں یوں فرمایا اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ
فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ہ یعنی کیا لوگ کہتے ہیں یہ بنا لا تو کہہ لے آؤ ایک سورۃ ایسی اور پکارو
جس کو پکار سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو اور سورۂ ہود کے دوسرے رکوع میں
یوں فرمایا اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّادْعُوْا
مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ہ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا
لَكُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ الخ یعنی کیا کہتے ہیں باندھ لایا ہے اس کو
تو کہہ تم لے آؤ ایک دس سورتیں ایسی باندھ کر اور پکارو جس کو پکار سکو اللہ کے
سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ کریں تمہارا کہنا تو جان لو کہ یہ اُترا ہے اللہ کی خبر سے
اور سورۂ بنی اسرائیل کے دسویں رکوع میں یوں فرمایا قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ
وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ہ یعنی کہہ اگر جمع ہوں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا
قرآن نہ لاویں گے ایسا اور بڑی مدد کریں ایک کی ایک دیکھو یہ آیتیں قرآن مجید کی
حضرت کی تصدیق نبوت اور قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے پر کیسی دلیل قاطع ہیں۔
یعنی معاذاللہ اگر فرضاً پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبری کے دعوے میں
جھوٹے ہوتے تو صدہا شاعر فصیح کے سامنے کبھی یوں نہ کہتے کہ اس قرآن کی مانند
دس سورتیں یا ایک سورۃ تم سے اور تمہارے شاہدین اور مددگاروں سے تمام

نہ اور آدمیوں سے نہ بن سکیں گی کیونکہ جھوٹا مدعی جانتا ہے کہ جیسا میں آدمی ہوں ایسے ہی کلام کہہ لاوے تو میں شرمندہ ہو جاؤں غرض بہر صورت جھوٹے آدمی سے ایسا دعویٰ ہرگز نہیں ہو سکتا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق تھے اور یہ کلام بے شک اللہ کا کلام تھا اس واسطے چار مقامؔ میں قرآن شریف سے صاف ظاہر ہے کہ ایسا کلام کوئی نہیں کہہ سکتا سو کوئی نہ کہہ سکا۔ اور جاننا چاہیے کہ حضرتؐ کے وقت سے اب تک ہر زمانے میں دینِ اسلام کے بہت دشمن ہوتے رہے ہیں اور اس زمانہ میں پادری لوگ دن رات اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کسی وجہ سے دین مسلمانی کو باطل ٹھہراویں اور اس کام کے واسطے طرح طرح کے علوم اور زبان عربی کو بخوبی سیکھتے ہیں کسی وقت میں قرآن شریف کے مانند کسی نے دو تین سطر کی عبارت بھی نہیں لکھی اور نیز ظاہر ہے کہ بیان خال وخط اور قد و بالا اور ناز و ادا اور شادی و غم اور ہجر و وصل اور شراب و کباب اور نرم و رزم اور باغ و صحرا وغیرہ مضامین جس میں فصاحت و بلاغت اور صنائع و بدائع اور معانی و بیان کی گنجائش بہت ہوا کرتی ہے سو قرآن شریف میں نہیں ہے اور جھوٹ مبالغہ شاعرانہ سے بالکل خالی رکھی ہے بلکہ مبداؔ اور معاد کی صفات اور حالات اور

لہ اور سورۂ طور میں ہے کہ ام یقولون تقولہ بل لا یومنون فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صدقین۔ یعنی یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید محمدؐ نے بنا لیا ہے بلکہ از راہِ تکبر اور حسد کے ایمان نہیں لاتے۔ سو اس قرآن کے مانند کوئی بات تو یہ لوگ لے آئیں اگر سچے ہیں۔

لہ یعنی ابتدا ہر چیز کا۔

قوانین عبادات اور معاملات اور بیان اخلاق[1] مہلکات اور منجیات وغیرہ سراپا دانائی کی باتوں کے بیان میں ہے جیسے فرمایا حق تعالیٰ نے ولقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل ط فابی اکثر الناس الا کفورا ط یعنے اور پھیر پھیر سمجھایا ہم نے لوگوں کو اس قرآن میں ہر کہاوت سو نہیں رہتی بہت نے ناشکری کی اور باوجود اس کے خوبی اور رنگینی عبارت کی اور رعایت قواعد علم بیان اور معانی بھی اس میں ہے پر آدمی منصف غور کرنے والا چاہیئے تاکہ اُن دلائل میں فکر کرکے اور قرآن شریف کے مضامین اور عبارات کو سمجھ کے قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے کو اور حضرت کے نبی برحق ہونے کو عقل سے سمجھے کہ عقل سلیم کے نزدیک اس باب میں ایک ذرہ بھر بھی شبہ اور شک نہیں ہے اور اگر کوئی اس سے بھی نہ ہدایت پاوے تو کم بخت ازلی ہے۔

اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اعمال بہت پسندیدہ اور برگزیدہ تھے کہ اُن کے پیغمبر ہونے پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہیں ازآنجملہ مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہیں

---

[1] اخلاق مہلکات یعنی خلق ہلاک کرنے والے جیسے تکبر یعنی اپنے آپ کو اوروں سے اچھا سمجھنا کسی بات میں اور ریا یعنی اللہ کی عبادت کسی کے دکھانے کے واسطے کرنی اور سمعہ یعنی نام آوری کی طلب اور رعونت یعنی فی نفسہ اپنے آپ کو بزرگ جاننا اور حسد یعنی کسی کی نعمت دیکھ کر رنجیدہ ہونا اور طول امل یعنی جینے کی اُمید دیر تک رکھنی اور غفلت یعنی موت اور قبر اور حشر اور دوزخ سے غافل رہنا اور حُب دنیا یعنی عیش وعشرت اور آرام اور لذتوں سے بہت محبت رکھنی اور سوائے اس کے اور بھی اخلاق بُرے ہیں۔

کہ میں نے دس برس تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اتنے عرصہ میں کبھی مجھ کو اُف[1] نہیں فرمایا اور نہ کبھی فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور نہ فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا ایضاً اور انہیں سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا دس برس میں نے حضرت کی خدمت کی کہ کبھی کسی چیز کے ضائع ہونے پر حضرتؐ نے مجھے ملامت نہیں کی اور اگر کوئی آپ کے گھر والوں سے مجھے ملامت کرتا تو حضرتؐ فرماتے چھوڑو اُس کو ملامت نہ کرو جو کچھ تقدیر میں ہے وہی ہوتا ہے۔

ایضاً اور انہیں سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خوش اخلاق تھے کہ اگر مدینہ کے لوگوں کی ایک باندی بھی آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی تو جہاں وہ چاہتی حضرتؐ اس کے ساتھ چلے جاتے[2]۔

ایضاً اور انہیں سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بکریاں مانگیں اس قدر کہ درمیان دو پہاڑوں کی تھیں حضرت نے وہ سب بکریاں اُس کو بخش دیں پھر وہ شخص اپنی قوم میں گیا اور جا کر کہا کہ اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ قسم ہے اللہ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت کچھ دیتا ہے کہ فقیر ہو جانے سے نہیں ڈرتا۔

اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سوالی کو صاف جواب نہیں دیا ہے

---

[1] اُف، یہ لفظ محاورۂ عرب میں جھڑک اور کراہت کا ہے۔

[2] یعنی ایسے کاموں میں جن میں حق تعالے ناراض نہ ہوتا۔

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز　　　مگر باشہدان لا الٰہ الا اللہ

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جاتا تھا اور حضرت پر موٹے کنارے والی چادر تھی اتنے میں ایک گنوار آ پہنچا اس نے حضرتؐ کی چادر مبارک پکڑ کر حضرت کو اس قدر سختی سے کھینچا کہ حضرت اُس کے سینہ تک آ گئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اس چادر کا کنارہ حضرت کی گردن مبارک میں چُبھ گیا اور اُس کا نشان پڑ گیا تھا پھر وہ کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ مال کہ تیرے پاس ہے تیرا نہیں ہے اور تیرے باپ کا نہیں اللہ کا ہے اس میں سے مجھ کو دلوا پھر حضرت نے اس کی طرف دیکھا اور ہنسے اور اس کا سوالؔ[1] بھی پورا کر دیا۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں پر بددعا کرو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ نے بُرا کہنے کے واسطے پیغمبر نہیں بنایا بلکہ مجھ کو لوگوں کے واسطے رحمت بھیجا ہے۔

اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو گالی نہ دیتے اور بازاروں میں نہ چلّاتے اور اگر کوئی حضرت سے بدی کرتا اس سے بدلہ نہ لیتے معاف کر دیتے۔

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسے متوکل تھے کہ اپنے نفس کے واسطے کچھ ذخیرہ نہ رکھتے تھے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] ایک روایت میں آیا ہے کہ اس گنوار کے ساتھ دو اُونٹ تھے حضرتؐ نے ایک پر جو اور ایک پر کھجوریں لدوا دیں۔

فرمایا اے عائشہؓ اگر میں چاہوں سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں میرے پاس اتنا دراز فرشتہ ہے کہ کمر اس کی کعبہ کے برابر تھی آیا اس نے کہا کہ تمہارا رب تم کو سلام فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر چاہو تو پیغمبر بندہ اور اگر چاہو تو پیغمبر بادشاہ ہو؟ میں نے حضرت جبرئیل کی طرف دیکھا یعنی بطور مشورہ پوچھنے کے۔ پس جبرئیل نے میری طرف اشارہ کیا کہ پست کرو نفس اپنا یعنی بندگی اور فقیری اختیار کرو پس کہا میں نے کہ ہوں گا میں پیغمبر بندہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اس حال سے پیچھے پھر کبھی حضرت نے تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا اور فرماتے کہ میں کھانا کھاتا ہوں جیسے کہ بندے کھایا کرتے ہیں اور بیٹھتا ہوں جیسے کہ بندے بیٹھا کرتے ہیں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم کے کچھ دینار حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھے سو اس نے حضرتؐ پہ تقاضا کیا آپؐ نے فرمایا کہ اے یہودی اس وقت میرے پاس کچھ بھی نہیں کہ تجھ کو دوں یہودی نے کہا اے محمدؐ جب تک تو میرا قرض ادا نہ کرے گا میں تجھ سے جدا نہیں ہونے کا آپؐ نے فرمایا خیر میں تیرے پاس بیٹھا رہوں گا سو حضرتؐ اس کے پاس بیٹھے رہے پھر نماز پڑھی حضرتؐ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور صبح کی یعنی اتنی مدت تک اسی یہودی کے ساتھ رہے اور حضرتؐ کے یار اس یہودی کو جھڑکتے تھے حضرت کو اصحاب کی یہ حرکت پسند نہ آئی اصحابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلا ایک یہودی آپ کو روکے رکھے اور نکلنے نہ دے پھر حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو میرے پروردگار نے منع فرمایا ہے اس سے کہ ظلم کروں کسی پہ پھر جب صبح ہوئی اس یہودی نے کہا اشهد ان لا اله الا الله واشهد انک رسول الله یعنی میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ تحقیق نہیں بندگی کسی کی سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ بے شک تم اللہ کے بھیجے ہوئے ہو اور کہا کہ میرا

آدھا مال تصدق ہے راہِ خدا میں، سنتے ہو میں نے جو آپ سے یہ گستاخی کی ہے صرف اس واسطے کی ہے کہ دریافت کروں آپ کی تعریف جو توریت میں ہے اور وہ تعریف یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیٹا عبداللہ کا بیدائش اس کی مکہ میں اور اس کی ہجرت گاہ مدینہ منورہ اور ملک یعنی عظمت اور شوکت اس کی شام کے ملک میں۔ نہیں ہے محمدؐ بدزبان اور نہ سخت دل اور نہ چلاّنے والا بازاروں میں اور نہ وضع اختیار کرنے والا فحش کی اور نہ بے ہودہ بات کہنے والا اور پھر کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ یعنی بلاشبہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ تم اللہ کے رسول ہو اور کہا کہ یہ میرا مال[1] ہے بموجب حکم اللہ کے جہاں اس کا خرچ کرنا مناسب ہو وہاں خرچ کرو۔

اور حضرت ابن مسعودؓ صحابی روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بوریے پر سوئے ہوئے تھے جب اٹھے تو آپؐ کے بدن مبارک پہ بوریا چبھ کر نشان پڑ گیا تھا ابن مسعود نے عرض کیا یارسول اللہ کیا خوب ہوتا اگر آپ ہم کو فرماتے کہ ہم آپؐ کے لیے نرم فرش بچھا دیں اور اچھے کپڑے پہنا دیں حضرتؐ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا کام ہے مجھے دنیا سے اتنی غرض ہے جیسے کسی سوار نے ایک درخت کے نیچے کچھ آرام پکڑا اور سوار ہی کھڑا رہا پس چل دیا اور درخت کو چھوڑ گیا۔

اور حضرت ابوامامہ صحابی سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] اس شخص نے اوّل تو آدھا مال اللہ کی راہ میں قربان کیا اور بعد ایک لحظہ کے سارا ہی مال حاضر کیا اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت کی صحبت کی تاثیر سے یک لحظہ کے بعد نورِ ایمان اس کے دل میں زیادہ روشن ہو گیا۔

نے فرمایا کہ مجھ کو میرے پروردگار نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تیرے لیے بطحا[1] (مکہ)
کو سونا کر دوں پس میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں یہ نہیں چاہتا ہوں[2]
میں اتنی خواہش رکھتا ہوں کہ ایک روز شکم سیر ہوں اور ایک روز بھوکا رہوں پھر
جب بھوکا ہوں تیرے آگے عاجزی کر دوں اور تجھ کو یاد کروں اور جب شکم سیر
ہوں تیرا شکر ادا کروں اس مقام میں حضرت کے اخلاق میں سے بہت ہی تھوڑا بیان
ہوا ہے جس کو زیادہ دریافت کرنا ہو مدارج النبوۃ و شمائل ترمذی وغیرہ کتب
تواریخ اور حدیث سے دریافت کرے کہ حضرتؐ کے کیا نیک اخلاق تھے جیسے
کہا ہے شاعر نے ؎

فرد مجمع اوصاف تیری ذات ہے — آپ کی ہر بات کی کیا بات ہے

اور اسی واسطے فرمایا حق تعالیٰ نے وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑے خلق پر پیدا ہوا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہیں کہ حضرت کا خلق قرآن ہے یعنی جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ بالطبع
حضرت کے اخلاق ہیں سبحان اللہ ؎

فرد وصف کسیکہ قرآن است — خلق را وصف او چہ امکان است

---

[1] رود فراخ سنگریزہ ۔

[2] قربان جائیے حضرت کی دانائی پر کہ ایک دُعا میں کمال ایمان کا مانگ لیا یعنے ایک
روز بھوکا رہنا کہ صبر کریں اور ایک روز کھانا تاکہ شکر ادا کریں ۔ حدیث میں
آیا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے اور شکر آدھا ایمان تو صبر اور شکر میں سارا ایمان
حاصل ہوا ۔ اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم ۔

اور پیغمبروں سے پیچھے دین کی راہ بتانے والے پیغمبروں کے نائب ہوتے ہیں اگرچہ ان کا گناہوں سے بالکل پاک ہونا شرط نہیں لیکن پھر بھی ان کے افعال اور اخلاق بہت ہی نیک ہوتے ہیں اور اگر ان سے کوئی بڑا گناہ صادر ہو تو اللہ تعالیٰ جلد توبہ نصیب کرتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اس وقت سے آج تک جہان میں موجود رہے ہیں ان میں سب سے اوّل افضل[1] اور اشرف وہ لوگ ہیں کہ حضرت کے اہل بیت اور اصحاب ہیں جنھوں نے با ایمان حضرت کو دیکھا اور اُن سے اُتر کر تابعین ہیں کہ جنھوں نے با ایمان اصحابیوں کو اور اُن سے اُتر کر تبع تابعین ہیں جنھوں نے با ایمان تابعین کو دیکھا اور اُن سے اُتر کر اور علماء اولیاء صلحا ہیں کہ جن کی گنتی ہزاروں اور لاکھوں سے کم نہیں ۔

اور اُن نائبوں کے اخلاق اور افعال ایسے اچھے ہیں کہ جن کے بیان سے دل و جان کو لذت حاصل ہوتی ہے اور ان میں بہتوں کے ہاتھ سے خرق عادت بھی ظاہر ہوئے ہیں چنانچہ اس مقام میں یکے از ہزار و اندکے از بسیار بعضے اخلاق اور خرق عادات بعضے بزرگوں کے بیان ہوتے ہیں ۔ روضۃ الاحباب اور دوسری کتب تواریخ اور احادیث میں لکھا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ لشکر کا سامان کر رہے تھے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا آدھا مال حضرت کی خدمت میں لے آئے حضرت نے پوچھا گھر والوں کے واسطے کیا چھوڑ آیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول اور کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ ایک روز ایک غلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ کو دودھ لا کر پلایا پیچھے سے معلوم ہوا کہ وجہ حلال سے نہ تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] اتفاق ہے اہلسنت کا اس پر کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرؓ سب اصحاب سے افضل ہیں ۔

نے حلق میں انگلی ڈال کر قے کر دی۔ تمام دودھ نکال دیا اور کہا کہ بارِ خدایا جو کچھ میری رگوں میں باقی رہ گیا ہو اس سے تیری پناہ پکڑتا ہوں۔

اور صواعق محرقہ وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے دنوں میں ایک شخص کہ نام اس کا ساریہ تھا ایک لشکر کا سردار بنا کر کسی طرف کو روانہ کیا تھا اور وہ بزرگ ایک روز اپنی فوج کے ساتھ عجم کے ملک میں کافروں کے غلبہ سے بھاگ چلا تھا اور اس وقت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ممبر پر خطبہ فرما رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حال کشف سے معلوم ہوا خطبہ ہی کے درمیان فرمانے لگے کہ یا ساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو کر اپنے آپ کو قائم رکھ ساریہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز وہاں سے سُنی اور خبردار ہو گیا اور پہاڑ کو اپنی پشت پر لے کر مضبوط اور کافروں کو بھگا دیا۔

اور اس کتاب میں نقل کیا ہے کہ مصر میں دستور تھا کہ ایک کنواری لڑکی کو واسطے نذر بھینٹ دریائے نیل کے بناؤ سنگار کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا کرتے تھے تو دریا جاری ہوا کرتا تھا جب وہاں حکومت اسلام کی ہوئی حضرت عمرو بن[1] عاص رضی اللہ عنہ نے کہ حاکم اس شہر کے تھے اس رسم بد کو موقوف کرا دیا دریا بالکل خشک ہو رہا وہاں کے رہنے والوں نے جلاوطن ہونے کا ارادہ کیا حضرت عمرو بن عاص نے یہ سب حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں حضرت عمرو بن عاص کو خط لکھا کہ تم نے اس رسم کو موقوف کیا اچھا کیا اور ایک رقعہ چھوٹا سا لکھ کر اس خط میں ملفوف

---

[1] واوٗ زائد بعد لفظ عمر بالفتح برائے آں نویسند تا فرق کند درمیان لفظ عمر بالعلم۔

کر کے لکھا کہ اس رقعہ کو دریائے نیل میں ڈال دینا اور مضمون اس رقعہ کا یہ تھا کہ رقعہ اللہ کے بندے امیر المومنین عمرؓ کا دریائے نیل کی طرف اما بعد اگر تو اپنے آپ سے جاری تھا تو اب جاری نہیں ہونے کا اور اگر تجھ کو اللہ جاری کرتا تھا تو میں مانگتا ہوں اللہ واحد قہار سے کہ تجھ کو جاری کر دے عمرو بن عاص نے اس رقعہ کو دریا میں ڈالا اللہ تعالےٰ نے دریائے نیل کو جاری کر دیا تب سے وہ رسم بد اس شہر سے موقوف ہوئی۔

اور کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر کھڑے ہو کے اس قدر روئے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو گئی رفیقوں نے پوچھا کہ آپ کبھی بہشت دوزخ کے ڈر سے اتنا نہیں روئے جتنا آج روئے ہیں اس کا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ پہلی منزل عاقبت کی قبر ہے جس کو اس میں آرام رہا باقی منزلیں اس پر آسان ہوئیں اور جس کو اس میں تکلیف رہی باقی منزلیں تکلیف سے گزریں تو پہلی منزل میں سب منزلوں کا غم ہوتا ہے۔

اور لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چاشت کے وقت اکثر اوقات مسجد نبویؐ میں زمین پر سوتے ۔جب اُٹھتے تو سنگریزوں کے نشان آپ کے بدن پر پڑ جاتے۔

اور حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ بوستان میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک گلی میں نادانستہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں ایک کنگال کے پاؤں پر آگیا اس نے خفا ہو کر کہا کہ تو اندھا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اندھا تو نہیں مگر بھول گیا ہوں تو مجھ کو معاف کر دے۔

اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب فرمایا اُس مجلس میں سے ایک شخص نے کہا کہ
یہ مسئلہ یوں نہیں ہے جس طرح آپ فرماتے ہیں آپ نے فرمایا جو تجھے اچھا معلوم ہے
کہہ دے اس شخص نے خوب مسئلہ بیان کیا کہ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ میں بھول گیا تھا
یہ سچ کہتا ہے۔

اور صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت ضرارؓ بن حمزہ سے کہا
کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وصف مجھ سے بیان کرو۔ حضرت ضرار نے اوّل اس بات
سے عذر کیا جب حضرت معاویہؓ نے قسم دی تو یوں بیان کرنے لگے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
بڑے بزرگ اور متقی تھے بڑی قوت والے تھے قول ان کا افضل تھا حاکم اور عادل
تھے علم اُن کے اطراف سے رواں تھا بات ان کی حکمت کی تھی دنیا اور اس کی زینتوں
سے بیزار تھے اُن کی آنکھوں سے بہت آنسو جاری رہتے تھے تدبر اور تفکر کیا کرتے
تھے روکھی سوکھی روٹی اور موٹے کپڑے پر قناعت کرتے تھے اپنے آپ کو ایک ادنیٰ
آدمی سمجھتے تھے جو کچھ ہم پوچھتے اُس کا جواب دیتے اگر ہم ان کو بلاتے تو اجابت
کرتے اہل دین کی تعظیم کرتے مسکینوں سے قرب رکھتے قول باطل کے تابع نہ ہوتے
کوئی ناتواں اُن کے عدل سے نا اُمید نہ ہوتا اور میں نے اُن کو اندھیری رات میں تنہا
دیکھا ہے کہ اپنا ہاتھ ڈاڑھی میں ملتے تھے اور غم سے روتے تھے اور فرماتے تھے
کہ اے دنیا میں تجھ پر نہ بھولوں گا تیرا فریب نہ کھاؤں گا یہ فریب اوروں کو دے
تو مجھ سے شوق رکھتی ہے اور میں تجھ سے بیزار ہوں کہاں ہو سکتا ہے کہ میں تجھ سے
محبت رکھوں میری محبت ہونی تجھ سے بعید ہے میں نے تجھ کو تین طلاقیں بائن دیں
کہ پھر رجوع نہ کروں گا عمر تیری چھوٹی ہے اور خوف تیرا بہت ہے ہائے ہائے توشہ
کم اور سفر دراز اور راہ کا خوف یہ باتیں سُن کر حضرت معاویہؓ رو پڑے اور کہنے لگے
خدا تعالیٰ ابوالحسن[۱] پر رحمت کرے کہ واللہ ایسے ہی تھے اور جو تم نے کہا سچ ہے۔

---

[۱] ابوالحسن کنیت حضرت علی سے یعنے یہ امام حسن رضی اللہ عنہ۔

اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے اس سے کہ اپنے پروردگار سے ملوں ایسے حال میں کہ اپنے پروردگار کے گھر کی طرف پاپیادہ نہ گیا ہوں اس واسطے حضرت ممدوح نے پچیس حج پاپیادہ ہو کر کیے حالانکہ سواریاں آپ کے ساتھ چلتی تھیں اور اسی کتاب میں ابونعیم سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے دوبار اپنا سارا ہی مال اللہ کے نام پر دے دیا اور تین مرتبہ اپنا آدھا مال اللہ کے نام پر بانٹ دیا مثلاً اگر دو جوتیاں یا دو موزے ہوتے تو ایک اللہ کے نام پر دے دیتے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک بڑھیا نے حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی ضیافت کی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ہزار دینار سونے کے اور ہزار بکرے اس بڑھیا کو بخشے اور اتنا ہی انعام حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کو دیا اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ہزار دینار اور دو ہزار بکریاں اس کو بخشیں۔

در حضرت ابن حجر مکی شفعویؒ اپنی کتاب قلائد العقیان فی مناقب الامام ابی حنیفہ النعمان میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسعرؒ نے کہا کہ حضرت ابوحنیفہؒ جب کبھی اپنے بال بچوں کے لیے کچھ کھانا یا کپڑا خریدتے تو پہلے اس سے اسی قدر علماء کو بھی دیتے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ حسن ابن زیاد نے کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی امیروں اور بادشاہوں کا ہدیہ قبول نہیں کیا اور ایک دفعہ حضرت امام نے کچھ کپڑا واسطے بیچنے کے اپنی تجارت کے شریک پاس بھیجا اس میں ایک تھان عیب دار تھا آپ نے کہلا بھیجا کہ خریدار سے اس تھان کا عیب ظاہر کر کے بیچیو تقدیر الٰہی سے وہ شخص اس تھان کا عیب بیان کرنا بھول گیا اور سب اسباب بیچ دیا جب حضرت امام کو اس حال کی خبر ہوئی اس کی قیمت کو اپنے خرچ میں لانا گوارا نہ رکھا قیمت اور نفع اس کا سب کہ بقدر بیس ہزار درم کے تھا محتاجوں کو

دے دیا اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس[1] برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور اکثر راتوں میں ایسا اتفاق ہوتا کہ ایک رکعت نماز میں سارا قرآن شریف ختم کرتے اور اس میں اس قدر رقت ہوتی کہ اُن کے رونے کی آواز ہمسایہ سُن کر ان کے حال پر ترس کھاتے اور یہ بھی روایت ہے کہ جس جگہ میں امام مرحوم کی وفات ہوئی آپ نے اس جگہ میں سات ہزار قرآن شریف ختم کیے تھے اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ حضرت قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی والدہ شریفہ فاطمہ بیٹی ابو عبداللہ کی فرماتی ہیں کہ جب سے میرا بیٹا عبدالقادر پیدا ہوا ہے اس نے رمضان شریف کے دنوں میں دُودھ نہیں پیا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رمضان کا چاند بادل کے سبب سے دکھائی نہیں دیا تھا لوگوں نے حضرت محبوب سبحانی کی ماں سے رمضان کے چاند کا حال پوچھا انہوں نے فرمایا کہ آج عبدالقادرؒ نے فرمایا کہ لڑکپن میں عرفہ کے دن میں گائے چرانے جنگل میں گیا اُس گائے نے میری طرف منہ کر کے کہا اے عبدالقادر خدا تعالیٰ نے تجھے اس کام کے واسطے نہیں بنایا اور اس کام کا حکم نہیں دیا میں یہ سُن کر ڈرا اور پلٹ کر اپنے گھر کے کوٹھے پر چڑھ گیا دیکھتا ہوں کہ حاجی عرفات میں مجھ کو نظر آتے ہیں۔ میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے چھوڑ ا اور اجازت دے کہ بغداد میں جا کر علم پڑھوں اور نیکوں کی زیارت کروں ماں نے اس کا سبب پوچھا میں نے احوال ظاہر کیا ماں روئی اور چالیس دینار میرے خرچ کے لیے میرے جامے میں سی دیے اور مجھ کو رخصت کیا اور مجھ سے عہد لیا کہ جھوٹ کبھی مت بولیو

---

[1] اس روایت کی نسبت امام صاحب کی طرف درست نہیں ہے کیونکہ یہ خلاف فطرت ہے۔

میں قافلہ سے مل کر بغداد کو چلا راہ میں ساٹھ سواروں کا ڈاکہ قافلہ پر پڑا۔ ایک ایک سوار نے مجھ سے پوچھا اے فقیر تجھ پاس کیا ہے میں نے کہا چالیس دینار بولا کہاں ہیں کہا میرے جامے میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں وہ سمجھا کہ مجھ سے مسخری کرتا ہے چلا گیا دوسرے نے اسی طور پوچھا میں نے سچ سچ کہہ دیا ان دونوں سواروں نے میرا حال اپنے امیر سے ظاہر کیا امیر نے مجھ کو بلا کر اسی طرح پوچھا میں نے وہی جواب دیا پھر میرا جامہ پھاڑ کر دیکھا جو میں نے کہا تھا وہی پایا مجھ سے اس سچ بولنے کا سبب پوچھا میں نے کہا میری ماں نے مجھ سے سچ بولنے کا عہد لیا ہے میں اپنے عہد میں خیانت نہیں کرتا یہ سُن کر قزاقوں کا سردار رونے لگا اور کہا کہ میں کئی برس سے اپنے پروردگار کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں اور اس سردار نے میرے ہاتھ پر رہزنی اور قزاقی سے توبہ کی اور اس کے سب ساتھ والوں نے بھی میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اور کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ حضرت اویس قرنیؒ ایسے زاہد تھے کہ گلیوں میں سے کھجور کی گٹھلیاں اُٹھا کر اپنی غذا کرتے اور چھوٹی چھوٹی دھجیاں گری پڑی اُٹھا کر پاک کر کے اپنے کپڑے بنا لیتے۔

۱ اور کتاب محبوب الابرار میں لکھا ہے کہ حضرت بابا فرید شکر گنج قدس اللہ سرہٗ العزیز چالیس رات تک ایک کنوئے میں اُلٹے ہو کر لٹکے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر لٹکتے فجر کی نماز سے پہلے باہر آ جاتے۔ اور میں نے کسی سے سُنا ہے کہ سبب اس کا یہ تھا کہ ایک رات آپ تہجد کے وقت سوتے رہ گئے اور اس روز کی نماز وتر قضا ہو گئی آپ نے اپنے نفس کو سُستی کی یہ سزا دی۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت بابا فریدؒ کری کے درختوں کے نیچے عبادت کیا کرتے اور غذا آپ کی کری کا پھل تھا جس کو ڈیلا کہتے ہیں اور یہ بھی پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے اور اسی کتاب میں لکھا ہے

کہ حضرت بوعلی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جب جذبہ کی حالت میں آ گئے تو اس بے ہوشی میں آپ کی مونچھیں اندازہ شرعی سے زیادہ ہوگئی تھیں۔ حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن آپ کی ڈاڑھی پکڑ کر مونچھیں کتر ڈالیں۔ حضرت بوعلی صاحب اپنی ڈاڑھی کو چوما کرتے اور فرماتے کہ یہ میری ڈاڑھی شرع شریف کی راہ میں پکڑی گئی ہے۔

اور سُنا گیا ہے کہ ایک شخص جے پور کے راجہ کا سے پالک بھاگ کر دلی میں مولانا شاہ عبدالعزیز رح کی خدمت میں پہنچا اور کہنے لگا کہ ہمیشہ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک تجلہ مجھ کو نظر آتا ہے مولانا نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ تخت بہشت کا ہے تو مسلمان ہو تو یہ تخت تجھ کو نصیب ہووے وہ شخص اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوا۔

اور سُنا ہے کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی رح کہ جناب حضرت سید احمدؒ کی رفاقت میں کافروں سے جہاد کر رہے تھے باوجودیکہ مولانا ممدوح وزیر اعظم سید صاحب کے تھے بعضے وقت اپنے گھوڑے کے لیے آپ جنگل سے گھاس لایا کرتے تھے اور کبھی لشکر کے اونٹوں کے شیشے اپنے ہاتھ سے بندھواتے اور کبھی لنگر کی بھٹیوں میں اپنے ہاتھ سے لکڑیاں چیر کر ڈالتے مولانا ممدوح بہت ہی بے تکلف رہتے اور اور ایسا ہی حال جناب سید احمد صاحبؒ کا تھا اور ایک روز مولانا قطب الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ایک دفعہ جناب مولانا عبدالحیٔ صاحب مرحوم کشتی میں سوار تھے اور اُن کی بیوی اُس کشتی کی بیچ گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھیں جب نماز کا وقت آیا مولانا ممدوح نے نماز پڑھی اور بیوی سے کہا تم بھی نماز پڑھو بیوی صاحب نے کہا میں نے بھی گاڑی میں جس طرح مجھ سے ہوسکی نماز پڑھ لی ہے مولوی صاحب نے فرمایا یوں نہیں ہے بلکہ گاڑی سے اُتر کر کھڑے ہو کر پڑھو تب بیوی صاحب نے اپنا سر مُنہ ڈھانپ کر گاڑی سے اُتر کر کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ مولوی صاحب نے لوگوں

کی تعلیم کے لیے باآواز بلند فرمایا کہ لوگو دیکھو عبدالحیٔ کی بیوی نماز پڑھ رہی ہے۔ یعنی تمہاری بیویوں کو بھی ایسا ہی چاہیے کہ سفر میں اس طور پر نماز ادا کریں نہ یہ کہ بے موقع شرم و غیرت کرکے اللہ کے فرض میں قصور کریں۔

ہندو مت اور ہندوؤں کے دین کے پیشوا بھی بہت ہوئے ہیں پر اُن کے افعال اور اخلاق عجب طرح کے ہیں کہ جن سے عقل حیران ہے بڑا پیشوا ان کے دین کا برہما ہے اور اُس کو رسولِ خدا بلکہ خدا جانتے ہیں اور لقول ان کے چاروں بید برہما کے چاروں منہ سے نکلے ہیں اور بید کو کلام الٰہی جانتے ہیں چنانچہ برہما اُن کے سب پیشواؤں کا پیشوا ہے۔

مہابھارت کے آدپرب میں لکھا ہے کہ برہما سارے دیوتاؤں کا اُستاد ہے اور مہادیو بھی اُس سے پیدا ہوا۔

اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ مہادیو برہما کی دونوں ابرو سے پیدا ہوا چنانچہ اس کی نسبت ان کی کئی تواریخوں میں لکھا ہے کہ پہلے برہما نے سارستی اپنی بیٹی بنائی اور کام دیو یعنی شہوت جماع کو بھی بنایا۔ کام دیو نے برہما سے یہ بر یعنی بخشش چاہی کہ وہ جس کے دل میں جا گھسے اس کی عقل ماری جاوے برہما نے اسے یہی بر دیدی یا کام دیو برہما ہی کے دل میں جا گھسا برہما کی عقل رخصت اور شہوت غالب ہوئی اپنی بیٹی سے قصد جماع کا کیا سارستی بسبب شرم و حیا کے ایک طرف کو پھر گئی اُس طرف برہما کی صورت میں ایک اور منہ ظاہر ہوگیا سارستی کو اس منہ سے گھورنے لگا سارستی پیچھے کو ہوگئی اس طرف بھی ایک اور منہ برہما کے ظاہر ہوگیا اور نظر بد کرنے لگا سارستی دوسری طرف کو ہوگئی یہی حال اس طرف ہوا، چنانچہ برہما کے چار منہ اسی وقت سے ہیں اسی واسطے برہما کو چترمکھ کہتے ہیں۔ القصہ سارستی نے دیکھا کہ برہما پیچھا نہیں چھوڑتا وہاں سے بھاگ چلی برہما اُس کے پیچھے دوڑا سارستی زمین میں غائب ہو

کر بھاگنے لگی جب باہر نکل کر دوڑی برہما بھی اس کے پیچھے بھاگا گیا غرض اسی طرح سارستی کبھی ظاہر کبھی غائب ہو کر اس کے ہاتھ سے بھاگی پر اس جوانمرد نے پیچھا نہ چھوڑا۔ مصرعہ

آفریں باد بریں ہمتِ مردانہ او

جب دیوتاؤں میں اس بات کے چرچے ہوئے مہادیو نے اس گناہ کے بدلہ برہما کا ایک سر اوپر کاٹ دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس گناہ کی شامت سے برہما کی پوجا موقوف ہوئی اور دیوتے پوجے جاتے ہیں۔ نہ برہما اور بعضے کہتے ہیں کہ اس گناہ کی شامت سے برہما کی پوجا موقوف ہوئی اور دیوتے پوجے جاتے ہیں۔ نہ برہما اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ برہما نے پاربتی مہادیو کی بیوی سے آشنائی کی تھی اس واسطے مہادیو نے اس کاٹ دیا اور کہتے ہیں کہ اس سارستی نے ندی کی صورت پر ظہور کیا ہے کہ کھنیری[1] کی زمین میں تھانیسر کے نیچے کہیں ظاہر اور کہیں زمین میں غائب چلتی ہے سو اب تک اس بات کا یہ نشان موجود ہے۔

اور متیہ پوران میں لکھا ہے کہ برہما نے اپنی بیٹی کو اپنی جورو بنا کر دیوتاؤں کی سو برس تک رکھا پھر اس کو اپنے بیٹے سویم سے بیاہ دیا۔

اور بامن پوران میں لکھا ہے کہ برہما نے مہادیو[2] کے ذکر کی درازی کی انتہا نہ پائی اور جھوٹوں کہہ دیا کہ میں نے مہادیو کے لنگ کی مقدار دریافت کر لی ہے اس جھوٹ کی شامت سے اس کی پوجا جہان سے موقوف ہوئی۔

اور ان کی بعض تواریخ سے برہما کا شراب پینا بھی معلوم ہوتا ہے اور عقل مند الیا تھا۔ کہ ایک بار شب کے وقت آلت کو نا پینے لگا چنانچہ پہلی فصل میں مذکور ہوا اور

---

[1] معروف بہ کلپھر، و صحیح کرکھنیر کاف و ہائے خفی و کسر بین منقوطہ و یائے مجہول و فتح تائے مثناۃ فوقانی و سکون ہاء [2] اس قصہ کا ذکر پہلے فصل میں ہو چکا ہے۔

جب اس کا انتہا نہ پایا تو برہما نے جان لیا کہ یہی میرا مالک اور خالق ہے اور اسی کی عبادت شروع کی۔

نتیجہ: واہ واہ خالق اور مالک کی پہچان ایسی ہی چاہیے اور دین کا پیشوا ایسا ہی عقل مند اور فہیم چاہیے جیسا کہ برہما ہے جس کو زیادہ احوال برہما کا دریافت کرنا ہو مہا بھارت اور لنگ پوران اور بایو پوران وغیرہ تاریخوں میں دیکھے غرض ہندوؤں کے دین سے بخوبی ثابت ہے کہ برہما فسق و فجور سے پاک نہ تھا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ اپنی بیٹی سے جماع کیا پھر ایسے نفسانی اور فاسق اور بے حیا کی متابعت کرنے سے کیا حاصل ہے فاسق اور جھوٹا اس لائق نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہو اور جھوٹے اور فاسق کی زبان پر اعتماد کرنا جاہلوں کا کام ہے بلکہ جاہل بھی نہیں کرتے اس مقام پر بعضے ہندو جواب دیا کرتے ہیں کہ برہما سامرتھی[۱] تھے یعنی مقدوروالا تھا اور سامرتھی کو گناہ ضرر نہیں کرتا سو اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص شہوت کا مغلوب ہو کر بے عقل ہو جائے وہ سامرتھی کہاں رہا اور اگر برہما کو گناہ نے ضرر نہ کیا تھا تو مہادیو نے اس کا سر کیوں کاٹ ڈالا اور گناہ کی شامت سے اس کی پوجا جہان سے کیوں اٹھ گئی اور بالفرض اگر سامرتھی کو گناہ ضرر نہ کرے جب بھی ضرور ہے کہ اللہ کا رسول گناہ سے پاک ہو کیونکہ فاسق کی نصیحت لوگوں کو فائدہ نہیں کرتی یعنی جو شخص آپ بُرے کام کرے اور دوسروں کو اس سے منع کرے لوگ اس سے مسخری کریں گے اور کہیں گے کہ اگر یہ کام بُرے ہیں تو آپ کیوں کرتا ہے اور اس کی یہ مثال ہے جیسے کوئی شخص حلوہ کھا رہا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے تم مت کھاؤ لوگ اس کے کہنے کا یقین نہ کریں گے اور کہیں گے کہ اگر زہر ملا ہوا ہوتا تو آپ کیوں

---

[۱] سامرتھ بسین مہملہ و سکون تائے مثناۃ فوقانی و ہائے مخفی بمعنی مقدور و توفیق و چوں مائے نسبت بدو ملحق شد معنی والے اہل مقدور و توفیق شد۔

کھانا اور بعضے ہندو یہ جواب دیا کرتے ہیں کہ برہما سے یہ حرکت اس واسطے ہوئی کہ لوگوں پر ظاہر ہو کہ پرمیشر[1] کی بھاوی یعنی خدا کی خواہش ایسی غالب ہے کہ برہما سے بھی نہ ٹلی یعنی خدا کے ارادے میں یوں ہی تھا کہ برہما سے یہ حرکت ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ ارادہ الٰہی کا ظاہر ہونا کچھ اسی بات پر موقوف نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ایسے گناہ سے بدنام ہو جس میں تمام ہدایت کا کارخانہ بگڑے بلکہ جو اور کسی کا حادثہ اور مصیبت برہما پر پڑ جاتا ارادہ الٰہی کا غالب ہوتا اُس سے بھی خوب ظاہر ہو جاتا اور اللہ کے ارادہ کا غالب ہونا تو عقل والوں کے نزدیک ہر طرح ثابت ہے اور یہ بات عقل سلیم کے نزدیک ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کا رسول فاسق اور نفسانی ہو اور ایک پنڈت نے

---

[1] : پیشر بفتح یائی فارسی وسکون را وکسرہ میم و یائے مجہول وضم شین معجمہ وسکون را امیگویند دایں لفظ دراصل پرم الیشر است پرم یعنی غایت ونہایت الیشر بکسر ہمزہ و یائے معروف بمعنی خداوند ہمزہ ساقط شدہ وکسرہ اش بمیم دادند ویائے معروف را یائے مجہول خواندند پرمیشر شد ومعنی او خداوند کلاں است ۔ ف اندرمن کہتا ہے کہ حوا آدم کی دختر تھی (جواب) کوئی اہل اسلام اس بات کا قائل نہیں بلکہ یوں کہتے ہیں کہ آدم کی پسلی سے کچھ اجزا لے کر بنائے گئے ہیں اور بجائے اس کے گوشت بھر دیا تو یہ ہندوؤں کا قاعدہ ہے کہ بدوں پیدا ہونے کے نطفہ سے بعد انقطاع پوست یا استخوان کسی جاندار کے کوئی چیز اس کی بنائی جائے تو وہ اس کی اولاد ہوتی ہے یوں تو بقول ہندوؤں کے دروپدی کو آگ میں جلا کر اس کی راکھ سے دوسری دروپدی بنائی جاتی تھی تو دوسری دروپدی پہلی دروپدی کی بیٹی ہوئی بلکہ دروپدی پانچوں پانڈوں کی بیٹی ہوئی اور شیو پران او کنڈ ادھیائی صہ ۱۶-۵۱ میں مرقوم ہے ایسی سکت سداشیو کے جسم سے علیحدہ ہو کر باطلعت نورانی آفتاب کی مانند طلوع فرمایا یہ سداشیوا کے دسکیت لیش اور برہما کی اور سبب سے تینوں جہان کے سب کے مالک اور سداشیو کی زوجہ الخ پس بقول اندرمن کے سداشکست سداشیو کی زوجہ اور بیٹی ہوئی۔

ایک روز اس بات کا یہ جواب دیا کہ ظاہر بیں لوگوں کی نظر میں معلوم ہوتا ہے کہ برہما نے یہ حرکت کی ورنہ حقیقت میں یہ کام برہما سے سرزد نہیں ہوا سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر فاسق اور زناکار کہہ سکتا ہے کہ میں نے یہ گناہ نہیں کیا تمہاری نظر میں غلطی پڑی ہے اور بالفرض اگر حقیقت میں برہما نے یہ گناہ نہ کیا تو مہادیو نے اس کا سر کیوں کاٹا اور اگر یہ کہو کہ مہادیو نے بھی سر نہیں کاٹا یہ بھی نظروں کی غلطی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمہاری پوتھیوں کی غلطی ہے جس میں سراسر غلط اور جھوٹ بھرا ہوا ہے تو اس سے تمہارا دین ہی غلط ٹھہرا اور جو دین غلط ہوا اس سے نجات کی امید رکھنی محض غلط ہے۔

حکایت جن دنوں میں اپنا اسلام مخفی رکھتا تھا ایک روز میں نے دیوان چند برہمن سے پوچھا کہ مصر جیو بھلا اگر کوئی شخص راجہ سے ملاقات حاصل کیا چاہے تو آیا کسی امیر وزیر معتبر کے ذریعہ سے یا فلانے فلانے بدکاروں کے وسیلے سے ملے کہنے لگے کہ بھلا مہاراج ایسے لچوں کو راجہ کے دربار میں کون پوچھتا ہے میں نے کہا کہ جب ان راجوں کے دربار میں لچوں کے وسیلے سے ہرگز رسائی نہ ہوگی بولا کہ ہاں سچ ہے پھر میں نے کہا کہ تم ایسے شخص کے پیچھے کیوں لگے کہ بقول تمہارے ایسا لچا ہے کہ اپنی بیٹی سے قصد جماع کیا یعنے وہ برہما ہے پس اس نے اس بات کا یہی جواب دیا کہ مہاراج ہم تم کو ایک بات کہتے ہیں ہمارا کہنا مانو جو کچھ تمہارے من میں ہے دل ہی میں رکھو اس طرح ظاہر مت کہا کرو۔ انتہیٰ

برھما کے علاوہ : اور برہما سے اُتر کر اور لوگ ان کے دین کی راہ بتلانے والے ہیں چنانچہ اُن کا حال بھی ایسا ہی ہے کسی نے اپنی بیٹی سے زنا کیا کسی نے بیگانی عورتوں سے بُرا کام کیا کسی نے دغا بازی اور فریب کیا اور کسی نے کچھ اور

ہوئی ان سب بُری صفتوں سے موصوف ہوا ۔ چنانچہ بھاگوت[1] وغیرہ ان کی
کتابوں میں کشن کا یہ حال لکھا ہے کہ رات دن برج کی عورتوں کے ساتھ مشغول
رہتا تھا مسخری کرتا بنسری بجا کر اُن کو سُناتا ۔ ایک دفعہ کئی عورتیں نہاتی تھیں
ان کے کپڑے اُٹھا کر کدم کے درخت پر چڑھ گیا ۔ تاکہ ان کا بدن ننگا دیکھے ۔
اور اس نے رادھا نام بیگانہ عورت کہ جس کا خاوند جیتا تھا آشنائی لگا کر
اس کو اپنی بیوی بنایا غرض اس کے فسق و فجور کی باتیں ہندو لوگ اپنی تصنیفات دوہرہ
سورٹھ خیال ۔ ٹپا چھند چھُپا دھرپت ۔ گیت میں گاتے بجاتے ہیں بلکہ بعضے وقت کشن
اور اس کی بیویوں کے سانگ بنا کر ان کو اپنے سامنے نچاتے ہیں اس کا نام راس لیلا
ہے اور کہتے ہیں کہ پراسر رکھ سفر کو چلا بیوی سے عہد کر گیا کہ جب تجھے حیض آ کر
فراغت ہوگی اپنا نطفہ تیرے پاس بھیجوں گا ۔ پھر اُس نے اپنی منی نکال کر ایک درخت
کے پتے میں لپیٹ کر ایک شکرے کے ہاتھ میں اپنی بیوی کے پاس بھیجی راہ میں
ایک دریا پر اس شکرے سے ایک اور شکرا لڑنے لگا اس کشاکش میں وہ نطفہ
پراسر کا دریا میں گر پڑا اس کو ایک مچھلی نگل کر حاملہ ہوگئی اس سے ایک لڑکی پیدا
ہوگئی جس کا نام مچھودری ہے وہ لڑکی ایک ملاح نے اپنی بیٹی کر کے رکھی اتفاقاً
اسی دریا پر ایک دفعہ پراسر رکھ آیا مچھودری اس کو دریا سے پار کرنے لگی پراسر اس

---

[1] بھاگوت کے باب اوّل میں ہے کہ جب عورتوں نے کپڑے مانگے فرمایا جب
تک برہنہ ہو کر میرے پاس نہ آؤ گی کپڑے نہ دوں گا عورتیں آگے پیچھے شرمگاہوں پہ
ہاتھ رکھ کر حاضر ہوئیں فرمایا دونوں ہاتھ جوڑ کر آؤ تب کپڑے پاؤ، ناچار اُنھوں نے
حسب الارشاد ایسا ہی کیا انتہیٰ ۔ اندرمن کہتا ہے کہ پانی میں ننگا ہونا نہایت منع ہے
یہ اس کی تنبیہ ہوئی تھی سو جواب یہ ہے کہ اچھی تنبیہ بے حیائی کی ہے اور میدان میں برہنہ
ہونا تو اس سے بھی زیادہ بے حیائی ہے خصوصاً جب کہ شرمگاہوں کو بھی نہ چھپاویں
یہ اندرمن کا عذر بدتر از گناہ ہے (سوط الجبار باب ثانی صفحہ ۶)

پر عاشق ہوا بُرے کام کا قصد کیا مچھو دری سے کہا میرے بدن سے مچھلی کی بدبو آتی ہے پراسر کی دُعا سے وہ بدبو خوشبو بن گئی مچھو دری نے کہا میرے باپ اور ماں دیکھتے ہیں اور سورج دیکھتا ہے چونکہ جناب پراسر صاحب کو شہوت غالب ہوئی تھی دُعا کی اور اندھیرا ہو گیا کہ کسی کو کچھ نہ سوجھے اس وقت شوق سے مچھودری کے ساتھ کہ حقیقت میں اُنہیں کی صاحبزادی تھی جماع کیا اور مہابھارت میں یوں لکھا ہے کہ یہ لڑکی راجہ اپرچر کے نطفہ سے پیدا ہوئی تھی جس سے پراسر نے زنا کیا چنانچہ یہ قصہ دوسری فصل میں مذکور ہے الغرض اس زنا سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بیاس ہے چنانچہ بہت سی کتابیں تواریخ وغیرہ کی خصوصًا بید انت شاستر کہ جس کو سارے شاستروں سے افضل جانتے ہیں اس کی تصنیف ہیں اور ویدوں کو کہتے ہیں کہ اسی نے چار حصہ کیا ہے اس واسطے اس کو بید بیاس کہتے ہیں سو بیاس بھی اُن کا بڑا پیشوا ہے سو اُس نے راجہ پانڈ کی جورو سے زنا کیا چنانچہ دُوسری فصل میں بیان ہو چکا ہے۔

اور روایت ہے کہ بسوامتر نے ہزارہا برس عبادت کی ایک روز اندر کی رنڈی پہ عاشق ہو کر اس سے خراب ہو کر اپنی ساری عبادت برباد کی اور گناہ کی شامت سے مخذوم ہوا۔ آخر کتا بن کر اس کے پیچھے پیچھے ہو کر سرگ (بہشت) میں گیا۔ غرض ہندوؤں کے دین کے رہنماؤں کا حال اُن کے شاستروں سے ایسا ہی نکلتا ہے جس کو زیادہ دیکھنا ہو مہابھارت اور پدم پوران وغیرہ کی سیر کرے اس مقام میں زیادہ بیان ایسی فحش باتوں کا کیا کروں اب ہندوؤں کو مناسب بلکہ فرض ہے کہ ان لوگوں کی پیروی کو چھوڑیں کہ ایسے لوگ لائق پیغمبری اور رہنمائی کے نہیں ہوتے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کے پیغمبر ہیں اُن کے اور ان کے نائبوں کے اخلاق اور افعال کی طرف غور کریں اور اپنے بزرگوں کے اخلاق اور افعال کو مطالعہ کریں اور انصاف فرما دیں کہ کس کی متابعت سے اللہ کے ملنے کی اُمید ہوتی ہے

ہم یہ بات ہندوؤں کی خیر خواہی کے لیے کہتے ہیں حق تعالیٰ ان کو ہدایت کرے

فصل ۵

قیامت کے بیان میں

مُسلم : ہم یقین رکھتے ہیں اس پر کہ ایک دن اس جہان کا کارخانہ بگڑ جاوے
جو کچھ نظر آتا ہے سب فنا ہوگا کچھ نہ رہے گا پھر حق تعالیٰ ہر کسی کو زندہ کرے گا
ہر کسی کو اچھے برے کاموں کا حساب لے کر آپ انصاف اور عدل کرے گا۔
ظالموں سے مظلوموں کا حق دلایا جاوے گا بعد ہونے انصاف کے اچھے لوگ
جنہوں نے پیغمبروں کا حکم قبول کیا ہے اور گناہوں سے بچتے رہے یا گناہ سے
توبہ کرلی ہے اور اُن کے ساتھ مرے ہیں بہشت میں داخل ہوں گے پھر کبھی نہ نکالے جائیں
گے اور نہ مریں گے اور برے لوگ جنہوں نے پیغمبروں کا حکم قبول نہیں کیا ہمیشہ دوزخ
میں رہیں گے کبھی نہ نکالے جائیں گے نہ مریں گے نہ عذاب کم ہوگا اور جنہوں نے
پیغمبروں کا حکم قبول نہ کیا لیکن نفس کی شامت سے گناہ کر کے بدون توبہ مر گئے کچھ
وقت موافق گناہ کے دوزخ میں سزا پا کر بہشت میں داخل ہوں گے بعضوں کو
اللہ سزا نہ دے گا بخش دے گا لیکن جو کسی نے بندوں کے حقوق تلف کیے ہیں
جیسے چوری۔ قزاقی مار پیٹ گالی، غیبت، بے عزتی رشوت خوری وغیرہ ایسے
گناہ بدوں راضی ہونے صاحب حق کے بخشے نہ جاویں گے اور اس دن بموجب حکم
الٰہی کے اچھے لوگ گنہگار مسلمانوں کی سفارش کریں گے حق تعالےٰ قبول کرے گا
اور سوائے کفر کے جس گناہ کو اللہ چاہے گا بخش دے گا اور بہشت میں بہت
آرام کی چیزیں ہیں اچھی اچھی نعمتیں کھانے پینے کی عمدہ لباس ستھرے مکان یار
و آشنا خویش و قرابتی میاں بیوی جو کہ اہل ایمان ہیں سب کی آپس میں ملاقات اور

ہمیشہ کی زندگی اسی آرام میں اور دوزخ میں سراسر تکلیف اور عذاب ہے آگ سانپ
بچھو۔گرم پانی جیسے پگھلا ہوا تانبہ، کانٹے۔بدبو۔طوق۔زنجیر۔مار پیٹ۔
فرشتوں کی جھڑکی وغیرہ اللہ پناہ دے اور مفصل احوال قیامت اور بہشت
اور دوزخ اور عذاب و ثواب و قہر کا بڑی کتابوں میں مندرج ہے۔ انتہیٰ
ہنود اور ہندوؤں کے دین میں یوں ہے کہ جس وقت کوئی گنہگار مرتا ہے تو جمراج
جس کو دھرم راے بھی کہا کرتے ہیں اس کے سپاہی گنہگار کی رُوح کو جمراج کے
پاس لے جاتے ہیں۔جمراج اُس کے عملوں کا حساب لیتا ہے پھر وہ جس سزا
کے لائق ہوتا ہے اس کو ویسا ہی جسم اور ملتا ہے اس جسم میں اپنے اعمال کی سزا
پاکر اس جسم سے نکل کر پھر کسی اور جسم میں داخل ہوتا ہے اسی طرح سے ہزارہا جنم لیتا ہے
اور حسب اعمال کے ہر طرح کے حیوان کے جنم لیتا ہے یہاں تک کہ مکھی اور بھڑ اور سؤر
اور کتّا وغیرہ حیوانات بلکہ کبھی درخت بھی ہو جاتا ہے اور بعضے ہندو کہتے ہیں کہ
پتھر بھی ہو جاتا ہے اور بہت سے جنم[1] لے کر اور اپنے عملوں کی سزا پاکر جب گناہوں
سے صاف ہو جاتا ہے تب اس کی مکھش یعنی نجات ہو جاتی ہے اور مکھش یہی ہے
کہ نیست و نابود ہو کر خدا کی ذات میں مل جاتا ہے اور کبھی گناہوں کی شامت سے نرگ
یعنی دوزخ میں جا کر وہاں سے نکل کر کبھی پھر جنم لیتا ہے۔
اور کرم بپاک میں لکھا ہے کہ جو کوئی ملیچھ[2] اپنی عمر میں اچھے کام کرے تو وہ
بعد مرنے کے شودر[3] ہوتا ہے اور جو کوئی شودر اپنے طریق پر ثابت رہا اور اچھے

---

[1] اتنے جنم اگر سچ فرض کیے جاویں تو اس میں احتمال ہے کہ کوئی عورت ایک جنم میں
اس کی ماں اور تیسرے جنم میں اس کی جورو ہوتی ہو۔

[2] ہنداں سوائے ہر چہار خود ہمہ را ملیچھ گویند۔

[3] شودر و ویش و کھتری و برہمن ایں چہار قوم ہنوداں اند و بیان آں در فصل پنجم باب سوم

کام کرے تو مر کر بیش ہوتا ہے اور جو بیش اچھے عمل کرے اور اپنے طریق پر ثابت رہا تو وہ بعد مرنے کے کھتری ہوتا ہے اور کھتری اچھے عمل کرے تو وہ مرنے کے بعد برہمن کا جنم لیتا ہے اور برہمن اچھے عمل کرے تو اس کی موکھش یعنی نجات ہوتی ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جب کوئی اچھا آدمی مرتا ہے تو وہ جس دیوتا کی عبادت کرتا تھا بعد مرنے کے اسی دیوتا کے مقام میں جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص سرگ میں داخل ہوتا ہے تو بعد مدت مقررہ کے وہاں سے نکل کر پھر جنم لیتا ہے اور بقول اُن کے جو کوئی بہشت میں گناہ کرلے اس کی بھی سزا ملتی ہے چنانچہ مہابھارت کے آدیرب میں لکھا ہے راجہ ججات نے بہشت میں کہا کہ میں اپنے برابر کسی کو نہیں جانتا اندر نے اس گناہ کے بدلے اس کو بہشت سے دنیا میں پھینک دیا پھر اس گناہ سے پاک ہو کر بہشت میں گیا اور اسی میں لکھا ہے کہ ایک راجہ نیک کردار بہشت میں داخل ہوا ایک روز گنگا برہما کے پاس گئی وہ راجہ بھی وہاں حاضر تھا ہوا نے گنگا کا دامن اُٹھا دیا راجہ کی نظر گنگا کی رانوں پر پڑی عاشق ہوگیا اس گناہ کی شامت سے بہشت سے نکالا گیا اور یہ بھی اُن کا اعتقاد ہے کہ کبھی اولاد کے گناہ کے بدلے میں باپ دادا بھی دوزخ کے عذاب میں پھنستے ہیں چنانچہ مہابھارت کے آدیرب میں لکھا ہے کہ ایک بڑا زاہد بچاری جو اس نے اپنا بیاہ نہیں کیا تھا ایسے مقام پر پہنچا جہاں اُس کے بزرگ کنوئیں میں ٹکائے گئے تھے اُس نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو بولا کہ ہم بڑے عابد اور جگ[1] کرنے والے تھے ہم بعد مرنے کے دوزخ میں ڈالے گئے اس گناہ سے کہ ہمارا بیٹا بیاہ نہیں کرواتا چنانچہ برہم چاری نے باسک ناگ کی بہن سے بیاہ کیا کہ جہاں کی ابتدا کچھ نہیں انتہا

---

[1] جگ ایک قسم ہے عبادت ہے دان کا کہ بڑے سامان سے کرتے ہیں اور اس میں قربانیاں بھی بتوں کے نام پر کرتے ہیں۔

ہوگا اور فنا ہونا جہان کا دو وجہ پر ہے ایک یہ کہ برہما کی مکت ہو جاتی ہے۔
سوائے دھرم اور ادھرم بھاؤنا سنسکار[1] کے سب کچھ فنا ہوجاتا ہے جتنی مدت
جہان موجود رہا تھا اتنی ہی مدت فنا رہتا ہے اور اسی مخلوقات میں سے کوئی
شخص برہما[2] بن جاتا ہے اور از سرنو اُسی طور بعینہٖ اُسی مخلوقات کو کہ فنا ہو گئی تھی بناتا
ہے اور اسی طرح یہ جہان کے فنا ہونے کا نام ہے کھنڈ پرلی - اور یہ کھنڈ پرلی بہت
بار ہوتی ہے اور دوسری قسم یہ کہ تمام مخلوقات کو مکت حاصل ہو گی اور تمام جہان اور
برہما اور کرم اور دھرم اور ادھرم اور بھاؤنا سنسکار بھی فنا ہوجاویں گے کچھ باقی نہ
رہے گا اور چاروں عنصروں میں سے پہلے زمین پھر آگ پھر ہوا پھر پانی فنا ہوگا
اس طور کی فنا کا نام ہے مہا پرلی اور یہ ایک ہی بار ہو گی۔

اور ویدانت شاستر کہتا ہے کہ دنیا کا فنا ہونا تین قسم پر ہے ایک یہ کہ جب برہما
کی عمر سے ایک دن گزرتا ہے اکثر مخلوقات فنا ہو جاتی ہے رات بھر فنا رہتی ہیں
جب دوسرا دن ہوا پھر پیدا ہو گئی اور اس قسم کی فنا بار بار ہوتی ہے اور اُس کا
نام ہے دی نندن - دوسرا قسم یہ ہے کہ تمام مخلوقات اگیان یعنی بے عقلی میں
آجاتے ہیں سوائے اگیان کے اور سب کچھ فنا ہوجاتا ہے اور اس قسم کی فنا ایک
بار ہوگی اور اس کا نام ہے پراکرت تیسرا قسم یہ ہے کہ اگیان بھی فنا ہوجاتا ہے

---

[1] بھاؤنا سنسکار اصطلاحات او مصطلحات بنائے شاستر و اصطلاحی از علم منطق و مناظرہ کہ مارف ہیں لفظ باشند لیکن بھاؤنا در زبان ایشان خواہش و ارادہ را گویند و می تواند شد کہ مراد از سنسکار سبب و اصل و رابطہ باشد واللہ اعلم بالصواب دنیائے شاستر علمیت مرکب منطق و مناظرہ و دیگر علوم طب۔

[2] کوئی شخص کہ برہما بن جاتا ہے ہندو کہتے ہیں کہ آغاز و آفرینش سے ہزار برہما گزر چکے ہیں اور ہزار سے اوپر کا برہما موجود ہے۔

اور اگیان یعنی عقل و دانش روشن ہوتا ہے اور اس قسم کی فنا کا نام ہے آتشک اور یہ بھی ایک ہی بار ہوگی اور عنصر یوں فنا ہوتے ہیں کہ زمین پانی میں فنا ہو جاتی ہے اور پانی آگ میں اور آگ ہوا میں اور ہوا خلأ[۱] میں اور خلا مایا میں آکر فنا ہو جاتی ہے اور سانکھ شاستر یوں کہتا ہے کہ جب جہان کے فنا ہونے کا وقت آتا ہے تب پانچوں تت[۲] یعنی عناصر پانچوں تر ماتر میں غائب ہو جاتے ہیں آکاس شبد میں پون سپرس میں آگنی روپ میں جل رس میں پرتھی گندھ میں اور پانچوں تن ماتر آہنکار میں غائب ہو جاتے ہیں اور آہنکار مہتت میں اور مہتت پرکرت[۳] میں آجاتا ہے چونکہ شرح معنی الفاظ کی علوم حکمی سے تعلق رکھتی ہیں اور ہر کسی کو ان کا سمجھنا مشکل ہے اس واسطے میں نے یہاں زیادہ تحقیق ان لفظوں میں نہیں کی فقط نام ہی لکھ دیے ہیں اور کچھ بیان اس کا ساتویں فصل میں دیکھو غرض یہ ہے کہ حالانکہ بقول اُن کے سب شاستر ست یعنی برحق ہیں پھر بھی قیامت کے بیان میں ان شاستروں میں

---

۱۳ کھنڈ پرلی بفتح کاف عربی و ہائے خفی و سکون نون و دال ہندی و بائے فارسی و سکون را و فتح نام و سکون یائے تحتانی در اصطلاح ہندواں نام قسمے از اقسام فنا شدن را۔

۱۴ یعنی رات بھر برہما سوتا رہتا ہے خلقت فنا رہتی ہے ف بھاگوت کی اسکندھ ادیائے ۸ میں ہے کہ جس سمی میں موجود برہما دجلا کا (یعنی مرتاب) ہو جلتے ہیں اس سمی پورن یعنی خدا برابر اکیلے سوتے رہتے ہیں۔

۱ حکمائے ہند کے نزدیک عنصر پانچ ہیں اکاس یعنی خلا پون یعنی ہوا اگنی یعنے آگ جل یعنی پانی پرتھی یعنی زمین اور پانچ تن ماتر ہیں شبد یعنی آواز سپرس برکھ یعنی چوا روپ یعنی صورت سر یعنی ذوق گندھ بہائے خفی بود۔

۲ بمعنی عنصر و مہاتت یعنی عنصر و عناصر۔

۳ پرکرت کا ذکر ہے ساتویں فصل میں۔

اتنا کچھ اختلاف ہے کہ ایک کا قول دوسرے کو رد کرتا ہے اور باوجود اس قدر مخالفت کے سب کو برحق جاننا بے وقوفی ہے کیونکہ مثلاً ایک شخص کہے کہ آج پیر کا دن ہے دوسرا کہے آج جمعرات ہے تیسرا کہے جمعہ ہے تو ہرگز نہیں ہوتا کہ تینوں سچے ہوں اور عقل مند یہی کہیں گے کہ ان تینوں کو سچا جاننا عقل میں ہرگز نہیں آتا پھر اب میں ہندؤں سے پوچھتا ہوں کہ یہ جو قیامت کے حال کی تینوں شاستر جُدی جُدی خبر دیتے ہیں ہم کس کو سچا جانیں اور کس کو جھوٹا کہیں اور شاید ہندؤں کو اس مقام میں شبہ پڑے کہ مسلمانوں کے بھی بعض مسئلوں میں اختلاف ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے دین کے جو بعضے مسائل میں اختلاف ہے تو فروع میں ہے نہ اُن مسائل میں کہ جو دین کے اصل اصول ہیں اور تمہارے دین کے اصل اصول میں اختلاف ہے چنانچہ قیامت کا حال یہاں کھُل گیا اور خدا کی پہچان میں جو تمہارے شاستروں کا اختلاف ہے اس باب کی پہلی فصل میں بیان ہوچکا اور باقی حال اختلاف کا اسباب کی ساتویں فصل میں بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور دنیا کی پیدائش کے بیان میں تمہارے بید اور شاستروں میں بہت ہی اختلاف ہے کہ کہاں تک بیان کیا جاوے اپنی ہی پوتھیوں سے دریافت کرو اور ہمارے دین کے بڑے اصول پانچ ہیں اللہ کو معبود برحق اور سب کا خالق اور مالک اور واجب الوجود اور اچھی صفتوں والا اور بُری صفتوں سے اور عیبوں سے پاک اور وحدہٗ لاشریک اور قادر اور بے نیاز سمجھنا اور سب پیغمبروں کو برحق اور سچے جاننا جو کتابیں اللہ نے پیغمبروں پر بھیجیں سب کو برحق جاننا قیامت کے دن حساب اعمال کا ہونا یقین کرنا فرشتوں کو حق جاننا سو ان پانچ اصول میں مشرق سے مغرب تک جتنے فرقے اہل اسلام کے ہیں کسی کو اختلاف نہیں ہے اور فروع میں اختلاف ہونا کچھ سبب نقصان دین کا نہیں ہے کیونکہ بندہ ضعیف ہے کہیں کسی روایت میں کسی راوی کو سہو ہوگیا یا کسی آیت اور حدیث کے معنے سمجھنے میں کسی مقام پر کسی کو خطا ہوگئی یا اور کسی وجہ سے فروع دین میں اختلاف ہوگیا اس کا مضائقہ نہیں اور بڑے

اصول میں اختلاف ہونا دین کو جھوٹا ٹھہرانا ہے دوسرے ہمارے دین اسلام کے پانچ بنا ہیں۔ اوّل کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا مضمون دل اور زبان سے ماننا دوسرے پانچ وقت کی نماز پڑھنی تیسرے زکوٰۃ مال کی دینی چوتھے رمضان شریف کے روزے رکھنے پانچویں بموجب توفیق کے ایک بار خانہ کعبہ کا حج کرنا۔ سوان پانچوں امر کے فرض ہونے پر سارے فرقے اسلام کے ایک زبان ہیں برخلاف تمہارے فرقوں کے کہ کرم کانڈ والے[1] ہر روزہ کی عبادت یعنی سندھیا[2] وغیرہ کو فرض جانتے ہیں اور گیان[3] کانڈ والے کچھ ضرور نہیں جانتے بلکہ عبادت اور عملوں ظاہری کو گڑیا کا کھیل سمجھتے ہیں اور اگر تم یہ کہو کہ بعضے مسلمان فقیر بھی نماز روزہ وغیرہ کو ضرور نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ نماز روزہ وغیرہ اعمال ابتدا میں فرض ہوتے ہیں جب کہ آدمی عارف کامل بن گیا اس کو نماز روزہ کی حاجت نہیں رہتی سو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی باتیں کہنے والے لوگ مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر اور ہمارے دین سے خارج اور اللہ اور رسول کے دشمن صرف نام ہی کے مسلمان ہیں غرض بہرحال ہمارے دین کے اصول اور بنا میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

فصل ۶

۲۱۸۳

بیچ بیان معبود کے

مُسلم : معبود کہتے ہیں اس کو جس کی عبادت یعنی بندگی پوجا کی جاوے اور

---

[1] نام مذہبیے کہ دران بیان اعمال است۔

[2] نام عبادت ہنوداں کہ مشہور ست [3] یعنی بیدانت۔

عبادت کی حقیقت کیا ہے پرلے سرے کی تعظیم کرنی اور اپنے نفس کو معبود کے آگے بہت ذلیل کرنا جیسے سجدہ وغیرہ کرنا اور اپنا مالک اور حاجت روا اس کو سمجھ کر اپنے دین اور دنیا کی حاجت اس سے طلب کرنی اور اُس کی نذر اور منت ماننی اور اس کے نام کا روزہ رکھنا علیٰ ہذا القیاس جو کام عبادت کے ہیں اس کی تعظیم کرنی سو ہمارے مسلمانوں کا معبود سوائے ذات پاک کے اور کوئی نہیں اور جو کوئی سوا اللہ کے کسی کو معبود جانے وہ کافر ہے یہاں تک کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوقات سے افضل اور اکمل ہیں جو شخص کہ حضرت کی عبادت کرے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے چنانچہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے یہی معنی ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول یعنی بھیجے ہوئے ہیں۔

ھندو: اور ہندوؤں کے معبود بے شمار ہیں چنانچہ اُن معبودوں کے نام پر طرح طرح کے بُت بنا کر پُوجتے ہیں اور ان کی تعظیم میں سولہ[16] کام بجا لاتے ہیں آباھن[1] یعنی منتر پڑھ کر دیوتا کو بُلانا۔ سنگھاسن[2] یعنی پیتل وغیرہ کا تخت بُت کے نیچے رکھنا۔ سنان[3] یعنی غسل دینا لیپن[4] یعنی صندل وغیرہ ملنا اچھت[5] یعنی چانول چڑھانا پشپ[6] یعنی پھول چڑھانا نی ویدّ[7] یعنی بھوک لگانا۔ اچمان[8] یعنی پانی پلانا تانبول[9] یعنی پان وغیرہ چڑھانا۔ بستر[10] پوشاک پہنانا۔ بھوشن[11] یعنی زیور پہنانا۔ دھوپ[12] یعنی خوشبو جلانا۔ دیپ[13] یعنی چراغ دکھانا۔ سنکھ[14] اور گھنڈ بجانا۔ استت[15] یعنی سراہنا۔ پرکرما[16] یعنی طواف کرنا اور بعضے اور امور تعظیم کے بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ ساشٹانگ[1] ڈنڈوت

---

[1] ساشٹانگ بفتح سین مہملہ الف وسکون شین معجمہ وفتح تا ہندی والف نون غنہ وسکون کاف فارسی یعنی سات آٹھ عضو کے اور یہ لفظ اصل میں سا شٹ انگ تھا سین مفتوح کے معنی آٹھ اور انگ کے معنی عضو دونوں ہمزہ سے ساقط ہوئے اور حرکت ان کی ماقبل کو معنے اس کے آٹھ عضو کے ہوئے۔

یعنی سات آٹھ اعضاء کے سجدہ کرنا اور اُس سے دین اور دنیا کی حاجات طلب کرنا
پھر بسرجن کرنا یعنی منتر پڑھ کر دیوتا کو رخصت کرنا۔

مُسلم: انصاف کرنا چاہیے کہ اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو پوجنا اور اُن سے حاجات کا مانگنا خصوصاً اپنی بنائی ہوئی چیز یعنے بُت اور جانداروں کا پوجنا بے جان کو اور عقل والوں کا ناتوانوں کو کیسی بے عقلی ہے ؎

عرض حاجات جو پتھر سے کریں ان کی ایسی عقل پر پتھر پڑیں

اور جو کوئی ہندو یہ کہے کہ یہ معاملہ اصل میں اُن بزرگوں سے ہے جن کا نمونہ بُت ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت اس کی کیجیے جس نے سب کچھ بنایا اور سب اسی کے محتاج اور سوالی ہیں اور وہ سب کا سوال پورا کر سکتا ہے اور ہر چیز کو ہر وقت جانتا دیکھتا اور ہر کسی کی فریاد ہر وقت سُنتا اور پرلے سرے کا زور رکھتا ہے۔

ھندو: اب ان کے بعضے معبودوں کے نام سنو دشنو یعنی بشن جس کا ذکر پہلی فصل میں ہو چکا ہے سالگرام پتھر پر تلسی کا پتہ چڑھا کر پوجتے ہیں۔ کرشن یعنی کنہیا رامچندر دسرت کا بیٹا سیتا اور اس کی بیوی لچھمن اس کا بھائی ان کی مورتیں پوجتے اور اس کی تعظیم میں گانے ڈھولک سارنگی وغیرہ بجانے ناچتے کودتے ہیں جاننا چاہیے کہ راگ اور باجے صرف کھیل اور تماشہ اور ہوائے نفس ہے اس کا نام عبادت رکھا ہے گنیش جس کا ذکر پہلی فصل میں ہو چکا صورت اس کی دھڑ آدمی کا سر ہاتھی کا ہے سپاری چھالیا کو اُس کے نام پر پوجتے ہیں اور ہر معبود کی پوجا سے اُس کی پوجا ضرور جانتے ہیں۔

مہا کالی دیوی: اس کی عبادت کا یہ طریق ہے کہ جہاں جہاں اس کا ظہور جانتے ہیں جیسے جوالا مکھی کا نگڑا چنت پورنے اشٹ بھوجی اینکار بھدسا کالی چامنڈا وغیرہ ان مکانوں میں جا کر بدستور مذکور پوجا کرتے ہیں اور جوالا مکھی کے پوجنے والے اس مکان کو سارے تیرتھوں سے افضل جانتے ہیں جیسے کسی نے کہا ہے کاسی باس جگن ناتھا جگمیگا پرتھو دکا نر کوٹ سما نپیا جوالا مکھیر درشنات۔

काश्यां वासं युग यष्टौ युग मेक पयोव्रतका॥ तज्ज कोट
गमं पुण्यं ज्वाला मुखस्य दर्शनात्॥

یعنی کاشی میں آٹھ جگ جا کر رہے اور ایک جگ اناج اور پانی سے بغیر تپ کرے
ان سب کے برابر جوالامکھی ایک دفعہ درشن کرنے سے پُن ہوتا ہے اور جوالامکھی کے
مکان میں کئی شعلے آگ کے دامن کوہ سے نکلتے ہیں اس کو بڑا کشف و کرامات
سمجھتے ہیں اتنا نہیں خیال کرتے کہ اللہ کی زمین سے کہیں پانی نکلتا ہے کہیں سونا
چاندی۔ لوہا کہیں نمک کہیں کچھ کہیں کچھ جو آگ نکلنے لگی تو کیا تعجب ہوا بہت سے
پہاڑ ایسے ہیں جن میں سے آگ نکلتی ہے ازاں جملہ جہاں کیخسرو بادشاہ کی قبر ہے
وہاں ایک چشمہ آگ کا ہے اور سوائے اس کے اور اعجوبہ دنیا میں بہت ہیں اُن
کے پوجنے کا اللہ نے ان کو حکم نہیں کیا دیکھو بعضی دیا سلائی ہیں کہ جب ان کو کسی
سخت چیز پر گھسیں تو خود بخود اُن سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور انگریزی بندوق
مصالحہ دار بے آگ چل جاتی ہے اور چقماق کے پتھر سے آگ نکلتی ہے اور بعضے
وقت مصری کے چبانے سے رات کو آگ کی چنگاری نکلتی ہے اور ملک عرب
میں سبز لکڑی میں سے آگ نکلتی ہے اور جس شخص کی داڑھی گھنی ہو تو بعضے
وقت اس میں رات کو کنگھی کرنے سے آگ کے پتنگے نکلتے ہیں اور بعضے وقت
رات کو کسی کمبل کے جھاڑنے سے آگ نکلا کرتی ہے اور اگر رات کے اندھیرے
میں گائے بیل کے بدن کو ہاتھ سے ملیں تو اس میں سے بھی آگ کے پتنگے نکلا
کرتے ہیں اب ہندوؤں کو چاہیے کہ ایسی چیزوں کی بھی پوجا کیا کریں اور
جوالامکھی کے بھوجکی یعنی مجاور ایک فریب بھی کرتے ہیں کہ ایک پہر کے پیچھے وقت فجر
سے پہر رات گزرے تک دیوی کو بھوک لگاتے ہیں اس وقت کسی غیر کو اندر جانے
نہیں دیتے اور اس کام کے واسطے بارہ بھوجکی جن کو بڑے معتبر جانتے ہیں ہمیشہ
مقرر رہتے ہیں سوائے ان کے دوسرے بھوجکیوں کو اس وقت دخل نہیں ہوتا۔

یہی بارہ بھوجکی اپنی اپنی نوبت پر جاکے دروازے بند کرکے ایک پجاری کو ساتھ لے کے بھوگ لگاتے ہیں اُس حجاب کے کرنے سے ایک شبہ پڑتا ہے کہ شاید ان آگ کے شعلوں میں کچھ مصالحہ بھر دیتے ہیں اور میں نے کسی سے سُنا بھی ہے کہ یہ شعلے مصالحہ کے سبب سے روشن رہتے ہیں اور اتنا تو میں نے آپ دیکھا ہے کہ جب اُن میں سے کوئی شعلہ بجھ جاتا ہے اُس کو چراغ سے پھر روشن کر دیتے ہیں اور یہ جو کہتے ہیں کہ اس مکان میں پانی کے درمیان سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے سو محض غلط ہے حقیقت اس کی یہ ہے کہ اس مکان میں ایک حوض ہے اس کو بہمن کنڈ کہتے ہیں اس کے ایک کونہ میں زمین کے برابر پتھر سے پانی نکلتا ہے خدا جانے وہیں سے نکلتا ہے یا دُور سے آتا ہے اور پانی بہت تھوڑا آتا ہے اس قدر کہ آٹھ پہر میں ایک پیالہ بھرے اور اُس سے ذرا اُونچے پر ایک شعلہ کے نکلنے کی جگہ ہے لیکن پانی کے قرب سے وہ شعلہ بجھتا رہتا ہے جب کسی کو وہاں ہوم کرنا منظور ہوتا ہے تو کپڑے سے اس پانی کو خشک کر کے چراغ سے اس شعلہ کو روشن کرتے ہیں پھر اُس پر گھی اور شہد اور تل اور جُو اور بادام اور کھوپرا دھڑیوں اور منوں ڈالتے ہیں اسی کا نام ہوم ہے۔ کہ یہ نعمتیں دیوتا کی نذر کر کے آگ میں جلا دیتے ہیں القصہ ان چیزوں سے وہ شعلہ خوب بھڑکتا ہے اور وہ پانی جو کچھ اس دفعہ میں نکلتا ہے نیچے ہی دبا رہتا ہے بھلا جہاں اتنی آگ جلے تو دو تین ماشہ پانی کی وہاں کیا تاثیر ہو ایام طفولیت میں ایک رات میں بھی وہاں ہوم کرنے گیا تھا یہ حال بچشم خود دیکھا اس بات کو بیس برس ہوئے زاں بعد کئی دفعہ میں وہاں گیا کچھ خیال نہیں کیا خدا جانے اب بھی وہ پانی آتا ہے یا نہیں غرض بہر حال آدمی کو چاہیے کہ ایسی اعجوبہ کو دیکھ کر اپنا عبادت گاہ نہ بنا بیٹھے عبادت اسی کی کرے جس نے یہ سب کچھ بنایا اور ایک

طریقہ دیوی کی پوجا کا یہ ہے کہ بلور کے ٹکڑے پر [symbol] اس طور کے خط کھینچ کر یُنت بنا رکھے ہیں اور بدستور مذکور پوجا کرتے ہیں اور ایک طور یہ ہے کہ کمار کا یعنے کواری لڑکی کی پوجا کرتے ہیں اور اس کو کھانا کھلاتے ہیں اور ایک طریق یہ ہے کہ کسی عورت کی فرج کو بدستور مذکور پوجتے ہیں اور بعضے اپنا آلت اُس میں داخل کر کے جپ کرتے ہیں لیکن منی اندر گرنے نہیں دیتے اور اس کا نام بھگ پوجا ہے اور اس طرح کی پوجا کرنے والے بام مارگی کہلاتے ہیں اور بام مہادیو کا نام ہے یہ لوگ مہادیو کی اور دیوی کی عبادت کرتے ہیں اور اپنے مذہب کو اور ہندؤوں سے بہت چھپاتے ہیں اور گوشت اور شراب کا کھانا پینا اُن کے نزدیک بڑا ثواب ہے اور اُن کا قول ہے سہسر بھگ درشنان مکتی یعنے ہزار فرج کے دیکھنے سے نجات ہوتی ہے اور ایک طور یہ ہے کہ جوت یعنی گھی کا چراغ جلا کر دیوی کو حاضر سمجھ کر بدستور مذکور پوجا کرتے ہیں

مہالچھمی سونے چاندی مال و دولت کو لچھمی کا ظہور سمجھ کر بدستور مذکور پوجتے ہیں

سارستی دیوی بقول اُن کے نہر کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے۔

گنگا ندی بقول اُن کے مہادیو کے سر میں سے نکلی ہے اس کا پانی بہت لطیف ہے۔

براچتنا دیوی: اسوج چاندنی دسمی تاریخ کو گوبر کے دس اپلے بنا کر بدستور مذکور پوجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن راجہ رامچندر نے براچتنا دیوی کی پوجا کر کے لنکا کو فتح کیا اس دن ہندو بہت چیزوں کی پوجا کرتے ہیں جیسے تلوار کٹار ڈھال وغیرہ گھوڑا ہاتھی اُونٹ وغیرہ بھی پوجتے اور قلم دوات وغیرہ ایسی بہت چیزوں کو پوجتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اور اللہ کا شکر نہیں کرتے جس نے ان سب چیزوں کو ان کے قابو میں کر دیا چنانچہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے اونٹ پر سوار ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝

وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۔ یعنے پاک ہے وہ اللہ جس نے اس جانور کو ہمارے بس میں
کر دیا اور ہم نہ تھے اس کی طاقت رکھنے والے اور ہم اپنے رب کی طرف پھر جاویں گے ۔
یہ سادہ لوح برعکس ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو انہوں کے ہاتھوں میں مسخر ہیں بھلا جو
کوئی بزرگ کسی عاجز کو کچھ کھانا یا کپڑا دے تو اس عاجز کو چاہیے کہ اس بزرگ کا احسان
مند ہو اور اس کا شکر ادا کرے نہ یہ کہ اس کھانے اور کپڑے کو تسلیمات کرنے لگے اور
اس کے آگے التجا کرے اور کہے کہ تم میری مدد کیجیو اور جو کوئی اس کھانے اور کپڑے
کے ساتھ یہ کام کرے گا اس کو لوگ دیوانہ کہیں گے ۔

مہادیو: اس کی پوجا کا یہ طریق ہے کہ مہادیو کے لنگ یعنی آلت کی صورت
بنا کر اس کو جلہری میں رکھ کر بدستور مذکور پوجتے ہیں اور جلہری فرج کی شکل پر ہوتی
ہے اور مہادیو کے لنگ پر جلدھارا یعنی پانی یا دودھ اور پانی ملا کر اس کی دھار
بہت دیر تک دیتے ہیں اور مرد و عورت لڑکے لڑکیاں لڑکیاں بڈھیاں جوان بہویں
بیٹیاں سب جا کر لنگ اور جلہری کے درشن یعنی زیارت کرتے ہیں اور لنگ کی پوجا
کے سبب اُن کے بہت لکھے ہیں کچھ ذکر اُس کا پہلی فصل میں ہو چکا اور شب پوران
میں یوں لکھا ہے کہ بارہ پاربتی مہادیو کی بیوی نے جماع کی خواہش کی اول مہادیو نے
انکار کیا پھر جماع کے وقت اپنے آلت کو اس قدر دراز کیا کہ پاربتی نے تنگ اور
بے قرار ہو کر بشن کے آگے فریاد اور التجا کی بشن نے مہادیو کا لنگ چکر سے کے ساتھ
کاٹ دیا مہادیو بہت خفا ہوا بشن نے مہادیو کے آگے بہت خوشامد اور عاجزی
کر کے اپنے آپ کو بچایا اور اس وقت سے لنگ کی پوجا شروع ہوئی اور ایک روایت
میں یوں آیا ہے کہ ایک دفعہ بعضے عابدوں نے نیت میں تپ یعنی زہد اور عبادت
کیا مہادیو نے ان کی حسن عقیدت کی آزمائش کے لیے ان کی عورتوں میں جا کر اپنا
لنگ ننگا کیا - ان برہمنوں کی بددعا سے مہادیو کا لنگ بدن سے جھڑ گیا ۔ جب مہادیو
اپنی اصلی صورت پر آیا برہمنوں نے مہادیو کی بہت تعریف کی مہادیو نے خوش ہو کر

لنگ کی پوجا کا حکم دیا تب سے لنگ کی پوجا شروع ہوئی اور بعض روایتیں اور طرح بھی آئی ہیں اللہ ایسی بے حیائی کی باتوں سے ہر کسی کو محفوظ رکھے آفرین اُن کے بزرگوں کی عقل پہ یہ عبادت کی راہ خوب نکالی کہ ذکر کو فرج میں رکھ کر سب مرد عورت دیکھیں جس کو شہوت کا خیال نہ ہو وہ بھی ہوشیار ہو جاوے یہ عبادت قوتِ باہ کے واسطے خوب دوا ہے ایک روز رامچندر نام پنڈت سے ذکر بت پرستی کا آیا میں نے بت پرستی کا سبب پوچھا بولا کہ ہم اصل میں بت کی پوجا نہیں کرتے ہیں بلکہ بُت کو نمونہ بنا کے سامنے رکھ لیتے ہیں تا کہ دل بخوبی قرار پکڑے۔ میں نے کہا جب کہ آلت اور فرج کی صورت نظر میں ہوگی تو دل کیوں نہیں قرار پکڑے گا بلکہ اور زیادہ بے قرار ہو جاوے گا اس کے جواب میں پنڈت جی چپکے ہو رہے۔

گائے: بقول اُن کے گائے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں اور اس کی پوجا کا طریق یہ ہے کہ سونیکے سینگ بنوا کر اس کے سینگوں پر رکھیں اور چاندی کے سم بنوا کر اُس کے پیروں کے پاس رکھیں اور ایک پترا چاندی کا اس کی پیٹھ پر رکھیں اور جھول ڈالیں پھر اس کی پوجا کریں اور برہمن کو دے دیں اور گائے کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور اُس کے گوبر اور پیشاب کو بہت پاک بلکہ پاک کرنے والا جانتے ہیں اور پنچ گپ گائے کا گوبر اور پیشاب اور دودھ اور دہی اور گھی اُن کے نزدیک اُس سے زیادہ پاک کوئی چیز نہیں ہے جو ان میں بڑے بھگت ہیں ہر روز پنچ گپ پیتے ہیں اور برہمن اگر بدوں اپنے جنیو کے کھانا کھاوے تو ہندوؤں کے نزدیک اس کا تدارک یہ ہے کہ گاتری کا منتر پڑھے اور اُس دن سوائے گائے کے موت کے کچھ نہ کھاوے اور برہمن اگر چنڈال کے تالاب کا پانی پی لے یا اس میں غسل کر لے تو گوبر کھاوے اور موت پیوے تب پاک ہووے اور جو کوئی ہندو بھول کر غیر قوم کے برتن میں کچھ کھا پی لے تو اُس کو کئی دن تک برت رکھوا کر پنچ گپ پلاتے

ہیں تب جانتے ہیں کہ پوتر یعنی پاک ہوا اور جو گایوں کے پیروں کی گرد اڑ اکر
بدن پر پڑ جاوے تو یہ اُن کے نزدیک نہایت پاک ہے اس کا نام گودھوری کہتے
ہیں کر ملیچھ کے مکان میں بیٹھ کر کھانا پینا دُرست نہیں پر جہاں اُس کے گھر میں
گائے ہوا کرتی ہیں وہاں درست ہے جیسے کہا گیا ہے نیل بیٹی حل تکری گوسالہ ملیچھ
مندری یعنی نیل کا رنگ پہننا درست نہیں پر ریشمی کپڑے پر درست ہے اور غیر قوم
کا پانی پینا دُرست نہیں مگر چھاچھ میں ملا ہوا درست ہے اور ملیچھ کے مکان میں روٹی
کھانا دُرست نہیں جو گایوں کے رہنے کا مکان ہو اس میں درست ہے سبحان اللہ آدمی
کہ اشرف المخلوقات ہے اس کا منہ پلید جانیں اور گائے کہ ایک حیوان ہے اُس کا
گوبر اور پیشاب طاہر اور مطہر جانیں اور تماشہ یہ ہے کہ جس گائے کی اتنی تعظیم
کرتے ہیں اور اُس کو گئو ماتا کہتے ہیں جب وہ مرنے لگتی ہے اسی ماتا کو گھر سے
باہر نکال دیتے ہیں جب مر جاتی ہے چوہڑے چماروں کے حوالے کر دیتے ہیں
اور وہ اُس کو سر بازار گھسیٹتے ہوئے لے جاتے ہیں واہ صاحب واہ ماتا کا جنازہ
بڑی عزت سے نکالا پھر وہ چوہڑے چمار اُس کا گوشت کھاتے ہیں اور بچا ہوا
ماس اور ہڈیاں کوّے اور کتے کھاتے ہیں اور اُس کے چمڑے کی جوتیاں بنا کر
سب ہندو پہنتے ہیں اپنی ماتا کی خوب مٹی خراب کرتے ہیں۔

حکایت: ایک دن رنجیت سنگھ رئیس لاہور نے مولانا جان محمد مرحوم سے
کہا کہ مولوی جی ہمارے اور تمہارے بزرگ سب اہل بصیرت اور دانا تھے اب میں یہ
پوچھتا ہوں کہ ان دونوں میں سے کون سچا ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگوں
کو یہ مشکل ہے اگر حق بات کہیں تو تم کہ ہمارے پر حاکم ہو خفا ہو جاؤ اور جو تمہاری
خاطر سے ناحق کہہ دیں تو حق سبحانہ تعالےٰ کو احکم الحاکمین ہے وہ غصہ ہو رنجیت
سنگھ نے کہا کہ جو بات حق ہے بے دھڑک کہہ دو مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے

دین میں جو چیز کہ اس کا کھانا حرام ہے یا تو وہ پلید اور خبیث ہے اس واسطے حرام ہے جیسے سُوّر اور یا اشرف ہے اس واسطے اس کی تعظیم کی جہت اس کا کھانا حرام ہے جیسے آدمی اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ تمہارے دین میں گائے کس وجہ سے حرام ہے اگر اس وجہ سے ہے کہ پلید اور خبیث ہے تو پھر اس کی پرستش اور تعظیم کیوں کرتے ہو اور اگر اس جہت سے حرام ہے کہ اشرف ہے تو پھر اس کے چمڑے کا استعمال کرنا کیوں جائز رکھتے ہو۔ انتہیٰ۔ رئیس لاہور یہ سُن کر لاجواب ہوا۔

سُورج اور چاند: ہمیشہ نہا کر سورج کے سامنے پانی ڈالتے ہیں اور بعضے چاند اور سُورج کی مورت بنا کر پوجتے ہیں۔ انصاف کرنا چاہیے کہ اللہ ایسا مہربان ہے کہ آدمیوں کے لیے چاند اور سورج ایسے چراغ روشن کر دیے ہیں کہ سارے جہان میں ان کی روشنی پہنچتی ہے جیسے فرمایا حق تعالیٰ نے وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا یعنی کیا ہم نے چراغ چمکتا یعنی سورج اور فرمایا تبارک الذی جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۔ یعنی بڑی برکت ہے اس کی جس نے بنائے آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند اُجالا کرنے والا اس نعمت پر بھی اللہ ہی کا شکر کرنا چاہیے نہ یہ کہ چاند اور سُورج کی عبادت کریں مثلاً اگر کوئی شخص کسی شخص کی راہ پہ اندھیرا دُور کرنے کو چراغ روشن کر دے تو اس شخص کو اس چراغ والے کا احسان مند ہونا چاہیے نہ یہ کہ اس چراغ کو سلام مجرا ہی کرنے لگے اور سوائے چاند اور سورج کے بعضے اور اجرام فلکی کو بھی پوجتے ہیں جیسے بُدھ[1] یعنی عطارد شکر یعنی زہرہ منگل یعنی مریخ برہسپت یعنی مشتری

---

[1] یعنی ستارے بھی ہندوؤں کے معبود ہیں بعضے مناقب ان کے بیان ہوتی ہیں سانپ پرب مہابھارت میں ہے کہ چاند کو دچھ کی بد دُعا سے کئی رُوپ ہوئے بعد حصول صحت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بڑا نقصان رہا کہ کمال روشنی میں بھی داغ سیاہ سینہ پہ ظاہر ہوتا ہے اور ادھیائے ۱۵
سکندہ پوران میں کہ چاند بڑا بیٹا نرے من کا کہ پانے والا جہان کا ہے اسے اپنے مرشد
برسپت کی بیوی مسماۃ تارا سے زنا کیا اس سے بدھ پیدا ہوا اور ہوڈمن سورج کا پوتا کسی
بد دعا سے عورت ہو گیا تھا اس کے پیٹ سے بدھ کا بیٹا راجہ پرورد پیدا ہوا اس کی اولاد
میں یہ دونوں خاندان شریف ہند کے ہیں اور بی بی کنتی پھوپھی کشن جیو کی سورج کی نسل سے
ہیں کہ سورج نے اس کنواری سے بھوگ کیا اس سے راجہ کرن پیدا ہوا۔ انتہیٰ مختصراً
سوط باب ۳ صد ۱۱۸ و صد ۱۱۹ اور چاند اور اندر کا حصہ گوتم کی جورو سے اور برسپت کا اس کی
بھابی سے پہلے متن میں مذکور ہو چکا ہے عجیب قصہ ہے اور تیتری انکند حجر وید میں ہے کہ
برسپت دیوتوں کے مرشد نے اپنی صورت زہرہ کی بنائی اور اسرن یعنی دیوتوں کو ابدھیا
(یعنی جہل تعلیم کیا اور سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ سمجھایا۔ سوط صد ۲۳ (زہرہ یعنی شکر
دیوتوں کا مرشد جانتے ہیں) اور اسکندہ پوران کے ادھیا ۱۷ میں ہے کہ برہما سے منگل
اور منگل سے کشب اور کشپ سے سورج پیدا ہوا پرجاپت نے اپنی بیٹی سنگھا اس سے
بیاہ دی وقت ارادے جماع کے سنگھا کو سورج کی تجلی کی تاب نہ ہوئی سورج نے بخاطر
اس کے آپ کو مثل بیضۂ مردہ کے کر کے مباشرت کی پھر جب بدستور تند ہوا سنگھا بھاگ
کر اپنے باپ کے گھر گئی اور اپنا سایہ چھوڑ گئی سورج اس کے سایہ سے جماع کرتا رہا
سنگھا گھوڑی بن کر چھتر کے جنگل میں چرنے لگی سورج دیوتا خبر پا کر وہاں پہنچا اور گھوڑا
بن کر اس کے درپے ہوا اور نہایت مستی سے آگے پیچھے میں تمیز نہ کر کے اس کے نتھنوں میں
دخول کیا اس سے اس کے کمار پیدا ہوا۔ سوط الجبار باب ۱۱۵ ادھیا کے ۱۹ اسکندہ پوران میں ہے
کہ ہر کہ پرستش سورج دیوتا گزاشتہ دیگر دیوتا را می پرستد بدوزخ می رود۔ ہر کہ بوقت
طلوع آفتاب آب رسیدہ بدو سجدہ میکند ثواب عظیم و دعائے نیک از سورج دیوتا می یابد
پرستندہائے آفتاب دریں لوک اعلیٰ می رسند ہر گاہ پرستش دراں وجیپ ہوم آفتاب می کنند

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

مقاصد دنیوی ہم می یابند۔ انتہی مختصراً سوط باب۳ ص۵ اور چھانڈوک اپنکھند سام بید میں لکھا ہے کہ آفتاب میں جو سرخی ہے وہ آگ کا جزو ہے اور سفیدی پانی کا اور سیاہی خاک کا پس آفتاب ان تینوں کے اجتماع کا نام ہے۔ اگر قوت ادراک اور پانی اور خاک اس سے معدوم ہو جاوے تو آفتاب کی ترکی تمام ہو جاوے پس یہ اسم فرضی مرکب چیز کا ہے اسی طرح چاند میں تین رنگ ہیں اور تجلی ہیں۔ انتہیٰ۔ پس بموجب اس قول کے آفتاب اور چاند کے پوجنے والوں کے معبود خاک اور پانی اور آگ ہوئے اور اسی اپنکھد میں ہے کہ جب اس نے چاہا کہ وحدت سے کثرت ہو اشکال مختلفہ کو قبول کیا ہے اپنے نور سے آگ کو روشن کیا جب آگ نے دست سے کثرت کا ارادہ کیا پانی پیدا ہوا اور پھر یہ اپنکھد ججر میں ہے کہ پانی ہوا سے بنا اور ہوا آکاس سے اور اسی میں ہے کہ سب سے پہلے پانی پھر جملہ عناصر لطیف موجود ہوئے انتہیٰ مختصر ظفر مبین ص۲ اور بر بیداارن اپنکھند ججر بید میں لکھا ہے کہ ہرن گربھ نے پانی کو پیدا کیا پانی پر کف جمع ہو کر سخت ہوا وہ زمین ہو گئی ہرن گربھ کی ریاضت کرنے سے حرارت ہوئی اس حرارت سے آگ پیدا ہوئی آگ سے آفتاب۔ آفتاب سے ہوا اور اسی میں ہے درباب انتظام عالم کہ برہما بصورت آگ کے ہوا۔ مگر پرورش نہ کر سکا پس راجہ اندر اور برن اور چندرمان اور رودر جم اور مہادیو پیدا کیے جب ان سے انتظام معاملت اور معاش دنیاوی کا سرانجام نہ ہو سکا تو بشن اور رودر اور سورج اور بسو سے دیوتا اور جمراج پیدا کیے جب ان سے سرانجام و خدمات خلائق نہ ہو سکا تو زمین دیوتا کو پیدا کیا کہ یہ سب خدمت کرتی تھی۔ انتہیٰ مختصراً (ظفر ص۲۱۵) ہندوؤں کے معبودوں کی پیدائش بید میں کتنا اختلاف ہے با اینہمہ بید کو کلام الٰہی جانتے ہیں اور ان کے بڑے معبود سورج دیوتا کی کیا اچھی حقیقت لکھی ہے کیا اچھے معبود ہیں اور کیا اچھا دین ہے

سینچر یعنی زحل راہ کیت یعنی راس ذنب اور ستاروں کی پوجا اس لیے کرتے ہیں کہ ستارے اُن کی خواہش کے موافق اپنی تاثیرات ظاہر کریں اور اپنی نحوست اُن سے باز رکھیں اتنا نہیں سمجھتے کہ اوّل تو ستاروں کی نحوست اور سعادت ثابت نہیں اور اگر ہو بھی تو ایسی ہو جیسے دوائیوں میں گرمی اور سردی اور خشکی اور تری کی استعداد ہوا کرتی ہے اور جب وہ دوا کسی کے استعمال میں آتی ہے اس وقت خدا تعالےٰ اگر اس سے نفع نقصان ظاہر کرنا چاہتا ہے تو بموجب اس استعداد کے گرمی یا سردی خشکی یا تری پیدا کر دیتا ہے سو اس تاثیر کا پیدا کرنے والا ہے مثلاً کاسنی اور خرفہ میں اللہ تعالےٰ نے سردی کی استعداد رکھی ہے پھر کاسنی اور خرفہ کو اتنی طاقت نہیں کہ اپنی تاثیر بدل سکیں پھر جو کوئی ان دوائیوں کی خوشامد کرے اور چاہے کہ یہ دوائیں بموجب اس کی خواہش کے اپنی تاثیرات ظاہر کیا کریں سو وہ بڑا بے وقوف ہے سو اسی طرح اگر حق تعالیٰ نے برسپت یعنی مشتری میں سعادت اور سینچر یعنی زحل میں نحوست کی استعداد رکھی ہو تو اُن کو کیا طاقت ہے کہ کسی کی خوشامد اور التجا سے اپنی تاثیر بدل سکیں ستارے بے چارے صرف مجبور اور اللہ کے قابو میں ہیں ان میں جو خاصیتیں اللہ نے رکھی ہیں۔ جیسے سورج میں گرمی اور روشنی اور چاند میں سردی اور روشنی سو فرشتوں کے وسیلے سے ظاہر ہوتی ہیں اور ستارے اور فرشتے سب اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں جیسے فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ یعنے ستارے سب اللہ کے حکم میں مسخر ہیں اور فرمایا فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنی پاک ہے وہ ذات کہ اسی کے ہاتھ میں ہے ملکوت ہر شے کی اور اُسی کی طرف تم اُلٹے جاؤ گے غرض ہندوؤں کے معبودوں کا بیان کہاں تک کیا جاوے ادنیٰ سے اعلیٰ تک اکثر مخلوقات کی پوجا کرتے ہیں اور اُن کو اپنی حاجت روا اور نفع و نقصان دینے والے سمجھتے ہیں ہائے افسوس

اصلی مالک کو بھول گئے اور اس کے بندوں کو پوجنے لگے ۔ بیت ؎

نارِ دوزخ کے ارادے ٹھن گئے جو کوئی بندوں کے بندے بن گئے

اس مقام میں ہندؤوں کا یہ سوال ہے کہ اسے مسلمانو تم نے جو اس فصل میں ہمارے دین پر اعتراض کیے سو یہ سارے اعتراض تمہارے دین پر بھی آتے ہیں اور سوائے خدا کے اوروں کو معبود ٹھہرانا اور حاجت روا اور نفع اور نقصان کا مختار سمجھنا تمہارے دین میں بھی ہے ہم اکثر مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ کوئی کسی کی قبر کو پوجتا ہے ناک رگڑتا ہے چڑھاوا چڑھاتا ہے حاجات طلب کرتا ہے کوئی سید سلطان کے نام کا جانور ذبح کرتا ہے کوئی سوا من کا روٹ دیتا ہے، کوئی حضرت امام ضامن کا پیسا بازو پہ باندھ کر اُن کو اپنا نگہبان جانتا ہے اور کسی نے حضرت پیر دستگیر کو اپنا معبود ٹھہرا رکھا ہے اور اپنی حاجت روائی کے واسطے ان کی گیارھویں کرتا ہے اور کوئی ان کی قبر کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر گیارہ قدم چلتا ہے اور کہتا ہے یا شیخ عبد القادر شیئًا للہ ۔ یعنی اے شیخ عبد القادر کچھ دو خدا کے واسطے اور کوئی کہتا ہے یا شیخ عبد القادر المدد اور کوئی کہتا ہے یا محی الدین تم بن کون لے میری خبر اور کوئی کہتا ہے بوہڑ[1] شتابی خبر لو میراں کیوں اتنا چر لایا ہے اور کوئی کہتا ہے اوّل محی الدین آخر محی الدین ظاہر محی الدین باطن محی الدین اور کوئی پیر دستگیر کے نام پر جھنڈا کھڑا کر کے اس کی تعظیم کرتا ہے اور کوئی حضرت امام حسین کا تعزیہ بنا کر رزق اور اولاد طلب کرتا ہے اور کوئی سید سالار اور شاہ مدار سے حاجات مانگتا ہے اور کوئی خواجہ معین الدین کی قبر سے مال و زر طلب کرتا ہے اور کوئی پیروں سے نفع کی امید اور نقصان کا خوف رکھ کر ان کی نیاز دیتا ہے جیسے بابا فرید شکر گنج کی کھچڑی شاہ عبد الحق کا توشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کونڈا حضرت عباس کی حاضری تین

---

[1] بوہڑ لفظ پنجابی بمعنی آؤ۔

کوڑی کی نیاز پیر تصیبر کی، پیر نبوسی[1] کا نمک، بندگی صاحب کی قبر کا غلاف اور کوئی حضرت شاہ قمیص کی قبر کو پوجتا ہے اور کوئی حضرت بوعلی قلندر کی قبر کی پوجا کرتا ہے اور کوئی حضرت شیخ صدرالدین مالیری کی قبر کو پوجتا ہے بکری وغیرہ چڑھاتا ہے اور کوئی شاہ عنایت ولی کے نام پر چراغ جلاتا ہے اور نیاز مانتا ہے اور کوئی کسی کے نام پر مٹھی نکالتا ہے اور کوئی کسی کے حق میں جب دعا کرتا ہے تو اللہ کے نام کے ساتھ اوروں کے نام ملا دیتا ہے اور کوئی کہتا ہے اللہ اور پنجتن تجھ کو راضی رکھیں اور کوئی کہتا ہے اللہ اور پیر تیری مشکل آسان کریں اور کوئی کہتا ہے اللہ اور رسول تجھ پر فضل کریں اور کوئی کہتا ہے اللہ اور غوث اعظم تیری مراد پوری کریں اور کوئی اللہ کا نام نہیں لیتا بلکہ یونہی صرف کہہ دیتا ہے کہ پیر صاحب محبوب پاک تجھ کو خوش رکھے اور بعضے پیرزادے کہتے ہیں دادا پیر تجھ کو خوش رکھے جدّ پاک تیری حاجت برلاوے اور کوئی اللہ کے نام کی طرح بزرگوں کے نام کا وظیفہ کرتا ہے جیسے کوئی کہتا ہے یا علی رضؓ۔ کوئی کہتا ہے یا حسین رضؓ کوئی کہتا ہے یا میراں کوئی یا بھیکہ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ بزرگ ہماری فریاد ہر وقت سنتے ہیں اور ہمارے حال کی خبر رکھتے ہیں اور بعضے لوگ اپنے پیر کی صورت کا تصور باندھتے ہیں اس عقیدہ سے کہ پیر کو ہمارے حال کی خبر ہے اور کوئی اپنے بیٹوں کی زندگی پیروں سے مانگتا ہے اور اولاد کے جیتے رہنے کو ان کے نام کو پیروں کی طرف نسبت کرتا ہے کوئی اپنی اولاد کا نام امام بخش رکھتا ہے کوئی پیر بخش کوئی علی بخش کوئی حسن بخش کوئی میراں بخش کوئی سالار بخش کوئی عبدالغنی

---

[1] چڑلایا لفظ پنجابی ہے یعنی دیر لگائی۔

[2] قبر حضرت پیر نبوی در شام است۔

کوئی عبدالرسول اور کوئی اپنی اولاد کے سر پر کسی پیر کے نام کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کے نام کی بدھی ڈالتا ہے جیسے محرم میں لڑکوں کے گلے میں سُرخ ڈورے ڈالتے ہیں سبز کپڑے پہناتے ہیں اور کوئی بابا فرید کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے اور کوئی کسی کے نام پر جانور ذبح کرتا ہے اور کوئی کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے اور کوئی لڑکوں کی بیماری میں سیتلا کو پوجتا ہے کسی کی عورت میراں زین خان کے نام پر بیٹھک دیتی ہے اور بعضے مرد اور عورت جانوروں کی آواز سے بدشگنی وغیرہ لیتے ہیں اور بعضے تمہارے مُلّاں کتاب میں فال دیکھ کر کسی کو تبلاتے ہیں تجھ پر پیر صاحب خفا ہیں اس واسطے تیرا لڑکا بیمار ہے کسی کو تبلاتے ہیں تجھ پر سید سلطان کی خفگی ہے اس واسطے تجھ پر رزق کی تنگی ہے اُن کی نماز ادا کر اور کسی کو سیاہ پری لال پری کی زتقن[1] یعنی خفگی تبلاتے ہیں اور ان کو پوجا کرواتے ہیں اور ہم جو اپنے معبودوں کے نام پر سالگرام اور مہادیو کا لنگ وغیرہ رکھ لیتے ہیں تم لوگ بھی اپنے پیروں کے نام کی چھڑی اور جھنڈی کھڑی کرتے ہو اور ہم اپنے معبودوں کی مورتیں بنا کر پوجتے ہیں تم قبروں کی صورتیں بنا کر پوجتے ہو جیسے تعزیہ پیر خانہ چلہ خانہ۔ چنانچہ لدھیانہ[2] میں ایک خانقاہ پیر صاحب کے نام پر مشہور ہے اور وہاں جا کر سینکڑوں آدمی سجدہ کرتے ہیں چڑھاوا چڑھاتے ہیں روشنی کرتے ہیں اور ہم دیوی کے نام پر جوت[3] جگاتے ہیں اور تم بڑے پیر کے نام پر چراغ

---

[1] زتقن لفظ پنجابی است یعنی خفگی۔

[2] نام شہر کا ہے۔

[3] جوت بجیم عربی واؤ مجہول چراغیکہ در تعظیم دیوتا روشن کردہ شود۔ جگاتے ہیں یعنی بیدار کرتے ہیں یعنی جلاتے ہیں۔

جلاتے ہو اور ہمارے بدلیو کا چبوترہ ہے تمہارے امام کا چبوترہ ہے اور ہمارا
ٹھاکر دوارہ ہے تمہارا امام باڑہ ہے اور ہم کشن جی کی عبادت میں گاتے بجاتے
ناچتے کودتے ہیں تم اپنے پیر کے نام پر مجلسیں تیار کر کے ڈھولک سارنگی طبلہ
بجوا کر راگ سنتے ہو ناچتے کودتے ہو اور تمہارے دین کے بزرگ صوفی اس طور
کی مجلس کو عبادت سمجھتے ہیں اور اس میں وضو کر کے بیٹھتے ہیں اور بعضے مسلمان
تبروں کی تعظیم میں کسبیوں کو بھی نچواتے ہیں اور ہم پر تم نے اعتراض کیا تھا کہ ہنود
کھیل تماشے کو عبادت سمجھتے ہیں دیکھو یہ مجلس اور طبلہ سارنگی اور کسبی کا ناچ بھی
تو کھیل اور تماشہ ہی ہے پھر جب کہ یہ سب قباحتیں اور سوائے خدا کے اوروں کو
نفع نقصان بخشنے والا سمجھنا تمہارے دین میں بھی موجود ہے پھر ہم پر تمہارا اعتراض
بے جا ہے۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری تمہاری گفتگو دین کے مقدمہ میں ہے اور
ہمارے دین کا اصل قرآن اور حدیث ہے اور تمہارے بید اور شاستر ہیں سو ہم نے
تمہارے دین کے جن کاموں پر اعتراض کیا ہے سو وہ سب کام تمہارے بید اور شاستروں
میں روا ہیں جو ہم نے جھوٹ کہا ہو تو تم ہمارا ہاتھ پکڑ کر کہو کہ یہ بات ہمارے دین میں
روا نہیں اور تم نے جو ہم پر اعتراض کیا ہے کہ تمہارے دین میں سوائے خدا کے اوروں
کو معبود ٹھہرانا درست ہے اور سوائے اس کے اور بہت سی باتیں جو بے سمجھ مسلمانوں
میں رائج ہیں اُن پر تم نے من بھر کے اعتراض کر لیے سو یہ اعتراض ہمارے دین پر
نہیں آ سکتے۔ ان باتوں میں سے ہمارے دین میں ایک بھی روا نہیں اور یہ سب باتیں
قرآن اور حدیث کے برخلاف ہیں اور ایسی باتوں کو ہمارے دین میں شرک اور بدعت
کہتے ہیں شرک یعنی کسی اور کو اللہ کا شریک بنانا اور بدعت وہ کام ہے کہ حضرت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ان کے اصحاب کے وقت میں نہ ہوا اور لوگ اس

کو دین کا کام سمجھنے لگیں اور ہمارے دین میں شرک اور بدعت کے برابر اور کوئی گناہ نہیں ہے اور یہ کام بعضے جاہل مسلمانوں نے تمہارے ہندوؤں کی صحبت اختیار کر لیے ہیں سو ان کا کچھ اعتبار نہیں کچھ ہمارے دین میں یہ کام جائز نہیں بلکہ سراسر مخالف حکم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور ہمارے دین میں جتنا شرک کی برائی کا ذکر ہے اتنا اور چیز کا نہیں اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ شرک کو نہ بخشے گا اور سوائے اس کے جس کو چاہے بخشے گا اور اپنے حبیب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے قُلْ لَّا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ط وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا اسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ یعنے تو کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں اپنی جان کے بھلے برے کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی بات کو جانا کرتا تو بہت خوبیاں جمع کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی میرا کام یہی ہے کہ عذاب سے ڈراتا ہوں اور بہشت کی خوشی سناتا ہوں ایمان والوں کو دیکھو کہ باوجودیکہ حضرت رسول کریم کا مرتبہ سارے جہان سے زیادہ ہے اللہ نے نفع اور نقصان کا مالک اور غیب دان اُن کو بھی نہیں کیا پھر اور کسی سے نفع اور نقصان کی اُمید اور خوف رکھنا اور اس کو غیب دان سمجھ کر حاجت طلب کرنا کہاں دُرست ہوا حدیث شریف میں آیا ہے اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ یعنی جانوروں کی آواز وغیرہ سے شگون لینا شرک ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَئَلَہٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً یعنی جو کوئی آوے خبر بتانے والے کے پاس یعنی جیسے کاہن اور نجومی اور رمل پھینکنے والے یا ہمن وغیرہ کے پاس پھر پوچھے اس سے کچھ تو اسکی نماز نہیں قبول ہوتی چالیس رات اور حدیث میں ہے لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی لعنت کرے اللہ تعالٰی

اس شخص پر کہ سوائے خدا کے اور کی تعظیم میں جانور ذبح کرے اور حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ أَشْرَكَ ۔یعنی جس نے قسم کھائی سوائے خدا کے اور کسی کی پس تحقیق وہ شخص مشرک ہوا ۔اور تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا مَا شَآءَ اللهُ وَ لَوْ شِئْتَ یعنی جو اللہ اور تم چاہو وہ ہو گا حضرت نے فرمایا اَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا بَلْ مَا شَآءَ اللهُ وَحْدَهٗ ۔یعنی ٹھہرایا تو نے مجھ کو اللہ کا شریک ۔یوں نہیں بلکہ وہی ہو گا جو چاہے گا اللہ اکیلا اس سے معلوم ہوا یوں کہنا کہ اللہ اور رسول تجھ کو خوش رکھے یا اللہ اور رسول گواہ ہیں اور اللہ اور پیر صاحب تیری حاجت روا کرے درست نہیں اور حدیث شریف میں ہے لِيَسْئَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْئَلَ الْمِلْحَ وَ لِيَسْئَلْ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ ۔یعنی ہر کسی کو چاہیے کہ اپنی حاجتیں اپنے رب سے مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اللہ ہی سے مانگے اور جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے وہ بھی اللہ ہی سے مانگے غرضکہ سب چھوٹی بڑی حاجات اللہ ہی سے مانگے اور

حاشیہ صفحہ سابقہ

لے جن آسمانوں پر جا کر کچھ فرشتوں سے سن کر بیچ میں جھوٹ ملا کر بعضے آدمیوں کو بتلا دیتے ہیں اُن آدمیوں کو کاہن کہتے ہیں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جنوں کا آسمان پر چڑھنا بند ہو گیا ۔

سے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک نبی رمل کا خط کھینچا کرتا تھا جس کا خط اس کے موافق ہو وہ درست ہے علماء نے کہا ہے کہ ہم کو خط کا درست ہونا معلوم نہیں سو ہمارے لیے نہ ہوا ۔

سے حضرت قاضی ثناء اللہؒ در ارشاد الطالبین فرمودند اگر کسے گوید کہ خدا و رسول بر این عمل گواہ اند کافر شود در معنی و لا تجعلوا للہ اندادًا ۔

کتاب فوز الکبیر میں لکھا ہے "کہ شرک آنست کہ غیر خدائے را صفات مختصۂ خدا اثبات نماید مثل تصرف در عالم بارادہ کہ تعبیر ازاں بہ کن فیکون می شود یا در علم ذاتی از غیر اکتساب بحواس و دلیل عقلی و منام والہام و مانند آں یا ایجاد و شفائے مریض یالعنت کردن وناخوش بودن از وتا بسبب آں تنگ دست یا بیمار وشقی گردد یا رحمت فرستادن بر شخصی تا بسبب آں رحمت فراخ معیشت وصحیح بدن باشد" یعنی شرک وہ ہے کہ اللہ کی خاص صفتوں میں کسی اور کو شریک بنا دے یعنی اگر سوائے اللہ کے کسی اور کے حق میں یہ اعتقاد کرے کہ وہ جو چاہے اسی وقت ہو جائے یا اس کے بغیر حواس جیسے دیکھنے اور سننے وغیرہ کے اور بدوں دلیل عقلی اور بدوں خواب یا الہام کے علم حاصل ہوتا ہے یا وہ جس شخص پر خفگی یا پھٹکار کرے وہ شخص تنگدست یا بیمار اور آفت میں مبتلا ہو جاوے اور جس شخص پر رحمت کرے وہ شخص تندرست فراخ گزران ہو جاوے یا وہ کسی بیمار کو شفا بخش دے تو اس عقیدے سے شرک لازم آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰے کے سوائے اور کسی سے رزق یا بیماری کی صحت اور عمر درازی کا مانگنا اور اس کی خفگی سے ڈر کر یا اس سے نفع کی اُمید رکھ کر نیاز دینی شرک ہے۔

اور تفسیر عزیزی میں لکھا ہے "اما ہمسر کنندگان در غیر عبادت پس بسیار اندازہ از انجملہ کسانیکہ در ذکر دیگر انرا با خدا ہمسر می کنند و نام دیگرانرا مانند نام خدا بطریق تقرب ذکر می نمایند و از اں جملہ اند کسانیکہ در ذبح و نذر و قربانیہا با خدا دیگراں را ہمسر میکنند و از انجملہ اند کسانیکہ در نام نہادن پسر خود را بندۂ فلاں و عبد فلاں میگویند و ایں شرک در تسمیہ است و از اں جملہ اند کسانیکہ در دفع بلا دیگراں را می خوانند و ہمچنیں در تحصیل منافع بدیگراں رجوع می نمایند بالاستقلال نہ آنکہ توسل آں دیگراں نمایند ۔۔ انتہیٰ"، مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ کے نام کی مانند اور کے نام کا وظیفہ کرنا

اور عبد الرسول[1] اور بندہ علی اور عبد النبی اور بندہ حیدر علی علیٰ ہذا القیاس حسین بخش میراں بخش پیراں دیا گابیہ دسوندھیا، محبوب بخش، قلندر بخش، بوعلی بخش، نبی بخش سالار بخش، مدار بخش، خواجہ بخش، امام بخش، سلطان بخش، سلطانی مسایا وغیرہ اولاد کے نام رکھنے اور سوائے خدا کے اور کے نام پہ جانور ذبح کرنا یا نذر منت ماننی یا بلا کے دور ہونے کے واسطے کسی کو پکارنا اور نفع نقصان اس سے سمجھنا یہ سب کام شرک کے ہیں اور کسی بزرگ کا وسیلہ پکڑنا جیسے یوں کہنا یا الٰہی میں حضرت فلانے کا وسیلہ پکڑ کر تجھ سے دعا مانگتا ہوں یہ کہ تو میری فلانی مشکل آسان کرے درست ہے اور دُرِ مختار میں لکھا ہے مَا يَفْعَلُوْنَ مِنْ تَقْبِيْلِ الْاَرْضِ بَيْنَ يَدَىِ الْعُلَمَآءِ وَالْعُظَمَآءِ فَحَرَامٌ وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِىْ بِهٖ اٰثِمَانِ۔ یعنی علما اور بزرگوں کے سامنے زمین بوسی کرنی حرام ہے اور کرنے والا اور اس پہ راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں اور حضرت قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ کتاب ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں۔ چنانچہ "جہال می گویند شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی جائز نیست واگر گوید الٰہی بحرمت خواجہ شمس الدین حاجت مرا روا کن مضائقہ ندارد" یعنی یوں کہنا یا شیخ عبد القادر یا ترک پانی پتی جائز نہیں اور وسیلہ بزرگوں کا پکڑ کے اللہ سے مانگنا درست ہے۔ غرض ہمارے دین میں سوائے اللہ کے اور کو

---

[1] ہمارے دین میں سنت ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جاوے اور ساتویں دن عقیقہ کیا جاوے اور نام رکھا جاوے مطابق سنت کے جیسے عبد اللہ یا عبد الرحمٰن۔ عبد الرحیم۔ محمدؐ، احمد۔ اسماعیل۔ اسحٰق۔ ابراہیم حسن۔ حسین وغیرہم اور عورتوں کے نام جیسے امۃ اللہ۔ امۃ الرحمٰن۔ فاطمہ۔ خدیجہ۔ میمونہ ام حبیبہ وغیرہم۔

معبود ٹھہرانا اور حاجت روا اور نفع نقصان کا مالک سمجھنا درست نہیں ہے بلکہ شرک ہے اور جو تم نے کہا کہ صوفی لوگ کھیل اور تماشے کی مجلس کو عبادت سمجھتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ صوفی بننا بہت مشکل ہے اور ہمارے دین میں صوفی اس کو کہتے ہیں کہ اپنے نفس کی خواہشوں کو چھوڑ کر بالکل شریعت کا تابع ہو اور ریاضت اور مجاہدت سے اپنے دل کو صاف کرے اور یہ لوگ جو اب طبلہ و سارنگی وغیرہ سنتے ہیں سو بے سمجھ اور غفلت کے سبب سے ایسی مجلسوں میں آتے جاتے ہیں سچے صوفی وہ ہیں جن کے بعضے اخلاق چوتھی فصل میں بیان ہوئے اور صوفیوں کے نزدیک ایک دم بھی خدا کی یاد سے غافل ہونا درست نہیں کھیل تماشے کا تو کیا ذکر ہے ہمارے دین میں کھیل تماشا بہت منع ہے جیسے فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ انعام میں وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۔ یعنی چھوڑ دو ان کو جنہوں نے ٹھہرایا طریق اپنا کھیل اور تماشہ اور بھلا دیا ان کو دنیا کی زندگی نے اور سورۂ لقمان میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۔ یعنی اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ خریدتے ہیں کھیل کی باتوں کو تا بچلاویں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہراویں اس کو ہنسی ۔ وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے ۔ قرآن کے مفسر لکھتے ہیں کہ یہ آیت راگ باجے کی مذمت میں نازل ہوئی ہے اور مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وامرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر ۔ یعنی حکم کیا مجھ کو میرے رب نے واسطے مٹانے معازف اور مزامیر کے معازف ان باجوں کا نام ہے جو ہاتھ سے بجائے جاویں اور مزامیر وہ جو منہ سے بجائے جاویں اور ہمارے دین کے چار امام مجتہد فقہ کے بڑے[1] مشہور ہیں ۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ

---

[1] یعنی امام تو بہت ہوئے ہیں ان میں سے چار مشہور ہیں ۔

حضرت امام شافعیؒ۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ۔ حضرت امام مالکؒ سو ان چاروں کے نزدیک باجوں کے ساتھ راگ سُننا حرام ہے ہاں اتنا جائز ہے کہ کبھی عید کے دن یا بیاہ وغیرہ میں کوئی دائرہ بجائے یا کوئی غزل وغیرہ جس میں فقط مضمون خوشی کا یا بہادروں کی بہادری کا بیان ہوگا۔ گائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ اس قدر میں کچھ غفلت نہیں حاصل ہوتی اور اس بات پہ دوام اور استمرار دُرست نہیں ہے کہ موجب غفلت ہوتا ہے اور ہمارے صوفیوں کے اس زمانہ میں چار طریق بڑے مشہور ہیں۔ قادریؒ۔ سہروردیؒ۔ نقشبندیؒ۔ چشتیؒ۔ سو ان چاروں طریقوں میں سے حضرت محبوب سُبحانی قطب ربّانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کہ قادری طریق کے امام ہیں۔ انھوں نے کبھی ایسی مجلس نہیں کی بلکہ کتاب غنیۃ الطالبین کہ ان کی تصنیف ہے اس میں انھوں نے یوں فرمایا ہے فقط: اذا کان خالیا عن المنکر فان حضرہ منکر کالطبل والمزمار والعود والنائی والرباب والمعازف والطنابیر والشبین والشامبۃ والجعفرات الذی یلعب بہ الترک لایجلس ھناک لان کل ذلک محرم۔ یعنی جب جائز ہے کہ گناہ سے خالی ہو سو اگر حاضر ہو اس میں کوئی گناہ کی بات جیسے طبلہ اور مزمار اور عود اور بانسری اور ارباب اور معازف اور طنبورے اور شبین اور شبابۃ اور جعفران جس سے ترک لوگ بازی کرتے ہیں سو نہ بیٹھے اس جگہ کیونکہ یہ سب حرام ہیں اور حضرت شہاب الدینؒ سہروردی طریق کے امام ہیں اُن سے بھی اس طرح کی مجلس ثابت نہیں ہوئی بلکہ ان کے خاص مرید حضرت مصلح الدین سعدی شیرازیؒ نے کتاب گلستان میں لکھا ہے کہ میں اوّل بسبب ہوا و ہوس جوانی کے راگ سُنا کرتا تھا پھر میں[1] نے توبہ کی اب

---

[1] شیخ علیہ الرحمۃ گفتہ است بس بدست ابن مطرب توبہ کردم۔

دیکھو کہ توبہ گناہ سے ہوتی ہے نہ عبادت سے اور نقشبندی طریق کا تو حال ظاہر ہے کہ ان کو راگ پر سخت انکار ہے باقی رہا چشتی طریق سو اس طریق کے پیشواؤں نے بھی باجے کے ساتھ راگ نہیں سُنا اور جو کوئی شخص کوئی روایت اُن کے سُننے کی بیان کرے سو محض غلط اور بے اصل اور افترا ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ بعضے بزرگوں نے خلوت میں بیٹھ کر اپنے مریدوں کی زبان سے کبھی کبھی ایسا راگ سُنا ہے جس میں اللہ اور رسول کی تعریف یا ایسا مضمون ہو کہ جس کو سُن کر ایک حالت ذوق کی پیدا ہو سو کیا مقدور کہ اس میں کوئی کام کھیل یا تماشے کا ہو اور طبلہ سارنگی وغیرہ کا تو کیا ذکر ہے سو اس طرح کا راگ بھی سب نے نہیں سُنا بعضوں نے سُنا ہے اور بعضے اس پر بھی انکار کرتے رہے ہیں چنانچہ منقول ہے کہ حضرت نظام الدینؒ اولیاء کبھی کبھی راگ سُنا کرتے تھے اور حضرت نصیر الدینؒ اولیا چراغ دہلی اُن کے خلیفہ راگ سُننے سے منکر تھے ایک شخص نے حضرت نصیر الدینؒ سے کہا کہ تیرا پیر راگ سُنا کرتا ہے تو کیوں نہیں سُنتا انھوں نے فرمایا کہ جو پیر کوئی کام برخلاف شرع کے کرے تو مرید کو اس امر میں پیر کی متابعت کرنی نہ چاہیے اس شخص نے اس بات کو حضرت نظام الدینؒ صاحب سے کہہ دیا آپ نے فرمایا نصیر الدینؒ[1] سچ کہتا ہے یعنی یہ بات حق ہے کہ پیر کی متابعت اس کام میں کہ برخلاف شرع ہے دُرست نہیں اور روایت ہے کہ حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم شامی حضرت نظام الدین صاحبؒ مرض موت میں بیمار ہوئے جناب حضرت نظام الدین صاحبؒ اُن کی بیمار پُرسی کو تشریف لے گئے اور موافق قانون شرعی کے اجازت چاہی قاضی صاحب نے فرمایا کہ اب میرا وقت اخیر ہے

---

[1] لکھا ہے کہ حضرت نصیر الدینؒ نے فرمایا کہ خُذ ما صَفَا ودع ما کَدِرْ۔

میں اپنے اللہ سے ملتا ہوں میں گوارا نہیں رکھتا کہ اس وقت بدعتی میرے سامنے آوے۔ جناب حضرت نظام الدینؒ نے فرمایا کہ قاضی صاحب سے کہو کہ بدعتی بدعت سے توبہ کرکے آیا ہے جب قاضی صاحب نے یہ بات سنی اسی وقت اپنا عمامہ دبا اور کہا کہ حضرت نظام الدین صاحبؒ کے قدموں کے نیچے اس کو بچھاؤ اور عرض کرو کہ اس پر تشریف رکھ کر اندر تشریف لادیں یہ اللہ کے ولی ہیں ان میں اتنا ہی قصور تھا یعنے راگ سننا۔ کہتے ہیں کہ حضرت نظام الدینؒ صاحب نے اس عمامہ کو ادب سے اٹھایا اور سر پر رکھ لیا اور اندر گئے جب باہر آئے قاضی صاحب بہشت نصیب ہوئے اور جب تک قاضی صاحب مدفون نہ ہوئے حضرت نظام الدینؒ صاحب کے آنسو بند نہ ہوئے تھے اور اس طرح کا راگ بھی ان بعضے بزرگوں نے ان شرطوں سے سنا ہے کہ اس مجلس میں کوئی آدمی جوان اور عورت لڑکا خوبصورت نہ ہو اور قوال راگ کی مزدوری لینے والا نہ ہو اور راگ کا مضمون کفر اور فسق نہ ہو اور اس میں کسی زندہ معشوق کی تعریف نہ ہو اور اس کے ساتھ سارنگی ڈھولک، طنبور، ستار، نفیری وغیرہ نہ ہو اور اس دم نماز کا وقت نہ ہو اور اس مجلس میں کوئی مرید کچا نہ دیکھو ایسے بندولبست میں کھیل اور تماشا کہاں رہا اور باوجود اس کے اس راگ کو ان بزرگوں نے مستحسن نہیں جانا اور جب کسی عالم دیندار نے ان پر انکار کیا انہوں نے اپنی خطا ظاہر کر دی ہے برخلاف تمہارے بڑوں کے کہ جن کا شعار کھیل اور تماشہ اور فسق و فجور تھا۔ چنانچہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔

سوال ہندوان: اس بیان پر اگر کوئی ہندو ہم پر اعتراض کرے کہ پس تمہاری تقریر سے معلوم ہوا کہ تمہارے بزرگوں میں کچھ بھی طاقت نہیں ہے اور وہ محض عاجز تھے کہ جن سے کسی کو نہ کچھ فائدہ پہنچے نہ نقصان اور ہمارے

بزرگ بڑے شکست امان یعنی قوت والے تھے کہ جن سے لوگ اپنی حاجات مانگتے اور مراد کو پاتے ہیں۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری تقریر سے یہ نہیں ثابت ہوا کہ ہمارے بزرگوں میں کچھ بھی طاقت نہیں ہے بلکہ یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ وہ اللہ کے شریک نہیں ہیں اور اللہ کے آگے عاجز ہیں کچھ ہمارے تمہارے آگے عاجز نہیں ہیں اور کسی کو نفع اور نقصان پہنچانا دو طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ وہ خود نفع و نقصان پہنچانے کا مالک ہو سو یہ بات تو خاصا اللہ ہی کا ہے اور کسی کی یہ شان نہیں ہے نہ نبی کی نہ ولی کی دوسرا یہ کہ ولی اللہ کی جناب میں کسی کے واسطے دعا کریں اور اللہ تعالےٰ ان کی دعا قبول کرے سو اس طرح کا نفع ہمارے بزرگوں سے ہزاروں کو پہنچا ہے اور بعضے ظالموں سرکشوں کو ان کی بددعا سے نقصان بھی پہنچا ہے اور اسی واسطے ہمارے سب علماء کے نزدیک یہ درست ہے کہ کوئی شخص زندہ بزرگ سے کہے کہ اے فلانے میرے واسطے اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ میری فلانی مراد پوری کرے یوں نہ کہے کہ تو میری حاجت روا کر — بعض اوقات میں اللہ کے بتلانے سے دور دور کی خبر بھی ہو گئی ہے چنانچہ پہلے باب کی چوتھی فصل میں ظاہر ہے اب جو ہمارے بزرگوں سے خدا کی خلقت کو فیض پہنچا ہے ذرا کان دھر کر سنو اوّل سب بزرگوں سے بڑے بزرگ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو اُن کا فیض ایسا بے حد ہے کہ اس وقت سے قیامت تلک جتنے مسلمان مرد و عورت ہیں سب حضرت کے طفیل سے اور انہیں کی ہدایت سے دوزخ سے بچے اور بہشتی ہوئے[1] اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیر اور جمعرات کو مسلمانوں کے اعمال

---

[1] جو کہ ایمان کے ساتھ مرے۔

فرشتے حضرت کی خدمت میں عرض کرتے ہیں حضرتؐ اچھے عمال کو ایسے دفتر میں لکھوا دیتے ہیں کہ کبھی نہ مٹیں اور برُے اعمال سُن کر مسلمانوں کے واسطے اللہ کی بخشش مانگتے ہیں دیکھو یہ فیض اب تک جاری ہے اور قیامت کے دن حضرتؐ کی شفاعت سے گنہگار بخشے جاویں گے بعضے بدوں عذاب کے اور بعضے دوزخ سے نکالے جاویں گے اور حضرت سے جتنا کچھ فیض خلقت کو پہنچا ہے اس سارے کا بیان ہزار کتابوں میں نہ آسکے پر دیدۂ انصاف میں چاہیے اسی واسطے خدائے پاک نے فرمایا ہے وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یعنی اے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تم کو سارے جہان کے لیے رحمت بھیجا ہے اور حضرت کے سوائے جتنے انبیاء علیہم السلام ہیں اُن سے بھی اسی طرح کے فیض خلقت کو پہنچے اور انبیاء سے پیچھے اولیاء ہیں اُن سے بھی بہت چشمے فیض کے جاری ہوئے ہیں خصوص اس اُمت مرحومہ کے اولیاء جیسے حضرت کے اہلبیت اور اصحاب اور تابعین جن سے دین حق دنیا میں پھیلا اور اُن سے اُتر کر امام جیسے حضرت محمد بن اسماعیل بخاری اور حضرت مسلم اور حضرت ترمذی اور حضرت نسائیؒ اور حضرت ابن ماجہ اور حضرت ابوداوُد وغیرہم کہ حدیث کے امام ہیں۔ اور حضرت ابو حنیفہؒ اور حضرت شافعیؒ اور حضرت احمد بن حنبلؒ اور حضرت امام مالکؒ اور حضرت ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ اور حضرت سفیانؒ اور حضرت زفر وغیرہم کہ فقہ کے امام ہیں اور حضرت ابوالحسن اشعریؒ اور حضرت ابو منصور ماتریدی وغیرہما کہ عقائد کے امام ہیں اور حضرت حسن بصریؒ اور حضرت ابو یوسفؒ اور حضرت ابوالمنصور ماتریدی وغیرہما کہ عقائد کے امام ہیں اور حضرت مودودؒ چشتی اور حضرت امام غزالیؒ اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی وغیرہم کہ علم سلوک و تصوف اور معارف کے امام ہیں اور سوائے اُن کے اور بہت امام ہیں۔ یہاں بعضے مشاہیر کا نام لکھا گیا ہے سو ان لوگوں نے خوب خوض اور فکر کر کے قرآن

اور حدیث کے معنی سمجھے اور اسی سے مسئلے دین کے نکلے اور لوگوں کو پہنچائے برخلاف تمہارے بزرگوں کے کسی نے کسی سے دغابازی کر کے ان کی سلطنت چھین لی اور کسی نے لکھا آدمیوں کو بے گناہ قتل کر دیا۔ کسی نے کسی کی جورو سے زنا کیا کسی نے کسی کی ناک کاٹ دی کسی سے بدخلقی کی چنانچہ تھوڑا سا بیان اس کا دوسری اور چوتھی فصل میں ہوا ہے اور جو تم نے کہا کہ ہمارے بزرگ بڑے شکت مان یعنی قوت والے تھے جن سے لوگ اپنی مرادوں کو مانگتے اور حاصل کرتے ہیں سو وہی تمہارے شکت مان کہ سارے دیوتے ایک جلندھر دیت کی لڑائی میں کہ بقول تمہارے انہیں کا بنایا ہوا تھا عاجز ہو گئے اور اسی سے جلندھر نے لڑکپن میں برہما کی داڑھی پکڑ کر اس کو رلایا اور مہادیو اپنے غصہ کی آگ کو روک نہ سکا اور گنیش کا سر تلاش کرنے لگا تڑپایا اور برہما اور بشن ایک آلت کو ناپنے لگے انتہا نہ پا سکے یہ سب حال تھوڑا سا مذکور ہو چکا اور سوائے اس کے مہابھارت وغیرہ اپنی تاریخوں سے دریافت کرو کہ تمہارے بڑے کیسے عاجز تھے سچ تو یہ ہے کہ پرلے سرے کا زور رکھنا اور عجز و احتیاج سے پاک ہونا اللہ کی شان ہے اور کسی کی شان نہیں سو مستحق عبادت اور پرستش کا بھی اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں اسی واسطے ہمارے دین کا خلاصہ اعتقاد یہی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی اللہ کے سوائے کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھیجے ہوئے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کے پیغام پہنچا دیں اور یہ جو بعضے جاہل اللہ کو چھوڑ کر اور کسی سے حاجت مانگتے اور مراد کو پہنچ جاتے ہیں سو اس کا یہ سبب ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے کوئی کسی سے کچھ مانگے اللہ دینے لگتا ہے تو اس کو بہر صورت دے دیتا ہے جیسے چھوٹا لڑکا دائی سے ہل جاتا ہے اور ماں باپ کو بھول جاتا ہے جب اس کو کوئی چیز درکار ہوتی ہے تو دائی سے مانگتا ہے باپ جانتا ہے کہ دائی غریب اس کو

کیا دے گی وہ آپ خود وہ چیز اس کو لے دیتا ہے اور لڑکا نادان یہ سمجھتا ہے کہ
چیز مجھ کو دائی نے دی ہے اسی طرح جب کوئی شخص اللہ کے سوا کسی اور سے مانگتا ہے
اور اللہ اس کو دے دیتا ہے وہ نادان جانتا ہے کہ مجھ کو اسی شخص نے دی جس سے
میں نے مانگی تھی۔ پس اس اعتقاد سے اس کا شرک بڑھ جاتا ہے اور دوزخ کے
عذاب میں پھنستا ہے۔

سوال: اس مقام میں بعضے ہندو جینی اور سراؤگی کہلاتے ہیں کہا کرتے ہیں کہ ہم لوگ مشرک نہیں ہیں اور ہم سوائے خدا کے اور کو سزاوار پرستش کا نہیں جانتے نہ ہم کشن لیشن کو مانیں نہ مہادیو کو نہ دیوی کو نہ گنگا نہ جمنا وغیرہ کو نہ کسی اور کو۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارے نزدیک خدا داد طور پہ ہے ایک نرگن پرمیشر جس کی کچھ صفت ہی نہیں اور تم اس کو محض معطل جانتے ہو دوسرا ساکار پرمیشر کہ بقول تمہارے ان آدمیوں سے کوئی شخص بسبب شائستہ کرداری کے غیب دان بن جاتا ہے اور ایسے پرمیشر تمہارے نزدیک چوبیس آدمی ہوئے ہیں کہ پہلا ان کا ادھ ناتھ اور پچھلا ان کا مہادیر ہے بھلا جس کے نزدیک پچیس پرمیشر یعنی ایک نرگن پرمیشر اور چوبیس ساکار پرمیشر ہوں اس سے زیادہ کون مشرک ہے۔

حکایت: اتفاقاً ایک دفعہ بلدۂ لاہور میں ایک مسافر ذی عزت صاحب کمنت ساکن شاہجہان آباد سے ملاقات ہوئی کہ وہ ظاہر میں سراؤگی تھے اور میں ان دنوں میں اپنا اسلام مخفی رکھتا تھا تقریباً میں نے ان سے پوچھا کہ لالہ جی میں حیران ہوں اس بات میں کہ دنیا میں جتنے دین ہیں ہر کوئی اپنے دین کو حق اور موجب نجات جانتا ہے اور دوسروں کو گمراہ اور جہنمی سمجھتا ہے اور ان سارے ہی دینوں کا سچ ہونا ممکن ہی نہیں آخر سب میں ایک دین سچا ہے اور دوسرے سب کہ اس کے مخالف ہیں سب جھوٹے اور گمراہ ہیں کیونکہ حق کے مقابل میں باطل ہی ہوتا ہے اب میں یہ

پوچھتا ہوں کہ سارے دینوں میں سے کون سچا ہے فرمانے لگے کہ سب دینوں میں سے سچا دین وہ ہے جس میں شرک نہیں ہے مجھے یہ بات بہت ہی پسند آئی اور میں نے کہا کہ شرک تو دین مسلمانی میں نہیں ہے بولے کہ اسی طرح ہے پھر میں نے کہا کہ ہم لوگ اب کیا کریں اپنے دین موروثی کو چھوڑ دیں کہنے لگے کہ جو جو کام سب دینوں میں منع ہے جیسے زنا اور چوری وغیرہ ان کاموں کو چھوڑ دینا چاہیے تاکہ سب دینوں پر عمل ہو جائے میں نے کہا عبادات فریضہ کس طرح ادا کریں جیسے نماز کو مسلمانوں کی فرض ہے اور ہندوؤں کی منع ایسے امور میں کیا کیا جاوے کہنے لگے اس بات کو جرأت چاہیے اس بات سے میں پا گیا کہ یہ صاحب دل سے مسلمان ہے تب میں نے کہا لالہ جی اپنا حال میں آپ سے مخفی رکھتا ہوں اور آپ مجھ سے مخفی رکھتے ہو اور حقیقت میں جو ہے سو ہے بولے کہ ہے تو اسی طرح یہ بات سنتے ہی خوش ہوا اور طرفین سے احوال پرسی ہونے لگی میں نے اپنا اور اپنے دوستوں کا احوال ظاہر کیا انہوں نے کہا میں بہت مدت سے پردہ میں مشرف باسلام ہوں اور نماز پنجگانہ ادا کرتا ہوں مگر نفس کی شامت سے حجاب ظاہری دور نہیں کیا۔ چنانچہ مجھ میں اور ان میں رابطہ دوستی کا محکم ہوا اور وہ بزرگ اب تک پردے میں مشرف باسلام ہیں اور نام ان کا عبداللہ ہے حق تعالیٰ ان کو اسلام ظاہری عطا کرے اور دونوں جہان میں خوش رکھے۔

فائدہ : بعضے ہندو نانک پنتھی یہ گمان رکھتے ہیں کہ ہم شرک سے خالی ہیں اور ہمارے بابا نانک اور دوسرے گوروؤں نے شرک نہیں کیا اور بابا نانک کے کلام میں توحید کا مضمون بہت ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بقول تمہارے بابا نانک نے شرک نہیں کیا لیکن مشرکوں سے بیزار ہو کر علیحدہ کیوں نہ ہو گیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کیوں نہ مانا اور شرک سے بچنا بھی اللہ کے نزدیک جب قبول ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول کی متابعت کرے اور اگر یہ کہو کہ بابا نانک نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا اور حضرت کی تعریف اپنی تصنیفات میں کی ہے جیسے کہ باجہ محمد بھگت آجائیں

[illegible]

یعنے بدوں متابعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادت ضائع ہے اور یہ بھی کہا ہے

پہلا نام خدا دا[1] دوجا نام رسول
تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگہ لویں قبول

[illegible]
[illegible]

سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ ہے کہ اگر یہ بات حقیقت میں بابا نانک نے کہی ہے تو تم کہ بابا نانک کے چیلے ہو اپنے گرو کا حکم مانو جلد کلمہ شریف اعتقاد سے پڑھو مسلمان بن جاؤ تا کہ درگاہ میں قبول پڑ و اور تمہارے گرو گوبند سنگھ نے ظاہر شرک کیا کہ بت پرستی یعنی بیناد یوی کی پوجا کی اس تمنا پر کہ اپنا مذہب جاری کرے اور ہوم کیا اور ایک اپنے سکھ یعنی چیلے کا سر کاٹ کر دیوی کی بکی یعنی قربانی

---

[1] یہ الفاظ زبان پنجابی ست ۔

کی اور ہوم[1] میں جلا دیا اور داس نے دیوی کی مناجات میں یوں کہا ہے کشن لشن کب ہو نہ دسیاؤں جو پھل تم سے پائیوں ۔ اس کلام سے صریح شرک معلوم ہوتا ہے کہ دیوی کو اللہ کا شریک بنا دیا اور تمہاری دس گرنتھی پوتھی میں لکھا ہے ؎ پرتھمی بھگوتی سمرے گرو نانک[2] لیے دسیائے + یعنی اوّل دیوی کو پوج لے گرو نانک نے اس سے مدد مانگی ؎ انگت گورتی امرداس رامداس ہوئے سہائے + یعنی دیوی انگت اور امرداس اور رام داس کی مددگار ہوئی ہے سمرو ارجن ہرگوبند سمرو سری ہررائے۔ یعنی اے لوگو ارجن اور ہرگوبند اور ہررائے کا نام جپو + سری ہرکشن جی دھیا جس ڈٹھے سب دکھ جائے + یعنی ہرکشن کو یاد کر کے مدد چاہیے جس کے دیکھنے سے سب دُکھ جاتا رہے + تیغ بہادر سمرتے گھر نو ندھ آوے + یعنی تیغ بہادر کا نام جپنا چاہیے تاکہ گھر میں نعمت آوے دوڑ کر + جی سب تھائیں ہوئے سہائے یعنی اے ممدوح تمام جگہ مدد کیجیو ۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]

---

[1] ہوم گھی وغیرہ دیوتا کی نذر کر کے آگ میں جلانا ۔

[2] نانک پنتھی سکھوں کے دس مرشد ہیں جن کو دس بادشاہ کہتے ہیں اول نانک اس کا چیلہ انگت اس کا چیلہ امرداس اس کا چیلہ رام داس کہ امرت سر میں اس کا مکان ہے اس کا چیلہ ارجن اس کا چیلہ ہرگوبند اس کا چیلہ ہررائے اس کا چیلہ ہرکشن اس کا چیلہ تیغ بہادر کہ دہلی میں مقتول ہوا اس کا چیلہ اور بیٹا گوبند سنگھ جس نے اس مذہب کو طرح بطرح بدل ڈالا بدن سے بالوں کا مونڈنا اور تمباکو کھانا اور حقے کا پینا حرام کر دیا اور فوج کشی کر کے ملک لوٹنا شروع کر دیا آخر مسلمانوں کے ہاتھ سے بھاگ کر عظیم آباد میں جا رہا ۔ اور ۱۷۰۸ء میں مرگیا۔

[illegible]

دیکھو یہ کلمے صریح شرک کے بھرے ہوئے ہیں اور تمہارے مذہب کو بنڈت لوگ بدعتی فرقہ جانتے ہیں اور تمہاری تواریخوں میں جن کو جنم ساکھی[1] کہتے ہیں ایسی باتیں دُور از عقل ہیں کہ تمہارے مذہب کے بطلان پر صریح دلالت کرتی ہیں مگر غور سے بنظر انصاف و تحقیق دیکھنا چاہیئے اللہ سب ہندوؤں کو ہدایت کرے۔ آمین یا رب العٰلمین۔

فصل ۷

مذہبوں کے اختلاف میں

ہمارے دین اسلام کے تہتّر فرقے مشہور ہیں کچھ مسائل قیاسی اُن سب فرقوں کے آپس میں مختلف ہیں مگر اصل الاصول اعتقادیات میں اور اکثر مسائل کلیہ میں سب فرقوں کو اتفاق ہے اختلاف نہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا خالق اور مالک اور وحدہٗ

---

[1] جنم ساکھی وغیرہ میں لکھا ہے کہ بابا نانک مدینہ منورہ پہنچا اور قاضی رکن الدین سے گفتگو ہوئی اور وہ گفتگو ہندی زبان میں بیتیں ہیں اور لکھا ہے کہ روم میں سلطان حمید قاروں کو نصیحت کی اور نصیحت نامہ بھی ہندی زبان میں ہے اور لکھا ہے کہ آسمانوں پر گیا۔

لاشریک اور جامع جمیع صفاتِ کمال اور سب نقصانوں کی صفتوں سے پاک جاننا اور سوائے اللہ کے اور کی عبادت کو کفر سمجھنا اور سب پیغمبروں کو اللہ کے بھیجے ہوئے برحق جاننا اور سب فرشتوں کو برحق جاننا اور جتنی کتابیں اللہ نے پیغمبروں پر اُتاری ہیں سب کو برحق سمجھنا اور قیامت کے دن حساب ہونے کو اور بہشت و دوزخ کو سچ جاننا اور مسلمانوں کا ہمیشہ بہشت میں رہنا اور کافروں کو بہشت سے بے نصیب ہونا اور دوزخ میں جلنا اور سترہ رکعت نماز کا دن اور رات کے پانچ وقت میں فرض ہونا اور ایک مہینے کے روزے ایک برس میں فرض ہونے اور کعبے کا حج اور مال کی زکوٰۃ صاحبِ توفیق پر فرض ہونا اور ماں باپ کی خاطر اور اطاعت اور کنبے کے لوگوں اور ہمسایوں سے مروّت کرنی اور خدا کی رحمت کی اُمید رکھنی اور اُس کے عذاب کا خوف کرنا اور شریعت اور سب کتب آسمانی اور انبیاء اور ملائکہ کا ادب رکھنا اور زنا اور چوری اور رشوت ستانی اور ظلم اور حرام خوری اور شراب خوری اور جوئے بازی اور حسد[1] اور غیبت اور ریا اور تکبر اور رعونت وغیرہ گناہ ظاہر اور باطن کے گناہوں کو بُرا سمجھنا ان باتوں پر سارے ہی فرقے اسلام کے متفق اللسان ہیں۔ کسی کو کچھ اختلاف اور انکار نہیں اور بعضے مسائل فروع و جزئیات میں کچھ اختلاف بھی ہے اور سبب اس اختلاف کا کچھ یہ نہیں ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام مختلف ہیں۔ اللہ اور رسول کے کلام میں تو ایک ذرہ بھر اختلاف نہیں ہے بلکہ بعضی

---

[1] حسد کسی کے پاس نعمت دیکھ کر جلنا۔ کسی کے پیچھے سچ سچ ذکر کرنا کہ وہ سُن کر رنجیدہ ہو۔ ریا عبادت کسی کے دکھانے کو کرنی۔ تکبر اپنے آپ کو اوروں سے بہتر سمجھنا۔ رعونت اپنے آپ کو فی نفسہٖ بہتر سمجھنا۔

آیات اور حدیثوں کے معنی کسی کی سمجھ میں کسی طرح آئے اور کسی کی دانست میں کسی طرح یا کسی حدیث کے راوی کو کچھ سہو ہو گیا اسے غلطی سے دوسرے طور پر بیان کیا اور صاحبِ مذہب نے اس کو حدیثِ معتبر جان کر اس پر عمل کیا۔ سوائے اس کے اور بھی کئی سبب اختلاف کے ہیں جن سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے کلام میں کچھ اختلاف نہیں اس پر بھی سارے ہی فرقے متفق ہیں کہ اللہ اور رسول کے کلام میں کچھ اختلاف نہیں اور بلکہ یہ اختلاف قیاسی اور عقلی ہے پھر اس اختلاف میں ہم سب کو حق پر نہیں جانتے بلکہ یوں جانتے ہیں کہ ان سب سے ایک فرقہ حق پر ہے اور حق والے وہ لوگ ہیں کہ حضرت کی اور حضرت کے اصحاب کی سُنّت یعنی چال وچلن جن میں موجود ہے اور حضرت کے حکم اور چال وچلن سے کمی بیشی نہیں کرتے اس واسطے اس فرقہ کا نام اہلسنت ٹھہرا ہے۔

اور ہندوؤں کے دین میں فرقے تو بے شمار ہیں چنانچہ کئی سو مذہب ہندوؤں کا ہے لیکن ان میں بڑے مذاہب چھ شاستر ہیں اور ان چھ شاستروں کے اصل الاصول اور بڑے بڑے اور کھلے کھلے مسائل میں بڑا اختلاف ہے لیکن باوجود اتنے اختلاف کے ہندو ان چھوں شاستروں کو ست یعنی برحق مانتے ہیں اور یہ بات عقل کے نزدیک نہایت ہی محال ہے کہ باوجود اس اختلاف کے سب برحق ہوں اور کوئی خطا کو پر نہ ہو، چنانچہ تھوڑا سا بیان اس کا اسی باب کی پانچویں فصل میں ہو لیا ہے اب صرف ان شاستروں کے نام اور بعضے اصول مسائل اختلافی بیان کرتا ہوں۔

پہلا بید انت شاستر نکلا ہوا بیاس کا ہے اور اس شاستر والے لوگ بیدانتی کہلاتے ہیں ان کے نزدیک سوائے خدا کے کوئی چیز موجود نہیں ہے اور تمام مخلوقات کو خیال وخواب جانتے ہیں کہ جب برمھ یعنی خدا میں مایا کی جنبش ہوئی تب وہ البشر کہلایا گیا اور البشر تین قسم پر ہوا رج گن کے سوبند سے برمہا ہوا

اور ست گن کے پیوند سے بشن ہوا اور تم گن کے پیوند سے شب یعنی مہادیو پیدا ہوا برہما[1] پیدا کرنے والا - بشن پالنے والا، شب فنا کرنے والا غرض بقول ان کے سب امورات دنیا کے انہیں تینوں سے علاقہ رکھتے ہیں اور برمھ[2] یعنی خدا محض معطل ہے اور یہ تینوں بھی حقیقت میں آپ برمھ ہیں مایا کی جہت سے ایشر کہلاتے ہیں اور جب کہ برمھ کو ابدیا یعنے بیدانشی کا پیوند ہوا تب وہ جیو یعنی جاندار کہلایا یعنے یہ سارے جاندار آپ برمھ ہیں ابدیا یعنی بیدانشی کے سبب سے اپنے آپ کو جیو جانتے ہیں اُن کے نزدیک برمھ یعنی خدا اور ایشر یعنے برہما اور بشن اور شب جیو یعنے جاندار یہ سب کچھ ایک ہی وجود ہے اور ابدیا کو اگیان بھی کہتے ہیں سو اگیان اُن کے نزدیک دو قوت رکھتا ہے ایک بچھیپ[3] شکت یعنی پیدا کرنے کی قوت یعنی جس کے سبب جاندار پیدا ہوا ہے دوسری اورن شکت یعنی عقل کے دبا لینے کی قوت اور مکت اُن کے نزدیک یہ ہے کہ بیدانشی دور ہو جاوے اور جیو کہ بسبب اگیان کے اپنے آپ کو جیو سمجھ رہا ہے اپنے تئیں برمھ یعنی خدا سمجھ لے تاکہ جینے اور مرنے سے چھوٹ جاوے اور ابدیا کے حق میں بیدانتی دو مذہب رکھتے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ ابدیا ایک ہے اُن کے نزدیک تو مکت کسی کو حاصل نہیں ہوئی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ابدیا بہت ہیں اُن کے نزدیک بہتروں کو مکت حاصل ہو چکی ہے کیونکہ مکت

---

[1] اور کہتے ہیں کہ بیس بیس برس ان تینوں میں سے ہر ایک کی حکومت جہان میں رہتی ہے برہما کی بیسی یعنے بیس برس میں کثرت پیدائش اور بشن کی بیسی میں کثرت پرورش اور شب کی بیسی میں کثرت موت ہوتی ہے۔

[2] برمھ بفتح بائے موحدہ وسکون رائے مہملہ و میم و ہائے خفی [3] بدیا کے معنی علم اور ابدیا بے علمی اور اگیان گیان کے معنے علم اور بے علمی [4] بچھیپ شکت بکسر بائے موحدہ وجیم فارسی مشدد و ہا خفی و یائے مجہول وسکون بائے فارسی و فتح شین منقوط وسکون کاف عربی و تائے مثناۃ

ان کے نزدیک حاصل ہونا گیان یعنی دانش کا ہے جس کسی کا اگیان یعنی بیدانشی دُور ہوا اس کو گیان حاصل ہوا اور اُس نے آپ کو خدا سمجھ لیا اس کی مکت ہو گئی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگیان کے تین گن یعنے صفت ہیں رج جس سے خواہش اور غم اور خوشی حاصل ہو ست جس سے عقل اور خوشحالی اور آسودگی حاصل ہو تم جس سے غصہ اور جہالت اور تن آسانی حاصل ہو اور پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ تینوں گن برہم یعنی خدا سے پیوند پاتے ہیں اور قیامت کے باب میں جو ان کا مذہب ہے۔ سو پانچویں فصل میں بیان ہو چکا ہے۔

دُوسرا میمانسا شاستر: نکالا ہوا جیمن رکھ کا ہے اور اس کے شاگردوں کا نام جن کے نام یہ ہیں مرآری مصر کمارل بھٹ پربھاکر کردار اس شاستر والوں کو میمانسک کہتے ہیں ان کے مذہب میں حق تعالٰی کو خالق نہیں جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو رنج و راحت اور اقبال اور ادبار اور خوشی اور غم وغیرہ جو کچھ پیدا ہوتا ہے کرم یعنی عملوں سے ہے اور جیسے کہ بیدانتی تینوں البشروں کو نائب اور منظہر خدا جانتے ہیں میمانسک اس بات کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ انہیں آدمیوں میں سے کبھی کوئی برہمن جاتا ہے اور کوئی شب اور جہان کا ابتدا اور انتہا نہیں مانتے اور پہاڑوں اور دریاؤں کو ابدی جانتے ہیں اور جسموں کا مرکب ہونا اجزائے صغار سے جانتے ہیں جز لایتجزی[1] سے منکر ہیں اور مکت[2] کا وسیلہ ان کے نزدیک گیان اور کرم دونوں ہیں اور آدمی کو اپنے

---

[1] جزء لایتجزی در اصطلاح متکلمین جزیکہ تقسیم نہ پذیرد و تحقیق این لفظ بدیگر علوم تعلق دارد۔

[2] برخلاف بیدانت کہ دراں مذہب وسیلہ نجات صرف علم است نہ عمل۔

عملوں کا مختار جانتے ہیں اور پدارتھ ان کے نزدیک دس ہیں چنانچہ پدارتھ کا ذکر نیائے شاستر کے بیان میں ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

تیسرا نیائے شاستر نکلا ہوا گوتم[1] رکھ کا اور اس شاستر میں اکثر بیان ہے حکمت فلسفی اور منطق اور مناظرہ کا اگرچہ بعضے ہندو اس شاستر کو بید کا انگ یعنی عضو نہیں جانتے یعنے بید سے باہر جانتے ہیں لیکن تب بھی اُن کے نزدیک یہ شاستر مردود نہیں ہے اور جو لوگ اس شاستر کے واقف اور پڑھنے والے ہیں نیایک کہلاتے ہیں اس شاستر کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک خدائے تعالےٰ بے ابتدا اور بے انتہا اور پیدا کرنے والا ہے اور کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ اپنی پیدا کی ہوئی ایک صورت سے تعلق پکڑتا ہے اور اس کے وسیلہ سے لوگوں کو ایک کتاب پہنچاتا ہے اور اس کتاب کی چار قسمیں ہیں ایک رگ بید، دوسرا ججر بید، تیسرا سام بید، چوتھا اتھربن بید اور ہمیشہ رہنا بہشت اور دوزخ میں نہیں مانتے اور خدا کی صفتیں آٹھ جانتے ہیں ان میں سے چھ صفتوں کو قدیم جانتے ہیں۔ گیان یعنی ہر چیز کا جاننا پرتین یعنے تدبیرا چھیا یعنے خواہش سنکھیا یعنی گنتی میں ایک پرمال یعنی مقدار بے انتہا پرتھگتو[2] یعنی تشخیص اور تمیز اور دو صفتوں کو حادث جانتے ہیں سنجوگ یعنی پیوند بھاگ یعنی جُدا ہونا اور جو موجودات ہے ان کے نزدیک سولہ پدارتھ یعنی اصل سے باہر نہیں اور سولہ پدارتھ کا بیان دراز اور سمجھنا اُن کا تفصیل وار

---

[1] گوتم بکاف فارسی و واؤ مجہول وفتح تائے مثناۃ فوقانی و میم ساکن نام حکیمے است ہندی۔

[2] پرتھگتو بفتح بار فارسی و سکون رائے مہملہ و فتح مثناۃ فوقانی وہائے مخفی و کاف عربی و ضمم تائے و فتح واو معدولہ۔

مشکل ہے اس واسطے یہاں صرف ان کے نام لکھے جاتے ہیں۔ پرتیجہ، پرمان، پرمینی سنشی، وشناسنٹ، سدھانت، ادہوا، ترزرک، ترنی، باد، جلپ، تنیا بگڈا، ہیتیو ابھاس چھل جات[1]، نگرستان اور نیایک اعتقاد رکھتے ہیں کہ وسیلہ، مکت یعنے نجات کا یہ ہے کہ ان سولہ چیزوں کو جیسی کہ ہیں دریافت کرے اور عالم ان کے نزدیک قدیم ہے لیکن فنا ہو جائے گا۔ چنانچہ کچھ حال اس بات کا پانچویں فصل میں بیان ہولیا۔

چوتھا بیشش شاستر نکالا ہوا کناد کا اور اس مذہب والوں کو بیشیشک شاستر کہتے ہیں یہ شاستر اکثر مسائل میں نیائے شاستر سے موافق ہے لیکن پدارتھ ان کے نزدیک سات ہیں، درب۔ گن۔ کرم۔ ساماں۔ بسیکھ سموائے ابھایا۔

پانچواں[2] سانکھ شاستر نکالا ہوا کپل[3] کا اس شاستر والے خدا کو خالق نہیں جانتے۔ بلکہ ہر چیز کی پیدائش پرکرتی ہے[4] جانتے ہیں یعنی پرکرتی کو علت اولیٰ جانتے ہیں اور عالم کو قدیم جانتے ہیں اور فنا ہونا کسی شے کا نہیں مانتے کہتے ہیں

---

[1] جات بفتح جیم عربی والف وکسر تائے مثناۃ فوقانی کہ ایں کسرہ مثل یائے معروف خوانده شود یعنی ایں لفظ قریب بمعنی عرض عام است [2] بیشش بفتح موحدہ وسکون تحتانی وکسر شین منقوطہ ویائے مجہول وسکون شین منقوطہ نام شاستر۔

[3] سانکھا بفتح سین والف ونون غنہ وکاف عربی مخلوط اللفظ بہا۔

[4] پرکرت بفتح بائے فارسی وسکون رائے مہملہ وکسر کاف عربیہ وسکون رائے مہملہ وکسر تائے مثناۃ فوقانی کہ ایں کسرہ مثل یا خوانده شود بمعنی سبب۔

کہ معلول علت میں آجاتا ہے اور اس شاستر میں بڑی بحث چار چیز کی ہے جن کو چار تت کہتے ہیں **پہلا تت:** پرکرتی کہ ان کے نزدیک ہر چیز کے کارن یعنی سبب ہے اور یہ پرکرتی کارج یعنی سبب نہیں ہوتی اور صفت اس کی یہ ہے کہ ایک جوہر قدیم بیدائش یعنی ہر جگہ موجود در جگن و الے تم گن والے ست گن والے **دوسرا تت** پرکرتی بکرتی[1] کہ بعضے چیزوں کے کارن یعنے سبب اور بہ نسبت بعضی چیزوں کے کارج یعنی مسبب ہوتی ہے اور یہ تین قسم پر ہے پہلا قسم مہتت جس کو بدھ بھی کہتے ہیں دوسرا قسم آہن کار اور یہ تین طور پر ہے اگر اس میں ست گن کا غلبہ ہے تو بی کرت آہنکار کہلاتا ہے اور اگر اس میں رج گن کا غلبہ ہے تو یہ تجس آہنکار کہلاتا ہے اور اگر اس میں تم گن کا غلبہ ہے تو بھوتا د آہنکار کہلاتا ہے۔ تیسرا قسم تن ماترا اور وہ پانچ ہیں سبد آواز سپرس یعنی ایک چیز کا دوسرے سے چھوتا روپ یعنی شکل رس یعنی ذائقہ گندہ یعنی بو **تیسرا تت:** بکرتی کہ کارج یعنی مسبب ہوتی ہے اور کارن یعنی سبب نہیں ہوتی ہے اور یہ دو نوں پر ہے ایک اندر یعنی حواس اور بعضے اعضائے دوسرے پانچوں عنصر اور یہ پانچوں عنصر پانچوں تن ماتر سے موجود ہوئے ہیں۔ اکاش۔ سدسے۔ پون۔ سپرس سے اگن روپ سے جل رس سے پرسی گندہ سے۔ **چوتھا تت:** پراکرتی نہ بکرتی نہ معلول ہے اور نہ علت یعنے نہ سبب ہوتی ہے اور نہ مسبب اور اس کو پرکھ اور آتما بھی کہتے ہیں اور پرکھ دو قسم پر ہے ایک جیو آتما یعنے نفس ناطقہ اس کو بھی قدیم جانتے ہیں۔ دوسرا برہم آتما یعنے خدا تعالیٰ یہ لوگ اعتقاد رکھتے ہیں اس بات کا کہ جب پرکرتی کا پیوند ہوتا ہے پرکھ سے جہان کی پیدائش ہوتی ہے

---

[1] بکرت بکسر حرف اخیر کہ ایں کسرہ مثل یائے معروف خواندہ مے شود یعنی معلول و سبب۔

اور کہتے ہیں کہ پرکرتی اندھی ہے اور آتما[1] یعنی پرکھ لنگڑا ہے یعنی یہ دونوں بغیر پیوند ایک دوسرے کے کچھ نہیں کر سکتے اور کہتے ہیں کہ وقت پرلے یعنی فنائے عالم کی تینوں عرض یعنی رجگن اور ست گن اور تم گن برابر ہوتے ہیں - اور وقت پیدائش عالم کے ست گن غالب ہوتا ہے تب مہتت پیدا ہوتا ہے - الغرض اُن کے نزدیک جب پرکرتی کو پرکھ سے پیوند ہوتا ہے اور ست گن غالب ہوتا ہے تب مہتت پیدا ہوتا ہے اور مہتت سے آہنکار اور آہنکار سے گیارہ اندریاں اور پانچ تن ماتر سے پانچ عنصر جیسے بیان ہوا ہے اور وقت فنا ہونے جہان کے پانچوں عنصر پانچوں تن ماتر میں غائب ہو جاتے ہیں اور پانچ تن ماتر آہنکار میں اور آہنکار مہتت میں اور مہتت پرکرتی میں -

چھٹا پاتنجل شاستر نکالا ہوا پتنجل کا اکثر باتوں میں سانکھ شاستر

---

[1] آتما اور پرکھ کبھی خدا تعالیٰ کو بھی کہتے ہیں اور لنگڑا بھی کہتے ہیں نعوذ باللہ ف تیسری اپنکھد ججر بید میں ہے کہ آتما پہلے ایک تھی پھر اجسام میں سمایا پران کی حرکت اور پرکی طرف کو ہے اور ادیان اس کی حرکت ہے ان دونوں کی کشاکش سے جو حرارت پیدا ہوتی ہے اس کا نام حرارت غریزی اور اسی کو جیو اور جیو آتما کہتے ہیں ایضاً پران آتش غریزی ہے اور ہضم کرنا لازم کا اس کا کام ہے اور یہی پرم آتما ہے جو بزرگ اور بے زوال اور بے جسم ہے وہی جسم کی گرمی ہے انتہیٰ مختصراً (سوط باب ۳ ص ۲۳۲) دنیا میں کوئی ایسا بے وقوف ہے کہ حرارت غریزی کو روح انسانی اور پرم برہما بھارت میں ہے کہ بعضے میگویند کہ آنچہ آفریدگار تقدیر کردہ است ہماں بوقوع مے آید دیگراں برآنند کہ برنیک و بد کہ در عالم واقع می شود بمقتضائے طبیعت و عادت است و جمعے میگویند آنچہ آدمی در زمان گذشتہ بعمل آوردہ اکنوں نتیجہ آں ظہور میرسد (سوط ص ۱۲)

سے موافق ہے اور بقول اس شاستر کے مکت یعنی نجات بدوں جوگ یعنی ریاضت کے نہیں حاصل ہوتی اور سوائے ان چھ شاستروں کے تین شاستر اور ہیں کہ وہ برہمنوں کے نزدیک مردود ہیں ایک جین شاستر نکالا ہوا جین کا اس شاستر والے اعتقاد رکھتے ہیں کہ آدمی نیکوکاری سے ہمہ دان بن جاتا ہے پھر اُس کا کلام خدا کا کلام ہوتا ہے اور اس کو ساکار پرمیشر کہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ چوبیس آدمی ایسے ہوئے ہیں پہلا ان کا ادناتھ اور پچھلا مہادیرا اور خدا تعالےٰ کو نرگن پرمیشر یعنی خدائے بے صفت جانتے ہیں یعنی خدا تعالےٰ ان کے نزدیک کچھ چیز کرنے والا نہیں بلکہ معطل ہے اور اُن کے نزدیک عورت کی مکت نہیں ہوتی جب تک مرد کے جنم میں نہ آوے اور بعضے ان کے ثواب حاصل حاصل کرنے کو غذا ترک کر کے مرجاتے ہیں اس کا نام سنتھارا ہے برہمن اس فرقہ سے ایسے متنفر ہیں کہ شیر یا ہاتھی کے منہ میں چلے جانا بہتر جانتے ہیں اس سے کہ ان لوگوں کے سامنے آویں۔

دوسرا بودھ شاستر نکالا ہوا بدھ کا اور نام اس کا شاکمن بھی کہتے ہیں بیٹا راجہ سدھاون کا حاکم ملک بہار کا اور اس کی ماں کا نام مایا ہے کہتے ہیں کہ شاک من ناف سے پیدا ہوا ہے اور برہمن لوگ اس شخص کو دس اوتاروں میں سے نو اں اوتار جانتے ہیں اور اس مذہب کو اس سے نہیں جانتے اور اس مذہب والے بھی خدا کو خالق نہیں جانتے اور جہان کا ابتدا اور انتہا ہونا نہیں مانتے کہتے ہیں کہ ہر آن میں جہان فنا ہوتا ہے اور ہر آن میں پیدا ہوتا ہے اور یہ لوگ نہانا دھونا بہت کرتے ہیں مردار کو کھا لیتے ہیں کہ یہ خدا کا مارا ہوا ہے اور آپ جاندار کو نہیں مارتے زمین سے گھاس نہیں اکھاڑتے عورتوں کی صحبت کرنے کو اچھا نہیں جانتے۔

تیسرا مذہب نانک سے نکالا ہوا چارباک کا اس مذہب والے سوائے

عنصروں کے کسی چیز کو موجود نہیں جانتے۔ کہتے ہیں کہ سب کچھ انہیں عنصروں سے
ہوا ہے ان کے نزدیک جو چیز حواس سے معلوم ہو بس اسی کو موجود جانتے ہیں معقولات
پر یقین نہیں رکھتے خدا تعالیٰ کا ہونا بھی نہیں مانتے بہشت اور دوزخ سے منکر ہیں۔
بہشت اس بات کو جانتے ہیں کہ آدمی کی خواہشیں پوری ہوتی رہیں اور دوزخ یہ کہ
کسی غیر کا محکوم ہو اور ثمرہ زندگی کا صرف عیش و عشرت دنیاوی اور نام آوری کو
جانتے ہیں فقط ہندوؤں کے مذہبوں کا بیان مختصراً پورا ہوا۔ پر اس مقام پر جو جو
اعتراض وارد ہوتے ہیں سو عقل والوں کے نزدیک ظاہر ہیں سو میں نے اس
جگہ صرف خلاصہ ان شاستروں کا بلاتعرض بیان کر دیا ہے اور صاحبانِ عقل کو اس
فصل میں گنجائش گفتگو کی بہت ہے اور بڑا بھاری اعتراض ہونا اختلاف کا ہے۔

فصل ۸

بیچ بیان دعوت کے

دعوت سے مراد اور دین والوں کو طرف دین حق کے بلانا۔ سو ہمارے دین میں
ضرور ہے کہ اور دین والوں کو خبر کر دیں اس بات کی کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے کہ پیغمبر برحق اور ختم الانبیاء ہیں جو شخص ان کے دین کو اختیار
کرے گا اللہ کی امان میں آجاوے گا اور جو نہ مانے گا ہمیشہ جہنمی رہے گا پس جو
شخص مسلمان ہوا چاہے تو فرض ہے کہ اوّل اس کو تلقین کرے کہ سوائے اللہ کے
اور کوئی معبود اور حاکم اور مالک حقیقی نہیں ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے
بندے اور بھیجے ہوئے ہیں پھر اس کو ایمان کی صفتیں سکھا دیں اور مستحب ہے کہ پھر

اُس کو غسل دیں اور جو شخص کسی کو مسلمان ہونے کو کہے کہ تو ابھی توقف کر پھر مسلمان ہو جا یا یوں کہے کہ میں تجھے مسلمان نہیں کرتا تو کہیں اور جگہ جا کر مسلمان بن جا تو یہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص مسلمان ہو پھر ہر مسلمان کو اس کی خاطر داری لازم ہے اور اللہ کے نزدیک اس شخص کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں **بیت** بحمد اللہ آنکس مسلمان شد اگرچہ گدا بود سلطان شدہ + اور ہندوؤں کے دین میں اور دین والوں کو ملانا دُرست نہیں بلکہ ان کی جو چار[1] قوم مشہور ہیں اُن میں کی بھی ایک قوم دُوسری قوم میں نہیں مل سکتی اور جو کوئی ہندو مسلمان بن جاوے اور پھر ہندو ہوا چاہے اس کو بھی پھر ہندوؤں میں ملانا دُرست نہیں۔ یہاں میں ہندوؤں سے دو سوال کرتا ہوں۔

پہلا سوال : یہ کہ تمہارا دین خدا کی طرف سے نہیں تو چاہیے کہ اس دین کو چھوڑ دو اگر کہو کہ خدا کی طرف سے ہے تو میں کہتا ہوں کہ خدا کی طرف سے ہو چاہیے کہ ہر کسی کے لیے عام ہو پھر کیا وجہ ہے کہ سوائے ہندوؤں کے اور سب اس رحمت سے بے نصیب رہیں کسی کو اس میں دخل نہ ہو۔ دین مسلمانی کہ بلاشبہ اللہ کی طرف سے ہر کسی کے لیے عام ہے۔ یہودی نصرانی مجوسی برہمن کھتری بیش شودر چوہڑا چمار جو اس دین میں آوے گناہوں سے پاک ہو جاوے تمہارا دین کیا کامل ہوا کہ جس میں سوائے ہندوؤں کے اور کسی کی گنجائش نہیں بلکہ کہتے ہو کہ ہندوؤں میں بھی سوائے برہمن کے اور کی مکت یعنی نجات نہیں ہوتی چنانچہ اس کا بیان پہلے باب کی پانچویں فصل میں ہو لیا۔

دُوسرا سوال یہ ہے کہ تمہارے نزدیک ہمارا مسلمانوں کا دین خدا کی

---

[1] برہمن۔ کھتری۔ بیش۔ شودر

طرف سے ہے تو میں کہتا ہوں کہ ہمارے دین سے یقیناً ثابت ہے کہ جو کوئی اس دین میں نہ آوے گا وہ شخص بلاشبہ ہمیشہ کا دوزخی ہوگا تو تم کو چاہیے کہ مسلمان ہو جاؤ کیونکہ جو دین خدا کی طرف سے ہو اس کا حکم ضرور ماننا چاہیے ورنہ خدا کے غضب میں آ جاؤ گے اور جو یہ کہو کہ تمہارا دین خدا کی طرف سے نہیں ہے تو میں کہتا ہوں کہ بفرض محال اگر معاذ اللہ ہمارا دین خدا کی طرف سے نہیں ہے تو ہم لوگ کیا کریں اپنی نجات حاصل کرنے کو کونسا دین اختیار کریں ہمارا دین کہ بقول تمہارے خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ آیا تمہارے دین میں کوئی طریق عبادت کا ہمارے واسطے لکھا ہے یا نہیں اگر کہو کہ لکھا ہے تو پھر مسلمانوں کو اپنے دین میں کیوں نہیں ملایا کرتے اگر کہو کہ نہیں لکھا تو میں پوچھتا ہوں کہ ہمارا کیا حال ہو تم ہمارے دین کو خدا کی طرف سے نہ جانو اور تمہارے دین میں ہماری گنجائش نہ ہو تو کیا خدا نے ہم کو عبث ہی پیدا کیا ہے بتلاؤ اس کا کیا جواب ہے۔

حکایت۔ جب کہ میں اپنا اسلام مخفی رکھتا تھا تو ان دونوں میں بعضے آشناؤں کو دین اسلام کی طرف رغبت دلایا کرتا تھا چنانچہ بفضل الٰہی دس گیارہ ہندو میرے سمجھانے سے پردہ میں مسلمان بھی ہوئے اور انہیں دوستوں کی خاطر اکثر اوقات پنڈتوں سے بحث اور چرچا کرتا تھا اور عجب طرح کی صحبت تھی کہ اس کی لذت سے اب تلک دل بھرا ہوا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ حق تعالےٰ ان لوگوں کو ظاہر مسلمان کرے چنانچہ بڑے بڑے پنڈت کہ اپنے دین سے خوب واقف تھے بحکم الحق[1] یعلو ولا یعلیٰ کے اس بحث میں مغلوب ہوئے اس عرصہ میں ایک آشنا جس کو مدت سے ہم کئی شخص دین اسلام کی رغبت دے رہے تھے کہنے لگا کہ اگر

---

[1] حق اونچا ہوتا ہے دبتا نہیں۔

فلاناپنڈت دین کی بحث میں قائل ہو جاوے تو میں بھی دین اسلام اختیار کروں چنانچہ بصلاح سب دوستوں کے وہ پنڈت کہ کسی اور شہر میں تھا بلایا گیا اور اس کو جو شاستروں میں دخل تھا اور بحث اور مناظرہ ہونے لگا۔ پندرہ دن تک مباحثہ ہوتا رہا اور طرح طرح کی تقریریں ہوتی تھیں اور اس پنڈت کو میرا مسلمان ہونا معلوم نہ تھا بلکہ یوں جانتا تھا کہ یوں ہی مناظرہ کرتا ہے ایک رات مجھے القادر ربانی سے ایک تقریر سوجھی دوسرے دن میں نے اس تقریر سے گفتگو شروع کی پہلے میں نے سوال کیا کہ پنڈت جی میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر مسلمان اپنے دین و طریق پر قائم رہیں تو اُن کی مکت ہوگی یا نہیں۔ بولا کہ ہاں کیوں نہیں ہوگی پھر میں نے کہا کہ مسلمانوں کا دین حق ہے یا نہیں بولا ہاں اُن کے لیے حق ہے میں نے کہا کہ ان کے دین کی اصل ہے قرآن شریف۔ سو قرآن شریف سچی کتاب ہے یا نہیں بولا کیوں نہیں سچی ہی کتاب ہے میں نے کہا کہ مصر جی اپنی اس بات پر قائم رہنا آپ نے کہا کہ قرآن مجید سچی کتاب ہے اب اس سے پھرنا نہیں بولا کہ ہاں قرآن سچا ہے میں نے کہا کہ قرآن میں لکھا ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ یعنی جو کوئی تلاش کرے سوائے مسلمان کے اور دین کو ہرگز نہ قبول کیا جاوے گا اس سے اور وہ شخص عاقبت میں ٹوٹے والوں میں ہوگا تم نے اقرار کیا تھا کہ قرآن سچا ہے سو قرآن تو کہتا ہے کہ سوائے اسلام کے کوئی دین اللہ کو قبول نہیں اب تم بھی جلد مسلمان ہو جاؤ اور اپنے دین سے توبہ کرو یہ بات سُن کر پنڈت کہنے لگا اگر قرآن میں یوں لکھا ہے تو قرآن سچا نہیں میں نے کہا اگر قرآن سچا نہیں تو چاہیے کہ مسلمانوں کو ان کے دین میں نجات حاصل نہ ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ دریں صورت اگر معاذ اللہ مسلمان تم سے خواہش کریں کہ ہم کو اپنے دین میں ملاؤ اور کوئی عبادت کا طریق ہم کو بتاؤ

کہ ہم اس سے اپنی نجات حاصل کریں تو آیا تمہارے کسی شاستر میں مسلمانوں کے لیے
کوئی وظیفہ عبادت کا لکھا ہے یا نہیں بولا کہ ہمارے شاستروں میں ان کے لیے کوئی
طریق عبادت کا نہیں لکھا ابھی میں نے کچھ جواب اس بات کا نہیں دیا تھا کہ وہی
آشنا کہ جنہوں نے یہ مناظرہ کروایا تھا کہنے لگا واہ مصرجی عجیب بات ہے کہ
مسلمانوں کے لیے نجات نہ ان کے دین میں ہو نہ تم اُن کے لیے کوئی طریق عبادت کا
بتلاؤ اب وہ بے چارے کیا کریں کس طور اپنے اللہ کی بندگی کریں دیکھو جو مسلمان
تم کو کہتے ہیں کہ تمہارے دین میں تمہاری نجات نہ ہوگی تو وہ تم کو یہ بھی کہتے ہیں
کہ دین مسلمانی میں آؤ۔ اس میں تمہاری نجات ہوگی اور تم کہتے ہو کہ مسلمانوں کی
نجات نہ اُس دین میں ہوگی نہ اس دین میں ہوگی کوئی طریقہ عبادت کا ان کے لیے
نہیں ہے کیا ان کو خدا نے یونہی گھاس پھونس کے مانند پیدا کیا ہے کہ کسی طرح
ان کی مکت نہ ہو پس ہم نے جان لیا کہ تمہارا ہی دین جھوٹا ہے فقط چنانچہ
یہ بحث اسی بات پر ختم ہوئی اور وہ آشنا بھی پردے میں ایمان لایا الحمد للہ
علیٰ ذالک۔ جب ہندوؤں کو کہا جاتا ہے کہ کفر چھوڑ دیں اور دین اسلام اختیار
کریں یا کسی اور طرح کی گفتگو دین کے مقدمہ میں آجاتی ہے تو بعضے ہندو کہا کرتے
ہیں کہ ہم اپنے اُجل یعنی روشن دین کو چھوڑ کر تمہارے گھور یعنی میلے دین میں کیونکر
آویں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اجل دین تو ہمارا ہے جس میں توحید بھری ہوئی ہے
اور گھور دین تمہارا ہے جس میں شرک بھرا ہوا ہے اور جس دین میں گوبر اور موت کا
کھانا اور پینا اور کیر اور کس کی پوجا اور دوسرے کام بے حیائی کے درست بلکہ
ثواب لکھے ہوں تو وہ دین اُجل کہاں رہا اور جو اعتراض کہ تم ہمارے دین پہ
کیا کرتے ہو ان کے جواب تو دیے گئے ہیں اور باقی اور بانیں اُجل اور گھور ہونے
ہمارے اور تمہارے دین کے اس ساری کتاب میں مطالعہ کرو اور نظر انصاف

دیکھو تا کہ معلوم ہو کون اصیل ہے کون گھوڑا اور بعضے یوں کہا کرتے ہیں کہ اگرچہ دین مسلمانی ازروئے دلائل عقلی کے غالب ہے لیکن ہماری پوتھی گیتا میں لکھا ہے کہ اپنا دین اگرچہ رائی سماں یعنی خردل کے دانہ برابر اور دوسرا دین اگرچہ پربت سماں یعنی پہاڑ کے برابر ہو جب بھی اپنا دین نہ چھوڑنا چاہیے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جب یقیناً معلوم ہوا کہ اپنا دین باطل ہے پھر اس پر قائم رہنا محض بے وقوفی ہے۔ اور اس بات سے تمہاری گیتا بھی باطل ٹھہرتی ہے جس میں ایسی کم فہمی کی بات ہے کیونکہ جس شخص کو یقیناً معلوم ہو کہ میں زہر کھا رہا ہوں اور پھر اس کو کھاتا جائے تو وہ شخص ہلاک ہو جاوے گا اور دھرم وہی ہوتا ہے کہ حق ہو ناحق کو دھرم نہ کہنا چاہیے اور جب تم نے دینِ اسلام اختیار کر لیا یہی دین تمہارا دھرم ہو جاوے گا پھر اس کو نہ چھوڑنا چاہیے۔

حکایت: ایک روز میں ایک دوست کے سامنے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا علاؤالدین صاحب سے دین کے مقدمہ میں کچھ بحث کر رہا تھا اسی گفتگو میں میں نے حضرت ممدوح سے عرض کیا کہ اگر آپ کو یقین کامل ہو جاوے کہ دین مسلمانی حق نہیں ہے تو آپ اس دین کو چھوڑ دیں یا نہیں فرمانے لگے کہ اگر بفرض محال ہم کو یقین کامل[1] ہو جائے کہ دین مسلمانی باطل ہے اور پھر ہم اس دین کو نہ چھوڑیں تو اللہ کی لعنت ہم پر نازل ہو گی دوسرے دن اسی آشنا کے سامنے بشندت پنڈت سے بحث ہو رہی تھی میں نے کہا پنڈت جی اگر تم کو یقین ہو جاوے اس بات کا کہ ہندوؤں کا دین باطل ہے تو تم اس دین کو چھوڑ دو یا نہیں بولا کہ ہرگز نہیں۔ میں ابھی خاموش تھا کہ وہی آشنا کہنے لگے کہ مصر جی یہ کیا انصاف کی بات ہے کہ باوجودیکہ ایک دین کو باطل سمجھیں اور پھر اس کو نہ چھوڑیں ایسی بے انصافی کی بات مسلمان تو نہیں

---

[1] لیکن یقین ہونا محال ہے۔

کہنے جیسے تم کہتے ہو فقط چنانچہ بعد چند روز کے یہ آشنا بھی ہندوؤں کے دین کی قباحت اور اسلام کی خوبیاں دریافت کر کے پردے میں ایمان لایا ۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک ۔

اور بعضے یہ کہا کرتے ہیں کہ دین مسلمانوں کا بہت اچھا ہے کہ سوائے ایک رب کے اور کوئی ان کا معبود نہیں اور ہندوؤں کا دین بہت بُرا ہے جس میں ہزاروں رب مقرر ہو رہے ہیں لیکن یہ لوگ بہ سبب تقلید اپنے بڑوں کے دین اسلام اختیار نہیں کرتے چنانچہ بعضے ہندو کہا کرتے ہیں کہ اگر خدا کو ہمارا مسلمان کرنا منظور ہوتا تو ہم کو ہندوؤں کے گھر کیوں پیدا کرتا مسلمانوں ہی کے گھر پیدا کرتا سو ہم تو پہلے سے ہندو پیدا ہوئے ہیں اب ہم خدا کی پیدائش کو کس طرح بدل ڈالیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ جو شخص کسی قوم میں پیدا ہو وہ اسی قوم کے چال وچلن پر رہے بلکہ یہ ضرور ہے کہ اپنی عقل سے دین حق کی تلاش کرے جو دین اللہ کی طرف سے ہو اس پہ چلے اس واسطے ہمارے دین میں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جب اس کو عقل آوے اپنے دین کے حق ہونے کی دلیلیں دریافت کرے صرف باپ دادا ہی کی تقلید پر نہ رہے ۔ سو تم کو بھی خدا نے اس لیے ہندوؤں کے گھر پیدا نہیں کیا کہ تم ہندو ہی رہو بلکہ اس لیے پیدا کیا ہے کہ عقل سنبھال کر دین حق کی تلاش کر کے مسلمان بن جاؤ تاکہ مرتبہ تمہارا اللہ کے نزدیک اور مسلمانوں سے زیادہ ہو اور بہ سبب چھوڑنے روش باپ دادا کے کہ یہ کام نہایت ہی جوانمردی کا ہے تم کو ثواب زیادہ ملے اور دین اسلام کے طفیل سے تمہارے دل کا اندھیرا دُور ہو حق تعالےٰ فرماتا ہے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط یعنی اللہ کام بنانے والا ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیرے سے نور کی طرف ۔ اور یہ جو تم نے کہا کہ ہم اوّل ہی سے ہندو پیدا ہوئے ہیں یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ جس دن تم جنم

ہیں آئے تم پہ کوئی نشان ہندوپن کی نہ تھی نہ تم اس وقت رام لچھمن کو پہچانتے تھے اور نہ برہما اور ہرکشن سے واقف تھے نہ تمہارے گلے میں زنار تھا نہ تم سندھیا سے واقف تھے نہ ترپن سے تم پیچھے سے ہندو بن گئے ہو اور یہ جو تم نے کہا کہ ہم خدا کی پیدائش کو کس طرح بدل ڈالیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر صلعم کی متابعت اختیار کرنے سے خدا تعالیٰ کی پیدائش سے تغیر لازم نہیں آتا بلکہ یہ عین مرضی اللہ کی ہے مثلاً کوئی بادشاہ اپنے معتمد کی زبانی اس فوج کو کہلا بھیجے اور ساتھ ہی اپنا فرمان بھی اس کے ہاتھ بھیجے اور صاف حکم دے کہ اس قلعہ سے نکل کر فلانے شہر میں جاؤ اور اس معتمد کی تابعداری میں رہو تا کہ ہم تم پر مہربان ہو کر تم کو بہت سا انعام بخشیں پھر اگر اس فوج کے وہ لوگ کہنے لگیں کہ ہم کو بادشاہ نے جس قلعہ میں پہلے سے رکھا ہے ہم تو وہاں ہی رہیں گے اور جو بادشاہ کو ہمارا فلانے شہر میں داخل کرنا منظور ہوتا تو ہم کو پہلے سے اس قلعہ میں کیوں رکھتا سو ہم اگر اس قلعہ کو چھوڑ دیں تو بادشاہ کے حکم کا تغیر لازم آوے گا تو اس فوج کے لوگ بڑے بے وقوف گنے جاویں گے کہ بجا آوری حکم بادشاہ کو تغیر حکم جانتے ہیں اور بادشاہ کے قہر میں گرفتار ہوں گے سو اسی طرح حق تعالیٰ نے تم کو اوّل ہندوؤں کے گھر پیدا کیا جب تم نے تربیت پا کر عقل سنبھالی تو تم کو زبانی اپنے معتمد کے یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام بھیجا اور اپنے فرمان عالیشان یعنی قرآن شریف میں بھی حکم بھیجا کہ تم اپنے باپ دادا کے طریق کو چھوڑ دو اور دین اسلام اختیار کرو تا کہ تم بہشت میں رہو اور ہم تم سے خوش رہیں پھر اگر تم مسلمان ہونے کو خدا کی پیدائش کا تغیر سمجھو تو بڑا ہی افسوس ہے تمہاری دانائی پر اور اگر یہ بات ضرور ہوتی تو جو کوئی جس کے گھر میں پیدا ہوا اسی طریق پر رہے تو چاہیے کہ جو کوئی مفلسوں کے گھر پیدا ہوا اور آپ دولت مند بن جاوے اس کو وہ مال اور دولت

اختیار کرنا حرام ہو کیونکہ اس کے باپ دادا کے چال چلن تھے مفلس اور عاجز رہنا۔
اس نے ان کا خلاف کیوں کیا اور چاہیے کہ جس کے باپ دادا اندھے ہوں اُن کی
تقلید سے یہ بھی اپنی آنکھیں پھوڑ ڈالے اور جس کے باپ دادا مجذوم یا اور بیماری
میں مبتلا ہوں اور اولاد کو وہ بیماری ہو جاوے تو باپ دادا کی تقلید کے لیے اولاد کو
اپنی بیماری کا علاج کرنا حرام ہو حالانکہ ہم کسی ہندو کو اس طور سے عمل کرنے والا نہیں
دیکھتے ہیں اور جو تم یہ کہو کہ ان باتوں میں باپ دادا کی تقلید یعنی ریس دُرست نہیں
بلکہ اپنی عقل کو خرچ کرنا چاہیے دین کے کاموں میں باپ دادا کی تقلید کفایت
کرتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسے کاموں میں باپ دادا کی تقلید دُرست
نہیں اور اپنی عقل کا خرچ کرنا ضرور ہے تو دین کے کام کہ سب پر مقدم ہیں ان میں
زیادہ اپنی عقل کو خرچ کرنا چاہیے ان کو کسی کی تقلید پر نہ رکھنا چاہیے اور نہیں تو
یہ بات لازم آوے گی کہ جس کے باپ دادا چور اور ظالم اور زناکار اور شرابی ہوں
تو بیٹے کو بھی ان باتوں میں ان کی تقلید میں ضرور چور اور ظالم اور زناکار اور شرابی
ہونا چاہیے حالانکہ یہ بات کسی کے نزدیک دُرست نہیں اور خیال تو کرو کہ خدا
نے تم کو آنکھ دی دیکھنے کو اور کان دیے سُننے کو اور زبان دی بولنے کو یعنی ہر چیز
ایک کام کے لیے دی ہے پھر میں پوچھتا ہوں کہ عقل سب چیز سے افضل ہے
یہ کس لیے دی آخر عقل مند یہی کہے گا کہ عقل خدا نے اس واسطے دی ہے کہ اپنے
پیدا کرنے والے کو پہچانے اور دین حق و باطل میں تمیز کرے تا کہ اللہ تعالےٰ کی
رضا مندی میں رہے اور اپنی سعادت حاصل کرے پھر اللہ کی بخشی ہوئی عقل کو
یوں ہی بیکار چھوڑ دینا اور حق و باطل کی تمیز صرف اوروں کی تقلید پر چھوڑ دینی
سخت کبیرہ گناہ ہے اگر دین کی تحقیق میں صرف باپ دادا کی تقلید کافی ہوتی تو
اللہ تعالیٰ تم کو جُدی جُدی عقل کیوں دیتا اور ہر کسی کو جُدی جُدی عقل خدا نے

اسی واسطے دی ہے کہ ہر کوئی اپنے دین کی تحقیق آپ کرے سو ہر کسی کو چاہیے کہ
باپ دادا کے چال وچلن جو موافق مرضی اللہ کے ہو اس پر چلیں اور جو مخالف
ہو اس کو چھوڑ دیں اور کیا خوب کہا ہے کسی شاعر نے ۔ بیت

لیک لیک گاڑی چلیں لیکن چلیں کپوت　　　　تینوں لیک نہ چالتی سور انگھ سپوت

اور خود تمہارے شاستروں سے ثابت ہے کہ جو باپ دادا کا مذہب بُرا ہو
اس کا چھوڑنا ضرور ہے چنانچہ بقول تمہارے ہرن کسب کا یہ مذہب تھا کہ
وہ بدبخت اپنے آپ کو خدا کہلاتا تھا اور پرہلاد اُس کے بیٹے نے اُس کے
مذہب کو بُرا جان کر چھوڑ دیا ہرن کسب کا مذہب خود پرستی تھا۔ پرہلاد کا
مذہب خدا پرستی ہوا پھر تمہارے شاستروں میں پرہلاد کی بہت تعریف لکھی ہے ۔
اسی سبب سے کہ اس نے اپنے باپ کا طریق بُرا جان کر چھوڑ دیا اور اگر تم یہ کہو
کہ ہرن کسب اور پرہلاد کا اعتقاد اور چال چلن جُدا جُدا تھا ۔ اور دین دونوں
کا ایک ہی تھا سو اس کا جواب یہ ہے کہ دین کے بدلنے میں بھی تو اعتقاد اور
چال چلن کا بدلنا ہوتا ہے اور کچھ نہیں بدلتا سو جیسے پرہلاد نے اپنے باپ کے
بُرے اعتقاد اور چال چلن کو چھوڑ کر اچھا اعتقاد اور چال چلن اختیار کیا
اسی طرح تم بھی بُرا اعتقاد یعنی اللہ کے سوا اور کی عبادت کو دُرست جاننا
اور بُرا چال چلن یعنی بُت پرستی چھوڑ کر اچھا اعتقاد یعنی اللہ کو معبود اور رسول کو
رہنما جاننا اور اچھا چال چلن یعنی خدا پرستی جیسے نماز روزہ وغیرہ اختیار کرو اور جو
تم یہ کہو کہ پرہلاد نے ہرن کسب کا مذہب اسی واسطے چھوڑ دیا کہ ہرن کسب نے
اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ دیا تھا اور نیا مذہب یعنی خود پرستی اختیار کر لیا تھا
اور اصل میں پرہلاد کا وہی مذہب تھا جو اس کے بزرگوں کا تھا تو اس کا جواب یہ
ہے کہ جیسے بقول تمہارے ہرن کسب نے اپنے بزرگوں کا مذہب قدیمی یعنی خدا پرستی

کو چھوڑ کر نیا مذہب یعنی خود پرستی اختیار کر لیا تھا اُوپرہلاد نے اس کو بُرا جان کر چھوڑ دیا اسی طرح تمہارے باپ دادا نے بھی حضرت آدمؑ اور حضرت نوح نبیّینا و علیہما السلام اپنے بزرگوں کا اصل مذہب قدیمی یعنی توحید کو چھوڑ کر مذہب قدیمی حضرت آدمؑ اور حضرت نوح علیہما السلام کا یعنی توحید اختیار کر لو اور جو تم یہ کہو کہ حضرت آدم اور حضرت نوحؑ ہمارے بزرگ نہ تھے بلکہ ہم برہما کی اولاد ہیں تو یہ قول تمہارا محض غلط ہے کیونکہ اگر تم برہما کی اولاد ہوتے تو جیسے بقول تمہارے برہما کے چار منہ ہوتے بلکہ تم نے صرف شیطان کی تلقین سے آپ کو برہما کی اولاد مقرر کیا ہے اور حقیقت میں ہم تم سب بنی آدم ہیں اور تم جو خواہ نخواہ حضرت آدمؑ کی نسل سے باہر ہو کر برہما دیو کی اولاد بنتے ہو تو اس میں تم کو ایک اور قباحت لازم آوے گی۔ اور وہ یہ ہے کہ برہما نے اپنی بیٹی سارستی کو اپنی جورو بنا لیا۔ اور تمہارے نزدیک باپ دادا کی تقلید ضرور ہے تو تم کو بھی ایسا کام ضرور کرنا پڑا۔ اور بعضے ہندو اس خاکسار پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ تو نے جو اپنے باپ دادا کا طریق چھوڑا کیا تیرے باپ دادا بے عقل تھے تو ہی بڑا عقلمند پیدا ہوا۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ پرہلاد نے اپنے باپ ہرن کسب کا طریق چھوڑا اور شاستروں میں اس کی تعریف اور ہرن کسب کی ہجو لکھی ہے اس مقام میں کہنے والا یوں کہہ سکتا ہے کہ کیا ہرن کسب بے عقل تھا پرہلاد وہی بڑا عقلمند پیدا ہوا تھا۔ اور اس مقام میں تمہارے دین پر ایک بڑا اعتراض وارد ہوتا ہے میں نہیں جانتا کہ تم اس کا کیا جواب دو گے اور وہ یہ ہے کہ تم لوگ ہرن کسب پت کو کیوں بُرا جانتے ہو اور دشٹ یعنی دشمن خدا کا سمجھتے ہو آخر اسی واسطے وہ بندہ ہو کر خدا کہلایا اب خدا کہتا ہوں کہ تمہارے رامچندر اور پرسرام اور کشن وغیرہ یہ لوگ بھی تو بندہ ہو کر خدا کہلاتے ہیں اُن کو دشٹ کیوں نہیں

جانتے ان کو بھی بُرا جانو اور ان کی متابعت چھوڑ دو محمد[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرو جو خدا نہیں کہلاتے بندے کہلاتے ہیں بلکہ بندہ ہونے کو اپنا شرف سمجھتے ہیں جیسے ہمارے کلمہ شہادت سے ظاہر ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد انّ محمداً عبدہٗ ورسولہٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں اس کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور جو یہ کہو کہ رام کشن وغیرہ خدا کے اوتار تھے اس واسطے ہم ان کی متابعت اور پرستش کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جیسا ہرن کسّپ[2] بھوک پیاس، نیند، موت وغیرہ عوارض بشری میں مبتلا اور عاجز تھا ایسے ہی رام اور کشن وغیرہ بھی چنانچہ تمہارے شاستروں سے ثابت ہوتا ہے کہ رام چندر کی بی بی کو راون پکڑ کر لے گیا رام چندر بہت متردد اور عاجز ہوا آخرش

---

[1] حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم فانما انا عبدہٗ فقولوا عبد اللہ ورسولہ یعنی میری تعریف میں حد سے مت بڑھو جیسے نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں بڑھ کر ان کو خدا کہنے لگے۔ میں تو اللہ کا بندہ ہی ہوں سو یہی کہو کہ بندہ اس کا اور رسول اس کا اور یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم میں ہے عے خلاصۂ اعتراض اندر من اینکہ اسود عنسی اور مسیلمہ وغیرہ نے دعویٰ پیغمبری کا کیا اور یہ لوگ کھانے پینے چلنے پھرنے میں شریک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے پھر مسلمان محمدؐ کی تصدیق اور مسیلمہ کی تکذیب اور تکفیر کیوں کرتے ہیں۔ جواب۔ کھانا پینا چلنا پھرنا سونا جاگنا مرنا جینا وغیرہ ایسی صفات کو پیغمبری لازم نہیں اور نہ پیغمبر ہونا اور ایسی صفات والوں کو عدم الوہیت یعنی خدا نہ ہونا لازم ہے اس واسطے کوئی بشر خدا نہیں ہوسکتا[2] فائدہ جلیلہ۔ ہندو کہتے ہیں کہ ہرن کسپ کی بہن کا نام تھا ہولی

ہنومان وغیرہ بندروں کی مدد سے اس کو چھڑا کر لایا اور کشن کے پیر میں ایک شکاری کے ہاتھ سے تیر لگا اسی زخم کی تکلیف سے مر گیا علیٰ ہذا القیاس تمہارے معبودوں کا عجز اور بندہ ہونا ثابت ہے پھر ان لوگوں میں کون سی صفت خدائی کی ہے کہ عین کسب میں نہیں ہے۔

اور جو اس مقام میں ہندو یہ اعتراض کریں کہ بعضے مسلمان بھی باپ دادا وغیرہ کے چال اور چلن اگرچہ خلاف شرع کے ہو نہیں چھوڑتے جیسے بیاہوں میں سہرا اور کنگنا وغیرہ رسوم باطلہ اور بھاجی کرنی اور مرنے[1] میں سوم اور چہلم اور چھ ماہی اور برسی اور عرس کا اہتمام اور روشنی اور مجلس اور محرم اور شب برات وغیرہ کی بدعات اور سوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اس نے چاہا کہ اپنے بھتیجے پرہلاد کو ہلاک کرے پھاگن کے مہینے میں چند روز پرہلاد کو راگ رنگ میں مشغول رکھا پھر اپنے اندر سے آگ نکالی پرہلاد کے جلانے کے واسطے اس آگ سے آپ ہی جل گئی اب ہندو ہولی جلاتے ہیں اور خاک اڑاتے ہیں اور گاتے بجاتے ہیں اور ایک دوسرے کو بھڑوا بھڑوا کہتے ہیں اس دن میں ٹھٹھا مسخری کرنے کو موجب ثواب کا جانتے ہیں عجب دین ہے جس میں گالی گلوچ عبادت ٹھہرے۔ اگر یہاں ہندو اعتراض کریں کہ شیعہ لوگ اصحابوں کو گالیاں دینا عبادت سمجھتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات ہمارے دین میں درست نہیں یہ لوگ گالی گلوچ والے گمراہ ہیں۔

[1] (حاشیہ صفحہ ہذا) عادت نبود کہ برائے میت جمع شوند وقرآن خوانند و ختمات کنند نہ برسر گور نہ غیر آں وایں مجموع بدعت است نعم برائے تعزیت اہل میت جمع شدن وتسلی وصبر فرمودن ایشاں را سنت ومستحب است اما ایں اجتماع روز سوم ارتکاب تکلیفات دیگر وصرف اموال بے وصیت از حق نمام بدعت است وحرام است (مدارج النبوۃ)

اس کے جن کاموں کی شرع میں کچھ اصل نہیں بلکہ بعضے مسلمان یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ فلانی بات خلاف شرع کے ہے لیکن ہمارے بزرگوں کی رسم ہے ہم اس کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے دین میں یہ بات درست نہیں ہے کہ اپنے بزرگوں کی رسوم اگرچہ خلاف شرع ہوں اس کو نہ چھوڑیں ہماری شرع شریف میں یوں آیا ہے کہ جو رسم باپ دادا کی یا استاد مولوی کی یا پیر مرشد کی یا حاکم اور بادشاہ کی یا کسی اور کی برخلاف شرع شریف کے ہو اس کو چھوڑ دینا چاہیے اور جو کوئی بزرگوں کی رسم کو شرع شریف پر مقدم جانے اور شرع کے حکم کو ناپسند کرے تو وہ شخص مسلمان نہیں رہتا بلکہ اسلام سے خارج اور کافر اور مرتد ہو جاتا ہے کیونکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں یعنی ان کے دین میں ہیں کچھ باپ دادا اور استاد مولوی اور پیر مرشد اور حاکم بادشاہ یا کسی اور کا کلمہ نہیں پڑھتے بزرگوں کے چال چلن وہی اچھے ہیں جو مطابق شرع کے ہوں اور جو رسم برخلاف شرع کے ہو خواہ کسی کی ہو اس پر چلنا ہرگز درست نہیں دین کے امر میں رسول اللہ کو ہرگز خطا نہیں ہوتی۔ اور باپ دادا استاد مولوی پیر مرشد بادشاہ حاکم وغیرہ ان سب کو خطا ہونی ممکن ہے۔

اور جو کسی ہندو کو اس تقریر سے یہ شبہ پڑے کہ مسلمان لوگ کلمہ تو پڑھتے ہیں پیغمبر صاحب کا پھر حنفی اور شافعی اور حنبلی اور مالکی اور قادری، چشتی اور نقشبندی اور اویسی اور مجددی اور اشعری[1] اور ماتریدی[2] کیوں کہلاتے ہیں اور ان بزرگوں کی تقلید کیوں

---

[1] اشعری یعنی جو لوگ کہ اعتقاد میں امام ابوالحسن اشعری کے تابع ہیں۔

[2] ماتریدی یعنی وہ لوگ کہ اعتقاد میں امام ابومنصور ماتریدی کے تابع ہیں جیسے کہ گروہ اہلسنت فقہ میں حضرت امام اعظمؒ اور حضرت امام شافعیؒ وغیرہ اماموں کے تابع ہیں تصوف میں حضرت عبدالقادر جیلانیؒ اور شہاب الدین سہروردیؒ وغیرہ صوفیوں کے تابع ہیں اور اعتقادات میں حضرت ابوالحسن اشعریؒ اور حضرت ابومنصور ماتریدی کے تابع ہیں۔

کرتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو ان بزرگوں کے دین میں نہیں جانتے
یہ بزرگ بھی پیغمبر صاحب کے دین میں ہیں ہم لوگ بھی پیغمبر صاحب کے دین میں ہیں ہاں
اتنا فرق ضرور ہے کہ بہ نسبت ہمارے یہ لوگ قرآن شریف اور حدیث کے خوب معنی سمجھتے
ہیں اور ان لوگوں نے قرآن شریف اور حدیث شریف کے معنی سمجھ کر اس سے مسئلے احتیاج
نکالے سو جس مسلمان کو جس بزرگ سے زیادہ حسن ظن ہوا۔ وہ اسی سے طریق محمدی کو
سیکھنے لگا اور اپنے آپ کو اس کی طرف نسبت کرنے لگا اور حقیقت میں سب محمدی ہیں
اور ہم لوگ ان بزرگوں کی تقلید اس واسطے کرتے ہیں کہ حدیث سے مسئلہ نکالنا اور ناسخ
اور منسوخ حدیث کو دریافت کرنا ہم لوگوں کے حوصلہ سے باہر ہے لاچاری کے واسطے
ہم ان کی تقلید کرتے ہیں اور جو شخص خود ایسا کامل ہو کہ حدیث سے مسئلہ نکال سکتا ہو
اس کو ان کی تقلید ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی اگر تم کو معلوم نہ ہو اور سمجھ والوں سے پوچھ لو اور
باوجود اس بات کے پھر جس مسئلہ میں ہم کو یقین ہو جاوے کہ فلانے امام کا فلانا
قول مخالف قرآن یا حدیث کے ہے تو ہم یہ گمان کریں گے کہ اس مسئلہ میں امام چوک
گیا اور اس مسئلہ میں امام کے قول پر ہرگز عمل نہ کریں گے کیونکہ اللہ اور رسول کے کلام
میں خطا نہیں ہوتی اور ان کے کلام میں خطا کا ہونا محال نہیں اور اس چوک ہو جانے
میں امام کا ذرہ بھی قصور نہیں اس کو تو مسئلہ نکالنے میں ثواب خطا پر بھی ملتا ہے
چوک اور خطا ہو جانی اپنے اختیار میں نہیں ہوتی اور ہمارے اماموں نے فرمایا ہے
اُتْرُكُوْا قَوْلَنَا بِالْحَدِيْثِ یعنی جو ہمارے قول تم کو برخلاف حدیث کے معلوم ہوں
اُن کو چھوڑ دو حدیث پر عمل کرو غرض بہر حال ہمارے دین میں اللہ اور رسول کے
حکم کے مخالف خواہ کسی کا قول ہو اس کی متابعت درست نہیں ہے چنانچہ یہ بات
قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یعنی اے ایمان والو تابع ہو اللہ کے اور رسول کے اور ان لوگوں کے جن کا تم پر اختیار ہے یعنی بادشاہ مسلمان اور استاد اور پیرو مرشد یا کسی طرح کا امیر جیسے کہ قوم کا سردار یا چودھری پھر آگے یوں فرما دیا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ یعنی اگر تم میں اور ان لوگوں میں کسی بات میں اختلاف پڑے یعنی تم کچھ کہتے ہو اور یہ تمہارے امیر اور طرح کہتے ہیں تو اس بات کو رجوع کرو اللہ رسول کی طرف اگر یقین رکھتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر یعنی جس طرح اللہ اور رسول کا کہنا ہو اس پر چلو اگر تمہاری رائے کے موافق ہو تو اپنی رائے کو سچ جانو اور اگر ان امیروں کی رائے کے موافق ہو تو ان کی رائے کو درست جانو غرض بہرصورت اللہ اور رسول کے حکم کو مقدم رکھو اور پھر آگے یوں فرمایا ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔ یعنی یہ بات بہت نیک ہے اور بہتر تحقیق کرنا۔

اگر اس مقام میں کسی کو یہ وہم پڑے کہ دیوان حافظ میں لکھا ہے ؎ بمی سجادہ رنگین کن گرت پیرِ مغاں گوید۔ یعنی اگر پیر کسی کام کے خلاف شرع کا حکم کرے اس کو ماننا چاہیے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو اس قول کا مطلب کچھ اور ہی ہے۔ معنی ظاہری مراد نہیں دوسرے دیوان حافظ ہمارے دین کی کتاب نہیں کہ جس کی سند پکڑی جاوے اور ہمارے ہاں ایک قاعدہ ٹھہر رہا ہے کہ اگر کسی بزرگ کا کوئی شعر یا کچھ عبارت برخلاف شرع شریف کے معلوم ہو تو اس کی تاویل صحیح کر کے اس کے معنی موافق شرع شریف کے درست کیے جاتے ہیں یا یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کے معنی[1]

---

[1] چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است + سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است۔

اس شعر کے رد میں مولانا الٰہی بخش صاحب مرحوم کاندھلوی نے فرمایا ہے۔

؎ یہ قول ہے ملحد کا مت مان اسے ہرگز　　مردود ہے یہ قائل مُلّانہ ہوا تو کیا

اس بزرگ کی مراد ہیں ہماری سمجھ میں نہیں آتے لیکن اس کے ظاہری معنی کہ مخالف شرع معلوم ہوتے ہیں قبول نہیں کیے جاتے یا یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ کلام اس بزرگ کا نہیں کسی بے سمجھ بد مذہب نے لکھ کر اس کے ذمہ لگا دیا ہے چنانچہ یہ بات تجربہ کو پہنچ گئی ہے کہ بہت سی حدیثیں لوگوں نے آپ بنا کے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نام منسوب کر دی ہیں اور یا یہ کہ کلام غلبۂ حال اور بیہوشی میں اس بزرگ سے صادر ہوا ہوگا اور بے ہوشی کی حالت پر اللہ تعالیٰ بھی نہیں پکڑتا اور ایسی حالت کا کلام قابل سند کے نہیں ہوتا اور یا یہ کہ کسی وقت میں اس بزرگ نے اس قول سے رجوع اور توبہ کر لی ہوگی غرض بہر صورت برخلاف شرع شریف کے کسی کے قول کی سند نہیں پکڑی جاتی اور بڑے شاعروں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یوں فرمایا ہے والشعراء یتبعھم الغاوون یعنی شاعروں کی بات پہ وہی چلتے ہیں جو بے راہ ہیں چنانچہ اس زمانہ میں بعضے اشعار اور عبارات ایسی ہی بے راہی کی ہیں کہ کسی کے ظاہر معنی کفر کے ہیں جیسے کہ اشعار ؎

؎ ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا!

؎ ہوئے ہم بت کے بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں
حرم کے رہنے والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں

؎ دنیا میں بتوں کا جو طلبگار نہ ہوگا — محشر میں خدا کا اسے دیدار نہ ہوگا

؎ شخصے آمد کہ من رسولیم — گفتا تو برد کہ من خدایم

؎ چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال — کہ من از خدا بیش بودم دو سال

؎ راہِ حق ہرگز نیابی تا نگیری چار ترک — ترکِ عقبیٰ ترکِ مولیٰ ترکِ ترک

؎ کوئے جاناں سے خاک لائیں گے ہم — اپنا کعبہ نیا بنائیں گے ہم

؎ بھلی ہوئی ہرہری سے ٹلی بلائے ابکا کی کرگئی دونیا کئی مٹائے

؎ ہرنے نرگ سر فرمایا! گورنے آوا گون مٹایا

؎ ایسی گور پرتن من واراں ہر چھادوں پر گور نہ لبساروں

اور کسی نے جھوٹ اور زنا اور فسق کے قصوں کو مزہ دار بنایا جیسے کہ بہار
اور بہار دانش کے بعضے مقام اور کسی نے لوگوں کو گناہ پر دلیری دلائی جیسے کہ
یہ شعر ؎

یہ حسن وجوانی یہ جوش وخروش غفور است ایزد تو ساغر بنوش

اور کسی نے بزرگوں کی ہجو کر ڈالی جیسے کہ شیعوں سے نثر سے اور رفیع السودا
وغیرہ شاعروں کی بنائی ہجو میں اور کسی نے القاب وآداب میں بہت زیادتی کی
لوگوں کو لکھنے لگے قبلہ وکعبہ بندگی پرستندگی سجدات وعبودیت وغیرہ اور
کسی کے کلام سے فرشتوں کی حقارت نکلی جیسے کہ یہ شعر ؎

جو دیکھے وہ انگیا جواہر نگاہِ فرشتہ ملے ہاتھ بے اختیار

اور سوائے[1] اس کے اور بہت اقسام برے شعروں کے ہیں کہ ہم ایسے
کلاموں کو بہت بد جانتے ہیں اور ان کے پڑھنے سننے کو سبب خرابی دن کا سمجھتے
ہیں لیکن بسبب احتمال توبہ کر لینے کے صاحبانِ کلام کو برائی سے یاد نہیں کرتے
اور اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت مولانا رومؒ بموجب حکم اپنے مرشد حضرت شمس تبریز

---

[1] شکایات جھوٹے دغا بازوں نے حضرت محبوب سبحانی اور دوسرے ولیوں
کے نام منسوب کر دیے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ
علیہ سے خفا ہو گئے اور ٹیکا اور جنیوا اختیار کیا اور بعضے حکایات بنا دی مناقب
غوثیہ وغیرہ میں لکھے ہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں۔

کے شراب کا باسن اٹھالائے مرشد نے کہا ہم کو معشوق چاہیے تو اپنی بیوی کو لے آئے مرشد نے کہا ہم کو نازنین لڑکا چاہیے تو اپنے بیٹے کو حاضر کیا مرشد نے کہا ہم تیرا حسن عقیدت اور رسوخ آزماتے تھے سو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی حکایات محض غلط اور جھوٹ اور مفسدوں کی بناوٹ ہوتی ہیں اور جو کسی کتاب میں بھی لکھی ہوئی ہوں تو کسی بے دین کی لائی ہوئی یا مصنف کی عدم تحقیق سے ہوتی ہیں جب کہ لوگوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے جھوٹ باندھے ہوں اگر کسی ولی پر باندھا تو کیا عجب ہے ایسی حکایات سے ہمارے دین پر اعتراض نہیں آتا اور اگر حقیقت میں کسی بزرگ سے کوئی کام خلاف شرع ثابت بھی ہو جاوے وہی احتمالات[1] کہ اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہاں بھی جاری ہو سکتے ہیں غرضکہ ہمارے دین میں اللہ اور رسول کے برخلاف کسی کو حکم کرنا اور کسی کا حکم ماننا اور کسی کے قول و فعل کو سند پکڑنا درست نہیں نہ استاد کا نہ پیر کا نہ کسی اور کا اور جو کوئی اللہ اور رسول کے حکم کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو پسند کرے وہ شخص کافر اور مرتد اور دین اسلام سے خارج ہے۔

اور بعضے کہا کرتے ہیں کہ ہندو مسلمان میں کیا فرق ہے خدا نے ایک حد بنا دی ہے سو اپنی اپنی حد پر قائم رہنا چاہیے سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہندو مسلمان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں بہت بیان اس فرق کا آیا ہے اور یہ حد تم نے آپ ہی مقرر کر لی ہے، کچھ خدا نے تم کو یہ حکم نہیں دیا کہ اس پر قائم رہو ہم کو بتلاؤ کہ تم کو خدا نے

---

[1] یعنی کسی بے دین کی بناوٹ یا افعال توبہ کر لینے کا یا حال اور بے ہوشی کا غلبہ۔

کس کی زبان سے حکم دیا ہے اور اگر اس حکم میں اپنے بزرگوں کی سند پکڑتے ہو سو اُن کی زبان کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ وہ لوگ بقول تمہارے فاسق اور کاذب اور بندہ نفس کے تھے چنانچہ پہلے سے معلوم ہو چکا ہے ہاں دین اسلام قبول کر کے اس حد پر قائم ہونا چاہیے کہ اس کے رہنما محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہیں جن سے کبھی مخالف مرضی خدا تعالیٰ کے قول و فعل خلق ظاہر نہیں ہوا۔

باب ۲

بیچ بیان عبادات کے

فصل ۱

بیچ بیان دُور کرنے نجاست کے

مسئلہ : ہمارے نزدیک نجاست کئی قسم پر ہے ایک ناپاک ہونا دل کا ساتھ بُرے اعتقاد اور بُرے اخلاق کے اور دلیر ہونا گناہوں پر سو یہ ناپاکی سب ناپاکیوں سے سخت تر ہے اور اس کے دُور کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ اوّل اعتقاد اپنا سنوارے اور بُرے اعتقادوں سے بچے چنانچہ اعتقاد کے بیان میں بہت کتابیں ہیں ان سے دریافت کرے اور مختصر اعتقادات کا بیان اس کتاب کے پہلے باب میں ہو لیا ہے اس پر اپنا اعتقاد جماوے اور اس کے خلاف سے بچے اور پھر بُرے اخلاق اور گناہوں سے بچے چنانچہ اس بات کا بیان کیمیائے[1] سعادت اور احیاء العلوم اور دوسری کتابوں سلوک اور فقہ میں مفصل

---

[1] ان سب کتب دینی کے مطالب قرآن اور حدیث سے نکلے ہیں۔

لکھا ہے وہاں سے دریافت کرے ۔ دوسرے ناپاک ہونا بدن اور کپڑے وغیرہ کا
چنانچہ اُس مقام میں ہم کو اسی ناپاکی کے دُور کرنے کی تدبیر کا بیان کرنا منظور ہے
سو ہمارے نزدیک یہ ناپاکی دو طرح پر ہے ایک حقیقی دوسری حکمی نجاست حقیقی
جیسے گوہ، پیشاب، لید، گوبر، لہو، پیپ، کتا سور وغیرہ[1] سو اگر اس طرح
کی نجاست کے لگنے سے کوئی چیز پاک ناپاک ہوجاوے تو اس کے پاک کرنے کا
یہ طور ہے کہ اس چیز کو مل کر پانی وغیرہ سے دھو ڈالیں یہاں تک کہ نجاست
باقی نہ رہے اور بعضی چیزیں رگڑنے سے بھی پاک ہوجاتی ہیں جیسے تلوار اور
تانبے وغیرہ کے برتن اور آئینہ وغیرہ کیونکہ ان چیزوں کا جسم سخت ہے مسام دار
نہیں اس واسطے نجاست ان کے جسم میں سرایت نہیں کرتی کہ دھونا اور نچوڑنا ضروری
ہو بلکہ رگڑنے ہی سے نجاست دُور ہوتی ہے اور جو ناپاک چیز آگ میں جل کر راکھ
ہوجاوے یا نمک میں مل کر نمک ہوجاوے یا زمین میں مل کر مٹی ہوجاوے
اور طرح سے اس کی ماہیت بدل جاوے تو وہ بھی پاک ہوجاتی ہے اور زمین
یا دیوار یا درخت یا جو چیز کہ زمین میں گڑی ہوئی ہو بعد خشک ہونے کے
پاک ہوجاتی ہے جب کہ نجاست کا اثر باقی نہ رہے اور سوائے اس کے اور
مسائل جزئی اس کے فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں اور نجاست حکمی یہ ہے کہ
مثلاً کسی کی منی شہوت کے ساتھ نکلے یا سوتے میں منی نکلے یا جماع کرے خواہ منی
نکلے یا نہ نکلے سو اس قسم کی پلیدی کو جنابت کہتے ہیں اور کسی عورت کے رحم سے
بعادت معہود لہو جاری ہے تو اس کو حیض کہتے ہیں اور کوئی عورت بچہ جنے
اور اس کے اندر سے لہو نکلے تو اس کو نفاس کہتے ہیں سو جنابت کی ناپاکی سارے
بدن کے دھونے سے دُور ہوتی ہے اور حدث کی ناپاکی وضو کرنے سے جاتی
رہتی ہے اور جب حیض و نفاس کا خون خشک ہوا اس وقت عورت غسل کر لے

[1] رینٹ اور تھوک اور کان اور آنکھ کا میل اور پسینہ اور بال اور ناخن یہ سب پاک ہیں۔

تو یہ نجاست جاتی رہتی ہے پر اس حکمی نجاست سے کچھ آدمی کا بدن نجس نہیں ہوتا جو کسی
چیز میں ڈالنے سے یا اس کے پسینہ سے کوئی چیز ناپاک ہو جاوے بلکہ حکم نجاست کا کیا
جاتا ہے یعنی اس حالت میں نماز پڑھنی اور بعضے اور کام[1] منع ہو جاتے ہیں پھر اس
ناپاکی کے دور ہونے کو کچھ دنوں کا گزرنا شرط نہیں ہے بلکہ جب وضو اور غسل کر لیا
اسی وقت جنابت اور حدث رفع ہوا اور جب حیض و نفاس خشک ہوا اور غسل کیا
ناپاکی دور ہوئی اور اگر حیض دس دن سے زیادہ اور نفاس چالیس دن سے زیادہ
رہے تو یہ حیض اور نفاس نہیں بلکہ ایک اور بیماری ہے جس کا نام استحاضہ[2] ہے
تو اس حالت میں غسل کر کے نماز درست ہے۔

ہنود اور ہندوؤں کے دین میں بھی ظاہری ناپاکی دو طور پر معلوم ہوتی ہے ایک حقیقی
دوسری حکمی ناپاکی حقیقی کئی قسم پر ہے ایک قسم جیسے گوبر، موت وغیرہ اگر ایسی
چیز کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو پانی سے دھوتے ہیں اور بدن کو لگ جاوے تو
مٹی لگا کر پانی سے دھوویں اور کانسی، پیتل کے برتن کو لگ جاوے تو اس کو
آگ سے چھوا کر اور مٹی لگا کر پانی سے دھوئیں۔ دوسری قسم جیسے ہندو کا منہ
جو کانسی کے برتن کو لگ جاوے تو راکھ مل کر دھوئیں اور چاندی یا سونے کے
برتن کو لگ جاوے تو صرف پانی سے دھونا کفایت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ
سونے کا برتن ہوا سے پاک ہو جاتا ہے اور جو کسی غیر قوم کا منہ اُن کے برتن کو
لگ جاوے تو آگ اور مٹی دونوں کو لگا کر دھوئیں سبحان اللہ آدمی اشرف المخلوقات

---

[1] جیسے نماز پڑھنی اور قرآن مجید کو ہاتھ لگانا وغیرہ
[2] استحاضہ کا خون رحم سے نہیں آتا۔

جس کو ہندو نرناراٗنی[1] دیہہ جانتے ہیں اس کا منہ جس سے کھانا کھایا جاوے اور اللہ کا نام لیا جاوے اس کو ناپاک جانتے ہیں اور گھوڑے کا منہ اور گائے کا گوبر اور پیشاب پاک جانتے ہیں تیسری قسم یہ ہے کہ کپڑا جب بدن سے اترتا ہے اس کو ناپاک جانتے ہیں یعنی بدون پاک کیے اس کپڑے سے عبادت کرنی درست نہیں گنتے اور اس کو پاک یوں کرتے ہیں کہ کپڑا اگر سفید اور سوت کا ہے تو پانی میں دھوتے ہیں اور اگر رنگ دار ہے تو بقول ان کے پانی کا چھینٹا دینے سے پاک ہو جاتا ہے اور ریشمی کپڑا ہوا لگنے سے اور ریشمی سورج کے سامنے ہونے سے پاک ہوتا ہے چوتھی قسم جو زمین[2] کو پاک کرنا ہو تو گائے کا گوبر نرا پانی مل کر زمین کو پاک جانتے ہیں اور جو کوئی جائے ضرور سے باہر آوے اس کے لیے شاستر یوں کہتا ہے کہ اول بائیں ہاتھ کی سیدھی طرف کی انگلیاں دس بار مٹی اور پانی سے دھوئیں اور پھر اسی ہاتھ کی پیٹھ دس بار دھوئیں اسی طرح اور پھر دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملا ملا کر سات بار مٹی اور پانی سے دھوئیں پھر

---

[1] نر بمعنی آدمی و نار این خدا را گویند و دیہہ بمعنی بدن لبقول ہنود آدمی جسم خدائی است۔

[2] رینٹ اور تھوک اور آنکھ کا میل اور بال اور پسینہ اور ناخن یہ چیزیں بدن سے جدا ہو دیں ہندوؤں کے مذہب میں پلید ہیں اور جھاڑو کی گرد اور جو دامن جھاڑنے سے گرد اڑے اس کو بھی پلید جانتے ہیں اور گدھے اور بکری اور بھیڑ کے پاؤں سے جو گرد اڑے وہ بھی پلید جانتے ہیں اگرچہ پاک زمین کی اڑے اور ہمارے مذہب میں اس طور کے گرد و غبار سب معاف ہیں کیونکہ اس سے بچنا بہت مشکل ہے اور کھاٹ کے سایہ کو بہت پلید جانتے ہیں ع ہندوؤں کے نزدیک اکثر مدت نفاس کی دس دن ہیں رواج چالیس دن کا ہے۔

بارہ کلیاں کریں تب کہیں پاک ہوں اور نجاست حکمی اُن کے نزدیک یہ ہے کہ جب آدمی رات کو سوکر فجر کو اُٹھا ناپاک اُٹھا بدوں غسل کیے عبادت نہ کرے اور کھانا نہ کھاوے اور جب آسن یعنی عبادت کی جگہ سے اُٹھ کر اور جگہ گیا ناپاک ہوا ہاتھ پاؤں دھووے کلی کرے تب عبادت کرے اور جب کسی عورت کو حیض آیا اس کا تمام بدن ناپاکی حقیقی سے ناپاک ہوگیا یہاں تک کہ اس کا سوکھا ہاتھ بھی کپڑے اور برتن کو چھونے نہیں دیتے جب بعد چھ دن کے غسل کرے تب پاک ہو یہاں عقل حیران ہے کہ لہو نکلا ایک مکان سے سارا بدن کس طرح ناپاک ہوگیا - اور جب کسی عورت نے بچہ جنا ناپاک ہوئی بلکہ سارا بدن اس کا نجاست حقیقی سے ناپاک ہوا بلکہ ساری قوم اُس کے سب مرد اور عورت ناپاک ہوگئے اور جو لوگ اس کی قوم کے کسی اور شہر میں یا سفر میں ہیں جس کسی کو یہ خبر پہنچی سب ناپاک ہوگئے اس پلیدی کا نام سوتک ہے پھر ان پلیدیوں کا سندھیا یعنی ہر روزہ کی عبادت جو مشہور ہے اور ترپن[1] یعنی مرے ہوئے بزرگوں کو پانی دینا درست نہیں ہوتا اور اُن کے ہاتھ کا پانی اور قوم

---

[1] اندرمن نے اعتراض کیا کہ اہل اسلام میں تین روز تک اہل میت کے گھر کا کھاتے نہیں ہیں - جواب: یہ ہے کہ ان کے گھر کا کھانا ناپاک نہیں ہوتا ورنہ وہ خود کیوں کھاتے مگر اس میں حکمت کاملہ ہے کہ ہمارے ہاں تین دن تک تعزیت کے واسطے آمد و رفت رہتی ہے اگر مجمع کثیر اس کے گھر پر کھانا کھانے لگیں تو اس کو زیر باری کمال حاصل ہو اور بسبب اس کے اہل میت رنج و غم میں مبتلا ہوتے ہیں مجمع کے کھانے کا اہتمام کرنا تکلف سے خالی نہیں ہوتا اور بعضے جو حکمت کاملہ پر عمل نہیں کرتے اور رسوم بجا لاتے ہیں بعضوں کا یہ حال ہے کہ ایک دو موت میں فرضداری اور تباہی اور بربادی جائداد کی نوبت پہنچتی ہے بلکہ ایسے اوقات میں تو اوروں کو چاہیے کہ اہل میت کے گھر کھانا بھیجیں اور ان کو کھلاویں -

والے نہیں پیتے پھر اس عورت جننے والی کا بدن چالیس دن کے پیچھے پاک ہوتا ہے غسل کر لے اور اپنے سر کو گائے کے گوبر اور پیشاب سے دھوئے اور گائے کا گوبر اور پیشاب پیوے اور اس کی قوم کے لوگ اس طرح سے پاک ہوتے ہیں کہ اگر وہ برہمن ہیں تو گیارہویں دن پاک ہوتے ہیں اس طور پر نیا زنار بدلیں اور گنگا جل پیویں اور جو گو نہ مُوت پیویں تو بہت ہی صفائی حاصل ہو اور جو کھتری ہیں تو تیرھویں دن بدستور مذکور پاک ہوتے ہیں اور جو بیش یعنی بنیے وغیرہ ہوویں تو پندرہ دن پیچھے پاک ہوتے ہیں اور جو شودر یعنی نجار، لوہار وغیرہ ہیں تو تیس دن کے بعد پاک ہوتے ہیں اور سوتک کے دنوں میں مٹی کے برتن جو استعمال میں آتے ہیں پھر ان کو اتار دیتے ہیں یہ عجب بات ہے کہ ایک عورت نے بچہ جنا تمام قوم ناپاک ہو گئی اور عجب تر یہ کہ ناپاکی خبر کے ساتھ دوڑی اور پھر پاک ہوئے تو یوں ہوئے کوئی قوم گیارہ دن میں کوئی تیرہ دن میں کوئی پندرہ دن میں کوئی تیس دن میں۔ اور ان کی ناپاکی بھی بڑی عقل مند ہے کہ ہر قوم میں بموجب شرافت اور ذات ان کی کے رہتی ہے اور جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اسی طرح سے تمام قوم اس کی بھی ناپاک ہو جاتی ہے اس ناپاکی کا نام پاتک ہے اور اکثر احکام اس ناپاکی کے یعنی پاتک کے اور پھر پاک ہونے ہر قوم کے ویسے ہیں جیسے سوتک میں بیان ہوئے کچھ تھوڑا سا کسی حکم میں فرق بھی ہے اور جنازے کے ساتھ جتنے آدمی جاتے ہیں اگرچہ غیر قوم کے ہوں ناپاک ہو جاتے ہیں نہاویں اور کپڑوں کو پاک کریں پناہ خدا کی ایسی ناپاکی سے کہ اپنی قوم کو ناپاک کر کے اور قوموں تک پہنچے اور ایک قسم ان کی ناپاکی کی اور ہے کہ اگر کسی چمار یا چوہڑے یا حائض اور نفسا اور مرتکب کبیرہ گناہ اور مُردہ اور کتا اور گدھا اور بلی اور کوا اور مرغ اور خوجہ[1] کا بدن ان کے ایک عضو سے لگ جاوے

---

[1] خواجہ سرا اور شکاری اور دھوبی اور ماہی گیر اور شراب کش اور دباغ اور رنگریز

تو ان کا تمام بدن کپڑوں سمیت ناپاک ہو جائے کپڑوں سمیت نہاویں تو پاک ہوئیں اس ناپاکی کو میں نہ حقیقی کہہ سکوں نہ حکمی کچھ عقل کام نہیں کرتی اور علیٰ ہذا القیاس جب کوئی ہندو کھانا کھاتا ہے تو بموجب حکم شاستر کے زمین کو گوبر وغیرہ سے ناپاک کر کے سوائے دھوتی کے اور کپڑوں کو اتار کر کھانا کھاتا ہے پھر اس کے روٹی کھانے ہوئے اگرچہ اس کا سگا بھائی باہر سے آکر اس کے چونکے میں کپڑے سمیت چلا جاوے تو اس کا چونکا بھرسٹ یعنی ناپاک ہو جاوے اور اس طعام کا کھانا اس پر نادرست ہو جاوے دیکھو یہاں ناپاکی کی کیسی تاثیر ہوئی کہ صرف چونکے میں پیر دھرنے سے یا ہاتھ لگانے سے سب کچھ ناپاک ہو گیا اور انگرکھ اور پگڑی اور چادر کہ اوپر کے بدن میں ہوتی ہیں ان کو ناپاک سمجھ کر کھانے کے وقت اتار دیتے ہیں اور دھوتی کہ نیچے کے بدن میں ہوتی ہے اور دو مخرج نجاست کے اس میں ہوتے ہیں اس واسطے اکثر اوقات دھوتی کے پلید ہونے کا احتمال ہوتا ہے اور زمین سے بھی اگر پیشاب یا پلید پانی کا چھینٹا پڑے تو بہ نسبت اور کپڑوں کے دھوتی پر پڑنے کا احتمال زیادہ ہوتا ہے کیونکہ دھوتی زمین سے نزدیک ہوتی ہے۔ سو اس دھوتی کو پگڑی اور انگرکھے اور چادر سے زیادہ پاک سمجھتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اور چرم گر اور روغن گر یہ لوگ ہندوؤں کے نزدیک پلید ہیں۔ اگر ان کے بدن سے بدن لگ جاوے تو جدا جدا طریق پاک کرنے کے ہیں اور ان کے نزدیک داڑھی کے بال حکم موئے زہار کا رکھتے ہیں۔ یعنی ان کا منڈوانا ضرور جانتے ہیں۔

فصل ۲

دوسری نماز کے بیان میں

مسلم: ہمارے اُوپر رات اور دن میں ایک عبادت خدا تعالےٰ نے فرض[1] کی ہے جس کا نام صلوٰۃ ہے پانچ وقت اس کے مشہور ہیں اور نماز ایسی چیز ہے جس میں دل اور زبان اور تمام بدن سے اللہ ہی کی تعظیم میں معروف رہتا ہوتا ہے دل سے یہ خیال رکھنا کہ اللہ مجھ کو دیکھتا ہے اور لفظوں کے معنی سمجھ کر اللہ کی تعظیم دل میں بٹھانی اور اس کے عذاب سے ڈرنا اور رحمت کا اُمیدوار ہونا اور زبان سے اللہ کی بزرگی اور تعریف اور اپنی بندگی اور بے چارگی بیان کرنی اور اللہ سے دُعا مانگنی اور بدن سے اللہ کی تعظیم میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور دل میں دونوں کانوں تک ہاتھ اُٹھانے اس لحاظ سے کہ میں نے سوا اللہ کے سب چیز سے ہاتھ اُٹھایا اور پھر اللہ کی تعظیم میں جھک کر رکوع کرنا پھر ناک اور ماتھا کہ سارے بدن سے اُونچا ہے اللہ ہی کی تعظیم میں زمین پر رکھ دینا پھر اللہ کی تعظیم میں دوزانو بیٹھنا - دیکھو نماز میں کتنے کام تعظیم کے جمع ہیں -

ھندو: سو ہمارے دین میں یہ سب کام سوائے اللہ کے اور کی تعظیم میں کرنے روا نہیں اور بموجب ہندوؤں کے دین کے - دن اور رات میں ایک عبادت فرض ہے اس کا نام سندھیا ہے اور وقت اس کے تین ہیں - پرات[2] کال یعنی صبح کا وقت مدھیان[3] یعنی دن کے بیچ سایان[4] کال یعنی شام کا وقت اور

---

[1] نماز کی بہت تاکید ہے کہ اگر بیمار ہو اور پانی خلل کرتا ہو تو گرم پانی کر کے وضو

سندھیا ایسی چیز ہے جس میں دل سے تو برہما اور بشن اور مہا دیو کی تعظیم میں مصروف رہنا ہوتا ہے یعنی آنکھیں[1] اور ناک بند کرکے اُن کی صورت کا دھیان کرنا بشن کی تصویر کو اپنے ناف میں خیال کرنا سیاہ رنگ چار ہاتھ ایک ہاتھ میں سنکھ ایک ہاتھ میں چکر ایک ہاتھ میں گرز اور برہما کی صورت کو اپنے سینے میں دھیان کرنا سرخ پوشاک چار منہ کنول کے پھول میں بیٹھا ہوا اور مہادیو کی صورت کو اپنے دماغ میں خیال کرنا تین آنکھیں پانچ منہ سفید پوشاک ماتھے پر ٹیکا اور زبان سے گایتری کا جپ کرنا اور سوائے اس کے اور منتر بھی پڑھنے اور بدن سے آفتاب کی تعظیم میں مصروف رہنا صبح کی سندھیا میں کہ مشرق کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا اور دونوں ہاتھ[2] بطور دُعا کے اُٹھانے اور دن کی سندھیا میں کہ آفتاب اونچا ہوتا ہے کھڑے ہوکر دونوں ہاتھ[3] اُونچے کرنے اور شام کی سندھیا میں مغرب کی طرف منہ کرکے کھڑے ہونا اور دونوں ہاتھ بطور دُعا کے اُٹھانے اور اس سندھیا میں کہ ہندوؤں کے دین میں اس سے زیادہ کوئی عبادت نہیں ہے اللہ صاحب کا نام بھی نہیں اور گایتری کا پڑھنا ان کے نزدیک بڑا ثواب ہے بلکہ تمام ہندوؤں کا اتفاق ہے اس بات پر کہ گایتری

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کرے گرم پانی میں بھی غسل کرے تو تیمم کرکے نماز پڑھے اور اگر کھڑا نہ ہوسکے تو بیٹھ کر پڑھے اگر بیٹھ نہ سکے تو لیٹ کر پڑھے اگر کپڑے اور بدن پلید ہوں پاک کرے اگر کسی طور پر پاک نہ ہوسکیں پلیدی سے بھی درست ہے اور اگر قرأت نہ پڑھ سکتا ہو جیسے گونگا ہو یا کسی طرح نہ آتی ہو تو بدوں قرأت رکوع و سجود کرکے پڑھے اور ضعف کی حالت میں چاہیے کہ کسی دیوار وغیرہ کا سہارا لے کر کھڑا ہوکر پڑھ لے بہت لاچاری کو بیٹھ کر اور اگر بیٹھا نہ جاوے تو لیٹ کر اشارات کے ساتھ درست ہے اور پلیدی جہاں تک کم ہوسکے کم کرے غرض نماز قضا نہ کرے [1] اس کا نام ہے پرانا یامہ [2] اس ہاتھ باندھنے کا نام ہے انجلی [3] اس ہاتھ اُٹھانے کا نام اوردما ہے۔

کے برابر اور کوئی منتر نہیں ہے اور اس کو مول منتر یعنی جڑ منتروں کی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی برہمن اکیلا بیٹھ کر ہزار بار گاتیری کا جپ کرے تو وہ کبیرہ گناہ سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے جُدا ہو جاتا ہے اور جانتے ہیں کہ ایسا کوئی کام نہیں ہے کہ گاتیری کے طفیل سے نہ ہوسکے اور اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ برہما اور بشن اور شب اور بید گاتیری سے ہوئے ہیں اور منو شاستر میں لکھا ہے کہ پنڈت گاتیری کے پڑھنے سے بے شک مکت حاصل کرتا ہے اگرچہ اور کام اپنے مذہب کے نہ کرے اور سورج نراین سنے اُپ نشد میں لکھا ہے کہ جو کوئی سورج کے سامنے بیٹھ کر گاتیری پڑھتا ہے اُس کے دل کا خوف جاتا رہتا ہے اور معصیت دُور ہو جاتی ہے اور اس شخص کا حرام کھانا اور بُری صحبت میں بیٹھنا بھی ضرر نہیں کرتا اور اسکندہ پوران میں لکھا ہے کہ بید میں گاتیری سے زیادہ کوئی چیز نہیں اور کوئی منتر اس کے برابر نہیں جیسے کوئی شہر کاشی کے برابر نہیں اور گاتیری بید اور برہمنوں کی ماں ہے اور وہ اپنے پڑھنے والوں کی حفاظت کرتی ہے جس گاتیری کا اتنا وصف ہے وہ یہ ہے اُون[1] - بُھور[2] - بھوہ[3] - سوہ[4] تت - سب[5] تر برسے نیا[6]

---

[1] اون بضم ہمزہ و واؤ مجہول و نون غنہ

[2] بھور بضم موحدہ و ہائے مخفی و واؤ معروف و سکون را ز حلہ۔

[3] بھوہ بضم موحدہ و ہائے خفی و فتح واو و سکون ہا ر۔

[4] سوہ بضم سین مہملہ و فتح و واؤ و سکون ہا ر۔

[5] سب تر بفتح سین مہملہ و کسر باد موحدہ و ضم تاء مثناۃ و سکون رائے مہملہ۔

[6] بری نیا یا بفتح موحدہ و کسر راء مہملہ و یائے مجہول و فتح نون ہندی کہ بہ ثقالت خوانده شود و تنوین یاء تحتانی مفتوحہ کہ این تنوین مغنون خوانده شود۔

ॐ भूव स्वः तत بھرگو[1] دے بیتے[2] دہیے[3] مہے دہے یونونہ[4] پرچودپنے[5]
सावि तुवरे ण्यं भर्गो देवस्य धीमही धियो यो न:
प्रची दयात॥

اور اس کے معنی یہ ہیں گاتیری کی ابتدا میں کہ لفظ اوم کا ہے یہ لفظ تو ہر منتر کے ابتدا میں ہوا کرتا ہے اور بید کی ابتدا میں آیا ہے اور یہ لفظ مرکب ہے اڑھائی حرفوں سے ایک اکار یعنی الف مفتوح اور دوسرا اکار یعنی الف مضموم تیسرا آدھا مکار یعنی آدھا میم اور اکار نام ہے بشن کا اور اکار نام ہے مہادیو کا اور مکار نام ہے شکتی یعنی دیوی کا پھر دوسرا لفظ ہے بھُو اس کے معنی ہیں زمین پھر تیسرا لفظ ہے بھوہ اس کے معنے ہیں اکاس[6] چوتھا لفظ ہے سوہ اس کے معنی ہیں سُرگ[7] اور سوائے ان چار لفظوں کے باقی جتنی عبارت گاتیری کی ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ ہم سُورج کی بڑی

---

[1] بھرگو بفتح موحدہ و ہائے مخفی و سکون رائے مہملہ بضم کاف فارسی و واؤ مجہول۔

[2] دے بی بکسر دال مہملہ و یائے مجہول و فتح موحدہ و تشدید سین مکسور و اشمام یائے تحتانی مفتوحہ۔

[3] دہی ہر دو جا بکسر دال مہملہ و ہائے مخفی و یائے معروف۔

[4] یونو ہر دو جا بضم یائے تحتانی و واؤ مجہول۔

[5] پرچودپنے بفتح بائے فارسی و سکون رائے مہملہ و ضم جیم فارسی و واؤ مجہول و فتح دال مہملہ و فتح یائے تحتانی و کسر تائے مثناۃ و یائے مجہول۔

[6] اکاس عبارت است از خلائے معروف کہ آسمان را گویند و لیکن ہندوان از وجود آسمان منکر اند۔

[7] سرگ عالم بالا مقام دیوتاہا بقول ہنود۔

روشنی پہ دھیان کرتے ہیں وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے اب دیکھیے کہ جس گائیتری کی تعریف میں ہندوؤں کے یہاں اتنی دھوم دھام ہے اور اس کو ایسا چھپا کر رکھتے ہیں کہ سوائے برہمن اور کھتری کے اور کو سکھلانی درست نہیں جانتے اور ان کو بھی ظاہر نہیں پڑھاتے آہستہ سے کان میں بتلاتے ہیں سو اس گائیتری کا مضمون ایسا پوچ اور عبث ہے کہ جس سے سوائے گناہ کے کچھ بھی حاصل نہیں اس کی وہی مثال ہے کہ جیسے ایک چودھری گاؤں کا رئیس دربار لگائے ہوئے بیٹھا تھا ایک عورت حلال خورنی نے آکر کہا کہ چودھری صاحب مجھ کو آپ سے خلوت میں کچھ عرض کرنا ہے چودھری وہاں سے اٹھ کر اس کی بات سننے لگا اس چوہڑی نے کہا کہ میں یہ عرض کرتی ہوں کہ کل کی رات بہت ہی جاڑا ہوا تھا اب اس بات کو خیال کرنا چاہیے کہ اس عورت نے اول اپنی بات کو چھپایا اور جب ظاہر کیا تو ایسی بات نکلی کہ اس کا بیان کرنا محض بے فائدہ تھا اور کچھ لائق چھپانے کے نہ تھی ف اس مقام پر شاید ہندوؤں کے خیال میں آوے گا کہ بعضے مسلمان بھی سوائے اللہ کے اور کے نام کی نماز پڑھتے ہیں جیسے بعض جاہل کہتے ہیں کہ فرض نماز اللہ کی ہے اور سنت رسول اللہ کی اور بعض عورتیں حضرت بی بی فاطمہؓ کے نام کی نماز پڑھتی ہیں اور بعضے لوگ صلوٰۃ الخطوات یعنی حزب الاقدام پڑھتے ہیں یعنی گیارہ قدم بغداد کی طرف منہ کرکے چلتے ہیں اور اس میں حضرت پیر صاحب کا نام لیتے ہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ سنت رسول اللہ سے مراد ہے متابعت رسول اللہ کی یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ نماز پڑھتے تھے اور فرض سنت میں فرق اتنا ہے کہ جو شخص فرض نہ ادا کرے مستحق عذاب دوزخ کا ہوتا ہے اور اگر فرض کا انکار کرے تو کافر ہوتا ہے اور جو سنت نہ ادا کرے تو لائق جھڑکی اور ملامت کے ہوتا ہے بیچ میدان قیامت کے اور فرض اور سنت سب اللہ ہی کی نماز ہے اگر کوئی شخص سنتیں پڑھتا ہوا یہ

سمجھے کہ میں رسول اللہ کی بندگی کرتا ہوں تو وہ شخص مسلمان کہاں رہا بلکہ کافر ہی ہو گیا اور بی بی فاطمہ کی تعظیم میں جو کوئی نماز پڑھے وہ بھی مشرک ہے ہاں اگر اللہ کی نماز نفل پڑھ کر اس کا ثواب حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت فاطمہؓ یا کسی اور بزرگ کی رُوح کو بھیج دے تو مضائقہ نہیں اور جو لوگ صلوٰۃ الخطوات پڑھتے ہیں لیکن اپنی دانست میں حضرت محبوب سبحانی کی تعظیم میں بغداد کی طرف کئی قدم چلتے ہیں یا اس فعل کو رقیہ یعنی عملیات سے جانتے ہیں۔ لیکن ہمارے دین میں اس بات کی کچھ اصل نہیں ایک رسم پڑ گئی ہے چنانچہ حضرت نظام الدینؒ اولیاء کے وقت میں علماء نے فتویٰ اس فعل کے ردّ میں لکھا تھا اور اس زمانہ میں ایک فتویٰ جناب سید الفقہاء مفتی محمد صدر الدین صاحب دہلویؒ نے اس فعل کے حرام ہونے پر لکھا ہے اور اس پر علماء دہلی اور سہارن پور اور لدھیانہ اور کوٹ رائے اور لاہور اور قصور اور امرتسر وغیرہ نے مہریں کی ہیں غرض بہر صورت ہمارے دین میں اللہ کے سوا اور کو معبود پکڑنا اور بیت اللہ کے سوا اور کو قبلہ عبادت ٹھہرانا دُرست نہیں۔

فصل ۳

بیچ بیان روزہ کے

مسلم: ہمارے دین میں روزہ کہتے ہیں اس کام کو صبح صادق سے آفتاب کے غروب ہونے تک اللہ کی تعظیم میں کھانے اور پینے اور جماع کرنے سے بند رہنا اور رات کو قوت حلال سے جو ملے سو کھا لینا تمام برس میں ایک مہینہ

رمضان کے روزے رکھنے فرض یعنی نہایت ضروری ہیں جو کوئی رکھے ثواب پاوے نہیں تو سخت گناہگار ہو اور منکر اس کا کافر ہے اور سوائے اس کے اور روزے نفل ہیں جو کوئی رکھے ثواب پاوے نہیں تو کچھ گناہ نہ ہو گا اور روزہ بڑی عبادت ہے اور سوائے اللہ کے اور کے نام کا روزہ رکھنا کفر ہے۔

ھنود: اپنے معبودوں اور بتوں کے نام پر روزہ رکھتے ہیں اور اس کو برت کہتے ہیں ایکادشی یعنی گیارہویں تاریخ کا برت دشن کے نام کا رکھتے ہیں چودس کو مہادیو کا منگل کے دن ہنومان کا اتوار کو سورج کا ہفتہ کے دن سنیچر یعنی زحل کا بھادوں[1] کی اسٹمی کو کشن کا برت رکھتے ہیں کاتک کی اماوس یعنی دیوالی کو لچھمی کا چیت اور اسوج کی نوراتوں[2] میں دیوی کا برت رکھتے ہیں اور بعضے کالکا کا برت رکھتے ہیں اسی قیاس اور معبودوں کے نام پر رکھتے ہیں اور بعضی غذائیں اناج وغیرہ کہ اور دنوں میں کھانے درست جانتے ہیں اور بعضے برتوں میں اُن کا کھانا حرام سمجھتے ہیں اور بعضے برتوں میں رات اور دن کو بھی کچھ نہیں کھاتے بعضے دن میں کھاتے ہیں رات کو بھی کچھ تھوڑا سا کھا لیتے ہیں غرضکہ اللہ کے نام کا برت اُن کے دین میں کوئی نہیں معلوم ہوتا اوروں ہی کے نام کے ہیں اور اگر اس مقام میں ہندوؤں کو شبہ پڑے کہ بعضے مسلمان مخدوم جہانیاں کے نام کا روزہ رکھتے ہیں اور بعضے حضرت مرتضیٰ علی کے نام کا اور بعضی عورتیں سید سلطان اور بی بی مراد اور غرض کے نام کا روزہ رکھتے ہیں اور بعضی عورتیں جھگری[3] کا برت

---

[1] کہتے ہیں کہ کشن اسی دن پیدا ہوا ہے۔

[2] نوراتوں جمع نوراتہ مراد از نہ روز است از اول تاریخ نصف اخیر ماہ چیت و اسوج تا نہم آں ماہ۔ [3] لغت پنجابی میں چھوٹی ہنڈیا کو کہتے ہیں کالکا دیوی کے نام پر ہنڈیا رکھ کر پوجتے ہیں اور اس میں برت رکھتے ہیں۔

رکھتی ہیں سواس کا جواب یہ ہے کہ ایسے لوگ گمراہ اور خلاف شرع ہیں اُن کے
ایسے افعال سے ہمارے دین پہ اعتراض نہیں آسکتا۔کیونکہ یہ تمام کام ہمارے دین
میں دُرست نہیں ہیں اور جو کوئی مرد یا عورت مسلمان سوائے اللہ کے اور کی تعظیم
میں نماز یا روزہ وغیرہ عبادت[1] کرے وہ شخص مشرک ہے۔

فصل ۴

بیچ بیان صدقہ کے

جاننا چاہیے کہ عبادت دو قسم پر ہے بدنی اور مالی۔بدنی وہ جو بدن سے کی جاوے
جیسے نماز اور روزہ وغیرہ اور مالی وہ جو مال سے ادا ہو یعنی اپنے مال میں سے
ادا ہو یعنی اپنے مال میں سے کچھ ایک مال اللہ کے نام پر نکالنا جیسے مال کی زکوٰۃ
فرض ہے اہل نصاب[2] پر اور منکر اس کا کافر ہے اور صدقہ عید الفطر کا اور قربانی
عید الضحیٰ کی واجب ہے اہل توفیق پر اور سوائے ان کے اور صدقات نفلی وغیرہ
سو یہ ہر قسم کی عبادات ہم لوگ اللہ کی رضامندی[3] اور تقرب حاصل کرنے کی
کرتے ہیں اور اللہ ہی سے اُمید رکھتے ہیں کہ ان کاموں کے کرنے سے اللہ
تعالیٰ ہم سے خوش ہو اور اللہ ہی سے ڈرتے ہیں کہ جو عبادت ضروری ہے

---

[1] اللہ کا روزہ رکھ کر کسی کو ثواب پہنچا دیوے تو درست ہے۔

[2] نصاب نقرہ دو صد درہم اور نصاب طلا بست مثقال۔

[3] اگر ایسے کام اللہ کے نام پر کر کے ثواب کسی کو پہنچا دیوے تو دُرست ہے۔

اگر ہم ادا نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ خفا ہوگا غرض ہر طرح کی عبادت خواہ مالی ہو خواہ بدنی اللہ ہی کی قربت حاصل کرنے کو اللہ ہی سے خوف اور اُمید رکھ کر ہم لوگ کرتے ہیں۔

ھندو: اور ہندؤوں لوگ سوائے اللہ کے اوروں کی قربت ورضا حاصل کرنے کو یا اُن سے ڈر کر عبادت بدنی اور مالی کرتے ہیں عبادت بدنی جیسے اس سے پہلے بیان ہولیا اور عبادت مالی جیسے دیوی کو بکرا زندہ چڑھانا یا جان سے مار دینا اور دیوتاؤں کے نام پر اپنے مال میں سے حصہ نکالنا اور ہوم کرنا اور دیوتاؤں کی نذر و نیاز دینا اور جو کوئی ہندو یہ کہے کہ بعضے مسلمان بھی پیر صاحب یا سیّد سلطان کا دسواں حصہ اپنے مال میں سے نکالتے ہیں اور بعضے اپنی اولاد کو پیر صاحب کا دسوندی بنا کر ان کی قیمت مقرر کر کے اُس کا دسواں حصہ پیر صاحب کے نام پر دیتے ہیں اور بعضے اپنے غلہ میں سے حضرت مرتضیٰ علیؓ کی جنگی نکالتے ہیں اور بعضے کسی کے نام پر اپنا زیور دھو کر رکھ چھوڑتے ہیں اور بعضے لوگ پیروں سے ڈر کر اور اُن سے نفع کی اُمید رکھ کر ان کی نیاز دیتے ہیں اور بعضے پیروں کے نام کی منتیں مانتے ہیں اور بعضے پیروں کے نام پر جانور ذبح کرتے یا چھوڑ دیتے ہیں بعضے قبروں پر بکرا وغیرہ چڑھاوا چڑھاتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لوگ جاہل اور گمراہ ہیں اور ان کاموں میں سے ہمارے دین میں ایک بھی دُرست نہیں ہے اور تمہارے دین میں سب درست ہیں ہمارے دین میں عبادت خواہ بدنی ہو یا مالی سوائے اللہ کے اور سے تقرب حاصل کرنے کو کرنی دُرست نہیں اور سوا اللہ کے اوروں سے اُمید اور خوف رکھنا اور نفع یا نقصان سمجھنا درست نہیں۔

فصل ۵

بیچ بیان حج کے

مسلم: ہمارے دین میں ہر مسلمان صاحب توفیق پر جو راہ خرچ اور سواری

رکھتا ہو اور جن کا نان نفقہ[1] اس کے ذمہ پر فرض ہو ان کو دے سکتا ہو اور راہ کا بھی امن ہو ایک مرتبہ کعبہ شریف کا حج کرنا فرض ہے اور کعبہ ایک مبارک گھر ہے مکہ معظمہ میں اللہ کا حکم ہے کہ جب کوئی نماز پڑھے کعبہ کی طرف منہ کر کے ادا کرے اور اس طرف سے سوا اور طرف کو منہ کر کے سجدہ کرنا منع ہے اور یہ سجدہ کچھ اس گھر کو نہیں بلکہ سجدہ اللہ ہی کو ہے اس گھر کی طرف منہ کر کے سجدہ کرنے کا حکم ہے سو اللہ صاحب نے اس گھر کو سب مسلمانوں کے لیے قبلہ عبادت کا ٹھہرا دیا ہے بسبب شرف اور بزرگی اس گھر کے پھر ہم مسلمان لوگ وہاں جا کر اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اپنی عاجزی اور اس مبارک گھر کا طواف کرتے ہیں اور کعبہ شریف کے نزدیک ایک عرفات میدان ہے عرفہ کے دن وہاں جا کر کھڑے ہوتے ہیں اور ٹھہرتے ہیں اور جو کوئی حج کرتا ہے اس سے پہلے جو اس شخص نے اللہ[2] کی تقصیرات اور گناہ کیے

---

[1] چنانچہ زن و فرزند و پدر و مادر [2] یعنی بندوں کے حق جیسے قرض اور ظلم اور رشوت اور چوری اور قتل وغیرہ معاف نہیں ہوتے حق ادا کرنا یا اس سے معاف کروانا اور توبہ کرنا ضرور ہے اور نماز، زکوٰۃ اور روضہ کی قضا آتی ہے اور ہندوؤں کے دین میں معافی گناہوں کے عجیب طریق ہیں اندرمن توبہ کا قائل نہیں لیکن اپنے مذہب سے واقف نہیں اسگندہ پوران ادھیائے ۲۲ مرشد کی زوجہ یا اپنی ماں سے زنا کیا انگ کی پوجا چھ برس کرنے سے دور ہوتا ہے ایضاً ادھیائے ۲۱ بشن نے دہرو سے فرمایا کہ تیرا کہا ہوا استوتر (تعریف) جو کوئی پڑھے سنے گا تمام گناہ بلکہ برہم ہتیا یعنی قتل برہمن وغیرہ سے فی الفور پاک ہوگا ایضاً ادھیائے ۳۱۔ مہادیو کا ایک نام لینے سے کروڑہا برہم ہتیا دور ہوتے ہیں ایضاً آٹھ ہزار جنم کے پھیروں نا تھ کے درشن سے دور ہوتے ہیں ایضاً ادھیائے ۵ برہمن کا قتل اور برہمن اور مرشد کی

تھے سو اللہ معاف کر دیتا ہے اور سوائے خانہ کعبہ کے کسی اور مکان کو حج کی نیت سے
جانا درست نہیں بلکہ شرک ہے۔

ھندو: اور ہندوؤں کی زیارت گاہ مختلف ہیں اپنے معبودوں کے نام پر
مقرر کر لی ہیں اُن ہی مکانوں پہ جاتے ہیں اور وہاں جا کر اپنے معبودوں کی عبادت
کرتے ہیں سو وہ زیارت گاہ سینکڑوں ہیں جیسے کر کھیتر وں۔ گنگا۔ جمنا۔ جوالا مکھی
کانگڑا، جگنت پورنی۔ منسا دیوی۔ آسا دیوی۔ بالا سندری۔ چنتی۔ بھدری کالی
است۔ بھوجی۔ بندرابن۔ متھرا۔ دوارکا۔ کاشی جگن ناتھ۔ بدری۔ گدار۔ گیا
پھکر۔ ہمانچل[1] اور سوائے ان کے اور بھی ہیں لیکن ان جگہوں میں جانے سے اللہ
کی عبادت کا پتہ بھی نہیں لگتا سچ فرمایا حضرت شیخ مصلح الدین رحمہ اللہ نے سہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

جورو اور کنواری سے زنا کرنا اور دوسرے گناہ کبیرہ ایک مرتبہ نرلوچن کی پوجا سے دُور
ہو جاتے ہیں ایضاً ادھیائے ۱۔ دھرم کوٹ میں غسل کر کے دھرمینشر کا درشن کرے
برہم ہتیا وغیرہ دُور ہو اور ترلوچن اور دھرمینشر مہادیو کے دو لنگ ہیں لنگوں میں
سے ایضاً ادھیائے ۲۸۔ ناہیک برہمن بڑا فاسق اور زنا کار تھا۔ جم راج نے
اس کے لیے دوزخ کا حکم دیا تبقدیر الٰہی جہاں وہ مرا تھا کسی کو شیر نے کھایا تھا اور
اس کی ران کا ٹکڑا گدھ اُٹھا لے گیا۔ اُس کی چونچ سے گنگا میں گر پڑا اسی وقت
بسبب اس کے اُس کے گناہ بخشے گئے اور عزت کے ساتھ جنت میں لے گئے۔

(سوط الجبار ص۱۱۵)

[1] برہما آنچل نام کوہ برف کہ ہندواں از انجا رفتہ بامید نجات در برف گداختہ پاک
می شوند و نام آن کوہ ہمالہ اسم مشہور است۔

ہر شود دَوَد آنکس زدر خویش براند   وانرا کہ بخواند بدر کس نہ دواند

اور اگر اس مقام میں کوئی ہندو یہ اعتراض کرے کہ مسلمانوں کی زیارت گاہ بھی مختلف ہیں جن مکانوں میں بزرگوں کی قبور ہیں جیسے اجمیرؒ۔ سرہندؒ۔ پاک پٹن سدھورؒ۔ کمن پور۔ بھرآئچؒ۔ ٹھسکہ۔ گھڑامؒ۔ پیرآن کلیرؒ۔ گنگوہ۔ شیخو پورہ۔ برنائوؒ سنامؒ۔ نکاہؒ۔ امروہہؒ وغیرہم اور دُور دُور سے مسلمان لوگ حاجتیں مانگنے کو ان مکانوں پر جاتے ہیں بلکہ پاک پٹن سے تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کوئی وہاں جا کر ایک دفعہ جنتی دروازے میں کو نکل جاوے بہشتی ہو جاوے۔

سو ایسے اعتراضوں کا جواب ہم کئی دفعہ دے چکے ہیں کہ جاہلوں کی بات کا اعتبار ہرگز نہیں ہوتا اصل یہ ہے کہ ہمارے دین میں قبروں کی زیارت کا بہت فائدہ لکھا ہے اس طور پر وہاں جا کر اہل قبور سے بطور مسنونؔ[1] سلام کہے اور ان کے لیے اللہ سے بہتری کی دعا مانگے اور اپنی موت کو یاد کرے تاکہ دنیا سے دل سرد ہو اور گناہ سے بچنے لگے اور اگر کسی بزرگ کی قبر کی زیارت[2] کو دُور سے قصد کر کے جاوے اس نیت سے کہ ان کی قبر پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہو گی مجھے بھی اس سے برکت حاصل ہو تو مضائقہ نہیں اور حضرت خواجہ کائنات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرنی ایسی ہے کہ اس کا بہت ہی ثواب ہے لیکن بہ نیت حج اور پرستش اور طلب حاجات کے کسی قبر پر جانا درست

---

[1] السلام علیکم اھل الدیار من المومنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم للاحقون ونسال اللہ لنا ولکم العافیۃ [2] بعض محققین کے نزدیک زیارات کے لیے سفر طویل کرنا سوائے تین مسجدوں کے اور کی طرف جائز نہیں ایک مسجد حرام دوم مسجد اقصیٰ سوم مسجد نبوی۔

نہیں بلکہ یہاں تک اس بات کا بندولبست ہے کہ کسی قبر کو سجدہ اور طواف کرنا اور بوسہ دینا بھی دُرست نہیں حتیٰ کہ قبر پر چراغ جلانا بھی حرام ہے اور قبر کو چونہ گچ کرنا اور اس پر عمارت بنانی بھی منع ہے اور پاک پٹن کا جنتی دروازہ جو مشہور ہے اس کی کچھ اصل نہیں ہے بلکہ مجاوران طالب دنیا نے یوں ہی مشہور کر رکھا ہے یہ بات ہمارے دین میں نہیں کہ کسی دروازے میں کوئی نکل کر بہشتی ہو جاوے۔ بہشت میں داخل ہونے کا سبب اللہ کا فضل اور ایمان اور نیک اعمال ہیں اور ہمارے دین میں قطعی یقینی بہشتی کہنا کسی کو دُرست نہیں مگر ان لوگوں کو جن کا بہشتی ہونا قرآن یا حدیث سے ثابت ہو گیا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور ابو عبیدہؓ اور سعدؓ اور سعیدؓ اور عبدالرحمٰنؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ اور سوائے اُن کے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور اسی طرح قطعی دوزخی ہونا یا کہنا بھی کسی کو دُرست نہیں مگر جن کا دوزخی ہونا قرآن یا حدیث سے ثابت ہوا ہے جیسے شیطان اور دجّال اور فرعون اور ابولہب اور ابوجہل وغیرہ پھر جبکہ حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کا قطعاً ویقیناً بہشتی ہونا معلوم نہیں تو دروازے میں گھُس کر نکلنے والا کہاں سے یقینی بہشتی ہوا اور پاک پٹن کے دروازے کی حقیقت یہ ہے کہ ایک روز حضرت نظام الدین اولیاءؒ کو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی اس جگہ پر جہاں وہ دروازہ بنا ہوا ہے سو حضرت نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بسبب غلبہ محبت اور افراط شوق حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جگہ سے محبت رکھتے تھے مجاوروں نے اپنی پیداواری کے لیے وہاں دروازہ بنا کر اُس کا نام جنتی دروازہ رکھ دیا ہے۔

فصل ۶

مُردوں کو ثواب پہنچانے میں

مسئلہ: جاننا چاہیے کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو عمل کرنے سے رہ جاتا ہے پھر جو کوئی زندہ اس مُردہ کے لیے عمل نیک کردے یعنی مسکین کو کھانا کھلا کے یا کپڑا پہنا کے یا نقد دے کے یا آپ نماز نفلی یا روزہ ادا کر کے یا قرآن شریف پڑھ کے یا کوئی اور نیک عمل کر کے اس کا ثواب مردے کو بخش دے یعنی جو اس عمل کا ثواب اللہ تعالیٰ کی جناب سے اُس کو ملتا ہے اس مردے کو دلادے تو انشاء اللہ یہ ثواب مُردے کو پہنچ جاوے گا بشرطیکہ یہ عمل اللہ کی خوشنودی کے لیے کیا ہوا اور جو دُنیا کی نام آوری کے واسطے کیا ہے تو کچھ ثواب نہیں ہوتا نہ پہچانے والے کو نہ مُردے کو اور یہ ثواب پہنچانا دو طور پر ہے ایک یہ کہ جب کوئی عمل نیک کرنے لگے تو ابتداء میں یوں نیت کرے کہ میں فلانے شخص کی طرف سے نائب ہو کر یہ عمل کرتا ہوں اور یہ صورت خاص عبادت مالی میں ہے دوسری یہ کہ جب عبادت کر چکے اُس وقت اللہ تعالیٰ کی جناب میں دُعا کرے کہ اسے پروردگار اس عمل کا ثواب تو اپنے فضل و کرم سے فلانے شخص کو بخشدے اور اس ثواب پہنچانے کے واسطے کوئی دن مقرر نہیں ہے جس دن چاہے پہنچا دے لیکن بعضے دن افضل ہیں جن کی فضیلت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے معلوم ہوئی چنانچہ رمضان شریف اور

ع اور پہنچانے والے کو بھی ملتا ہے۔

کسی قسم کا کھانا اور کوئی عمل کسی کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ جو کچھ بن آوے سو کر دے لیکن مالِ حلال شرط ہے اور یہ بھی مقرر نہیں ہے کہ اس قسم کے کھانے کو فلانے لوگ کھاویں اور فلانے نہ کھاویں بلکہ ہر کسی کو کھلا دینا اور دینا درست ہے لیکن فقیر اور مفلس اور نانہ دار اور یتیم اور مسافر اور قیدی اور بیمار اور طالب علم اور الیسوں کو کھلانا اور دینا بہت ہی اچھا ہے اور یہ ثواب پہنچانا حقیقت میں ایک مروت ہے مردوں کے ساتھ کچھ یہ نہیں کہ اُن سے ڈر کر یا اُن سے حاجت برآری کی اُمید رکھ کر ان کو ثواب پہنچاویں اور یہ بھی نہیں کہ مردے کچھ غیب داں ہیں۔ اور ثواب پہنچانے کے وقت ضرور اُن کی رُوح حاضر ہو جاتی ہے بلکہ جہاں ان کی رُوح ہوتی ہے اس کا ثواب ان کو وہیں پہنچ جاتا ہے اور یہ ثواب پہنچانا کچھ فرض اور واجب نہیں کہ قرض لے کر بھی کسی کی رُوح کو ثواب پہنچاویں بلکہ قرض چڑھا کر کسی کو ثواب پہنچانا اچھا نہیں بہتر یہ ہے کہ اپنے بچوں کے خرچ سے جو زائد ہو اس میں سے خیرات کر کے اُس کا ثواب پہنچاوے اور ثواب پہنچانے کے لیے جو کھانا تیار کیا جاوے تو اس کے لیے نئے باسن لگانے ضرور نہیں بلکہ جو برتن ہمیشہ برتنے میں آتے ہیں وہی کافی ہیں اور یہ بھی ضرور نہیں کہ اس کھانے پر کچھ پڑھا جاوے تب اس کا ثواب پہنچے بلکہ نیت ہی کافی ہے۔ اور اُس کے ساتھ پانی رکھنا بھی ضرور نہیں ہے اور ثواب پہنچانے سے پہلے اُس کھانے میں سے جو کوئی کھا لے تو دُرست ہے منع نہیں۔

ھنود: اور ہندوؤں کے دین میں ثواب پہنچانے کا یہ طریق ہے کہ مثلاً کھانا کپڑا وغیرہ جس چیز کا ثواب پہنچانا ہو تو اس کا سنکلپ یعنی نیت یوں کرے کہ ثواب پہنچانے والا داہنے ہاتھ میں پانی لے کر سنسکرتی زبان میں یہ کہے کہ اب جو فلانا مہینہ فلانی تاریخ فلانا دن ہے تو میں فلانا شخص فلانی میری قوم

فلانی فلانی چیز فلانے شخص[1] کے لیے میں صدقہ کرتا ہوں پھر اُس پانی کو زمین پر ڈال دے اور ثواب پہنچانا اُن کے نزدیک اگرچہ ہر روز درست ہے پر بعضے دن بھی مقرر کرنے ضروری جانتے ہیں چنانچہ ایک دن واسطے کریا کرم کے مقرر رہے کہتے ہیں کہ مُردے کے مرنے سے اس دن تک اس مردہ کا ایک بدن عالم برزخ میں تیار ہوتا ہے اور قابل جزا اور سزا کے ہوتا ہے اس واسطے[2] اُس دن کا نام کریا کرم رکھا ہے کیونکہ شاستری زبان میں کریا کرم کہتے ہیں بدن کو اور کرم کہتے ہیں عمل کو یعنی مرنے کے دن سے اُس دن تلک کوئی شخص اس مردے کا اقرب موافق شاستر کے ایسے عمل بجا لاوے جن کے سبب سے اس مُردہ کا بدن تیار ہو پھر اس دن میں اس مردہ کے واسطے کچھ عمل کیا جاوے اس عمل کا نام کریا کرم ہے یعنی بدن کا عمل اس دن میں اس کریا کے لیے یہ کرم کرتے ہیں کہ اس مردے کے نام پر کھانا پوشاک پلنگ توشک لحاف زیور باسن چھتری گھوڑا وغیرہ اسباب عمدہ بموجب اپنے مقدور کے مہا برہمن کو دیتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ سب کچھ اس کو پہنچتا ہے اور اُس دن میں اور بھی بہت سا بکھیڑا کرتے ہیں اور مہا برہمن وہ برہمن ہیں کہ مردوں کے نام کا صدقہ ان کو دیتے ہیں ۔ اور اس کریا کرم کے واسطے برہمن کے مرنے کے بعد گیارھواں دن اور کھتری کے مرنے کے بعد تیرھواں

---

[1] یعنی مردہ۔

[2] کریا کے معنے کرنے کے بھی ہیں اور ہندوؤں کے نزدیک کریا کے دن میں اختلاف ہے بعضے قوم کے لیے بعد دس دن کے مقرر کرتے ہیں۔

دن اور ویش یعنے بنئے وغیرہ کے مرنے کے بعد پندرھواں یا سولھواں دن اور شودر یعنی باڈلدھی وغیرہ کے مرنے کے بعد تیسواں یا اکتیسواں دن مقرر ہے ازاں جملہ ایک چھ ماہی کا دن ہے یعنی مرنے کے بعد چھ مہینے ازاں جملہ برسی کا دن ہے اور اس دن میں گائے کو بھی کھانا کھلاتے ہیں ازاں جملہ ایک دن سدھ کا ہے مردے کے مرنے سے چار برس پیچھے ازاں جملہ اسوج کے مہینے کے نصف اول میں ہر سال اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچاتے ہیں لیکن جس تاریخ کو کوئی موا اسی تاریخ میں ثواب پہنچانا ضروری جانتے ہیں اور کھانے کے ثواب پہنچانے کا نام سرادہ ہے اور جب سرادہ کا کھانا تیار ہو جائے تو اول اس پر پنڈت کو بلا کر کچھ بید پڑھواتے ہیں جو پنڈت اس کھانے پر بید پڑھتا ہے وہ ان کی زبان میں اکھشٹرمن[۱] کہلاتا ہے اور اسی طرح یہ اور بھی دن مقرر ہیں اور جب اپنے معبودوں کی روح کے واسطے کچھ کرتے ہیں تو وہاں ثواب پہنچانے کی نیت تو ہوتی نہیں بلکہ ان سے ڈر کر کچھ نفع کی امید رکھ کر یا بطور نذر و منت کے ان کے بھیٹ دیتے ہیں اور ان کے واسطے بھی دن معین ہیں اور ان کے بعضے معبودوں کی روح کے واسطے بعضے کھانے بھی مقرر ہیں جیسے دیوی کو شراب اور گوشت کا بھوگ لگانا باشم[۲] مارگ میں بڑا ثواب جانتے ہیں اور ہنومان[۳] کو چورما اور مہادیو کو دھتورہ کا پھول اور بیل کا پتہ وغیرہ اور ان کے

---

[۱] اکھشٹرمن بفتح ہمزہ و کسر ہائے موحدہ و ہائے مختفی بسکون شین منقوطہ و رائے مہملہ و فتح میم و سکون نون برہمنیکہ بر طعام ایصال ثواب چیزے بخواند۔ اور بعضے بموجب جسم و عادت کے جائز رکھتے ہیں۔

[۲] نام مذہب یکے از ہنود۔

[۳] نام دیوتا کہ بصورت بوزنہ است۔

معبودوں کی نیاز اگرچہ سب ہندوؤں کو کھانی دُرست جانتے ہیں لیکن جو کسی مردے یا معبود کے نام پر سنکلپ[1] کر کے دیا جاوے تو وہ سوائے برہمن کے اور کو لینا اور کھانا درست نہیں جانتے اگرچہ برہمن مال دار اور دوسری قوم کے محتاج ہوں اور برہمنوں کے بڑوں نے اپنی اولاد کی گزران کی خوب تدبیر کری ہے کہ شاستر میں لکھ دیا کہ سنکلپ کیا ہوا مال سوائے برہمن کے کوئی نہ لیوے اور اپنے معبودوں کے نام پر میوہ جات اور جَو اور تِل اور گھی اور شہد آگ میں جلا دیتے ہیں اور اس کا نام ہوم ہے - اور کئی معبودوں اور مردوں کے نام لے لے کر پانی گراتے جاتے ہیں جب بشن برہما وغیرہ دیوتاؤں کو پانی دینے لگتے ہیں تو زنار کو داہنی طرف پسلی پر کر لیتے ہیں اور اسی طرح زنار رکھنے کو بشن شب کہتے ہیں اور بعضے جب اپنے پچھلے پنڈتوں اور بھگتوں کو پانی دیتے ہیں جس کو رکھ کہتے ہیں تو زنار کو سینے پر لٹکا لیتے ہیں اس کا نام ہے کنٹھی اور جب اپنے بزرگوں کو پانی دیتے ہیں تو زنار کو بائیں پسلی پر کر لیتے ہیں اُس کا نام ہے پتر سب اور پتَراں کی زبان میں مرے ہوئے بزرگوں کو کہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ پانی بزرگوں کو پہنچتا ہے اس کا نام ترپن ہے معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو آگ میں جلا دینا اور زمین پر پھینک دینا کیسی بے وقوفی کی بات ہے بھلا ثواب تو اس چیز کا پہنچے کہ کسی مسکین کے کام آوے اور آگ میں جلا دینا اور زمین پر پھینک دینا ایک بڑا گناہ ہے اور یونہی بے فائدہ مال ضائع ہو جاتا ہے پھر اُس سے ثواب کی اُمید رکھنی محض نادانی ہے خدا کی پناہ شیطان کیا شریر ہے کہ اسی بہانہ سے آدمیوں کے مال ضائع

---

[1] سنکلپ آب در دست گرفتہ نیت کردن -

کرواتا ہے اور عاقبت کے عذاب میں پھنساتا ہے اور جس دن ان کے کسی مردے یا معبود کے نام پر کھانا تیار ہوتا ہے اس دن میں جب تک برہمن نہ کھا لیویں تب تک اس کھانے میں سے اور کو کھلانا دُرست نہیں جانتے اگرچہ لڑکے بالے بھوک کے عذاب میں گرفتار ہیں لیکن اس میں سے ان کو نہیں کھلاتے۔

ف: اس مقام پر شاید ہندو یہ اعتراض کریں کہ مسلمانوں کے بھی ثواب پہنچانے میں یہی ساری رسوم ہندوؤں کی موجود ہیں بعضے مسلمانوں نے ثواب پہنچانے کے لیے دن مقرر کر لیے ہیں جیسے مُردہ کی سوم کو قل کہتے ہیں اور چالیسویں کو پلنگ بچھا کر اور طرح طرح کے کھانے رکھ کر اعتقاد رکھتے ہیں کہ مُردے کی رُوح یہاں آتی ہے اور بعضے کہتے ہیں اس دن رُوح گھر سے نکلتی ہے اور چھ ماہی اور سالیانہ کرتے ہیں اور حضرت پیران پیر کی فاتحہ سوائے گیارھویں اور سترھویں کے اور دن میں نہیں کرتے اور حضرت امیر حمزہ[1] کا ختم شب برات ہی کو کرتے ہیں اور حضرت امام حسین کا محرم کے عشرہ میں علیٰ ہذا القیاس اور بزرگوں کی فاتحہ ان کے مرنے ہی کے دن کرتے ہیں اور بعضوں کی رُوح کے لیے بعض کھانے بھی مقرر کر رکھے ہیں جیسے شاہ عبد الحق کا توشہ حلوے کا اور حضرت بی بی کی صحنک وہی خشکہ کی اور حضرت بوعلی قلندر کا مالیدہ اور حضرت علی رضا کا کونڈا میٹھے چاولوں کا اور اس کا کھانا بھی گرما گرم ضرور جانتے ہیں بلکہ اس پر کیلا کا پتہ اور سرخ ڈورے بھی ضرور رکھتے ہیں اور بعضے اس دن روزہ رکھتے ہیں اور حضرت امام حسین کی نیاز حلیم اور شربت اور سید[2] سلطان کا روٹ یا رلوڑیاں بابا فرید کی کھچڑی میٹھی اور پیر نبوی کا نمک علیٰ ہذا القیاس اور بزرگوں کے نام پر مقرر کر لیے ہیں بلکہ بعضے شخصوں نے

---

[1] حضرت حمزہ ہفتم شوال شہید شدہ، آں روز شب برات غلط است۔

[2] بودن سید سلطان از بزرگان کتاب معتبر معلوم نہ شد۔

مقرر رکھی ہے کہ فلانے بزرگ کی نیاز سوا روپیہ کی ہو فلاں کی پانچ پیسے کی فلانے کا سوا من کا فلانے کا روٹ پانچ سیر کا فلانے کی تین کوڑی کی نیاز اور مُردہ کا اسقاط[1] قرآن مجید ہی کا ہوا اور ضرور اُس کو ساتھ ہی آدمیوں کے ہاتھوں میں پھرایا جاوے بعضوں نے ان نیازوں کے کھلانے اور لینے والے بھی مقرر کر رکھے ہیں جیسے کہتے ہیں شاہ عبدالحق کا توشہ وہی شخص کھاوے جو حقہ نہ پیوے اور کھاوے تو وضو کر کے حضرت فاطمہ کی صحنک صرف عورتیں ہی کھاویں اور عورت بھی وہ کھاوے جس نے خاوند نہ کیا ہو۔ حضرت عباس کی نیاز سید ہی کھاویں اور کندوری کی نیاز کنواری لڑکیاں کھاویں بلکہ بعضے دنوں کے لیے بھی بعضے کھانے مقرر کر رکھے ہیں جیسے ہندوؤں کی رسم ہے کہ دسہرہ کو دہی اور خشکہ اور دیوالی کو شیرینی اور منگل اور اتوار کے دن برت کے روزے میں بیٹھا اور گوگے پیر کی نومی[2] کو سویاں اسی طرح مسلمانوں نے بھی مقرر کر لیے ہیں کہ شب برات کو حلوا ہی ضرور ہو اور محرم کو حلیم اور شربت اور عید کو سویاں اور مخدوم جہانیاں کے روزے میں میٹھی روٹیاں اور سوائے اُن کے اور بہت سی قیدیں لگا رکھی ہیں اور بعضے مسلمان بزرگوں کی نیاز اس اُمید پر دیتے ہیں کہ وہ ہم کو ان کے رزق یا اولاد میں ترقی دیں گے یا کوئی مراد پوری کریں گے اور ڈرتے ہیں

---

[1] مُردہ کی نماز روزہ قضائی کا اسقاط یہ ہے کہ ایک نماز روزہ کے بدلے میں آدھا صاع گیہوں مسکین کو دے اور جو شخص بہت محتاج ہوا اس کا حیلہ فقہ میں لکھا ہے لیکن قرآن مجید کا خاص کرنا اور سات دفعہ پھرانا ثابت نہیں۔

دریں سخن دو بدعت جمع یکے از خوردنی برائے ہمیں زنان مقرر کردن دوم شوہر دوم آید دانستن چہ تزویج ثانی سنت است۔

[2] یعنی نویں تاریخ بھادوں کی۔

کہ اگر ہم اُن کی نیاز نہ دیں گے تو ہمارا کچھ نقصان کر دیں گے اور بعضے لوگ ثواب پہنچانے کو فرض کی طرح ضروری جانتے ہیں۔ جو کوئی گیارہویں وغیرہ کا دن نہ کرے اُسے طعن دیتے ہیں اور بعضے نیاز وغیرہ کے دن نئے باسن بھی لگانے ضروری جانتے ہیں اور جیسے ہندو سرادھ کے دن کھانے پر اکھشٹر من سے منتر پڑھواتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی ملّاں کو بلا کر ختم دلاتے ہیں اور جب تک ملّاں اس پر ختم نہ پڑھ لے تب تلک اس میں سے کسی کو کھانے نہیں دیتے اور ہندو سنکلپ کرنے کے وقت داہنے ہاتھ میں پانی لے لیتے ہیں مسلمان پانی کا پیالہ کھانے کے ساتھ ختم کے وقت رکھنا ضروری جانتے ہیں اور ہندو اپنے بزرگوں کو پانی دیتے ہیں ویسے ہی مسلمان محرم میں حضرت امام کی رُوح کے واسطے پانی کی مشکیں زمین پر بہا دیتے ہیں اور جیسے ہندو دیوتاؤں کے نام پر گھی وغیرہ آگ میں جلا کر اس کا نام ہوم رکھتے ہیں اسی طرح مسلمان بزرگوں کے واسطے ہزار ہا چراغ روشن کر کے اور اس میں دھڑیوں اور منوں تیل جلا کر اللہ کی نعمت کو ضائع کر کے اس کا نام روشنی رکھتے ہیں اور بعضے ختم کے وقت ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں اس اعتقاد سے کہ بزرگوں کی ارواح یہاں حاضر ناظر ہیں اور بعضے ختم کے وقت چراغ بھی کرتے ہیں اور سوائے اس کے اس قسم کی رسوم مسلمانوں میں رواج پا رہی ہیں جس کی تفصیل دراز ہے۔

سو اس بات کا جواب یہ ہے کہ یہ کام ہمارے دین کی کتابوں سے ثابت نہیں بے سمجھ لوگوں نے شاید ہندوؤں کی ریس سے یہ باتیں نکالی ہیں اور ہمارے دین میں دوسرے دین والوں کی ریس کرنی ان کی رسوم مخصوصہ میں منع ہے یہاں تک کہ ہولی اور دیوالی اور دسہرہ وغیرہ ہندوؤں کی تہواروں میں سیر کے لیے شامل

بھی حرام ہے کیونکہ فرمایا ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَہُوَ مِنْہُمْ یعنی جس نے ریس کی کسی قوم کی وہ اُن ہی میں سے ہے اور یہ رسوم باطلہ اس فصل میں مذکور ہوئی ہیں ہمارے دین میں ان کی کچھ بھی اصل نہیں اس واسطے ہم ان کی رسموں کو بدعات اور مشابہت ہنود میں گنتے ہیں اور بعضے ان میں سے مکروہ اور بعضے حرام ہیں بعضے شرک پھر جو بات ہمارے دین میں نہ ہو اس پر اعتراض کرنے سے ہمارے دین پر اعتراض نہیں آتا۔

سوال ہندو وال: تم نے جو کہا کہ ہمارے دین مسلمانی میں اور دین والوں کی ریس کرنی بہت بری ہے اور اُن کے تہواروں میں بطور سیر کے شامل ہونا منع ہے اور دین والے کھانا کھاتے ہیں پانی پیتے ہیں سوتے ہیں بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں سو تم کو چاہیے کہ یہ کام بھی چھوڑ دو اور ہندوؤں کے تہواروں میں یونہی بطور سیر شامل ہونا درکنار بلکہ بعضے ملاں شاگردوں کو بعض اشعار لکھ کر دیتے ہیں جن میں ہندوؤں کے تہواروں کی یعنی دیوالی وغیرہ کی تعریفیں ہوتی ہیں اور ان اشعار کا نام رکھا ہے عیدی۔

سو اس کا جواب یہ کہ ہمارے دین میں اور دین والوں کی ریس اُن باتوں میں منع ہے کہ جن کی اصل ہمارے دین میں کچھ نہ ہو اور انہیں کی خصوصیات میں سے ہو اور جو کام ہمارے اور دوسرے دین والوں کے مشترک ہیں وہ کام ہم کیوں نہ کریں اور یہ جو تم نے کہا کہ بعضے مُلّاں ہندوؤں کے تہواروں کی عیدی لکھ دیتے ہیں سو ہمارے دین میں یہ بھی منع ہے ایسی عیدی وہی ملّاں لکھ دیتے ہیں کہ چار پیسے پر اپنے نفس لالچی کو بیچ دیتے ہیں اور یہ لوگ ہمارے نزدیک فاسق ہیں۔ غرض یہ ہے کہ ان باتوں سے ہمارے دین پر ہرگز اعتراض نہیں آ سکتا۔

باب ۳

بیچ معاملات کے

فصل ۱

نکاح کے بیان میں

مسلم : ہمارے دین میں نکاح وہ چیز ہے کہ کوئی عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے عقد میں دے اور مرد اُس کو قبول کرے اگر وہ عورت یا مرد نابالغ ہو تو کوئی عورت کا ولی جیسے باپ یا بھائی اس کا نکاح کر دیں لیکن اس اقرار کے واسطے دو شخص ایمان والوں کا گواہ ہونا ضروری ہے اور عورت کے نفس کا کچھ عوض بھی مرد پر ٹھہر جاوے اس کا نام مہر ہے اور وقت نکاح کے خطبہ پڑھنا سنت ہے اور خطبہ میں اللہ کی توحید اور حضرت کی رسالت کا بیان اور کچھ نصیحت کا ہونا ہے اور دولہا دولہن کے حق میں دعا کرنی بھی سنت ہے اور بعد نکاح مرد کو چاہیے کہ اس نعمت کے شکر میں درویشوں اور دوستوں کی ضیافت کرے اس کا نام ولیمہ ہے اور نکاح میں دولہا اور دولہن کو اچھے کپڑے پہننے اور خوشبو

لگانی واسطے ستھرائی کے نہ واسطے نام آوری اور تکبر کے درست ہے اور دف کی آواز
سے نکاح کی شہرت کر دینی جائز بلکہ مستحب ہے اور اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دے
دے یا کسی عورت کا خاوند مر جاوے تو اس عورت کو کسی اور مرد سے نکاح کر لینا
درست بلکہ بڑا ثواب ہے۔

ھندو: اور ہندوؤں کے نزدیک نکاح مشہور وہ چیز ہے کہ عورت کے
والی جیسے باپ وغیرہ اس عورت کو سنکلپ کر کے کسی مرد کو دے دے اور
سنکلپ کا بیان دوسرے باب کی چھٹی فصل میں ہو لیا اور مرد اس عورت کو قبول
کرے اس لفظ سے سوست [illegible] پھر اس اقرار کے واسطے آگ کو گواہ پکڑتے
ہیں یعنی آگ جلا کر دولہا دلہن کو آگ کے گرد پھیرے دیتے ہیں نہیں معلوم کہ آگ
کے گواہ کرنے میں کیا فائدہ ہے اگر کوئی شعور والا گواہ ہو تو اس کی گواہی وقت حاجت
کے کام بھی آوے اور آگ تو ایک چیز بے جان ہے اور جو ہندو یہ کہیں کہ آگ
کا مؤکل ہے بسنتر دیوتا وہ تو شعور والا ہے ہم اس کو گواہ پکڑتے ہیں سو اس کا
جواب یہ ہے کہ آدمیوں کے گواہ کرنے سے تو یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر بر تقدیر حاکم
کے سامنے جھگڑا ہو جاوے تو اس وقت گواہ کام آوے اور دیوتا کی گواہی کہ امر
موہوم ہے اور نظر سے غائب ہے کس کام آوے اور سوائے اس کے جتنی رسوم
کہ ہندو نکاح میں کرتے ہیں اُن سے عقل حیران ہے ازاں جملہ دولہا اور دلہن کے
گنگنا اور سہرا باندھنا برادری کی عورتوں کا جمع ہو کر سات یا پانچ یا تین دن
تک سات سہاگنوں کے ہاتھ سے دولہا اور دلہن کے بٹنا لگانا تیل چڑھانا اور
تنی کڑاہی اور سادنت کا کرنا اور چوک پورنا اور نام آوری کے واسطے ڈھکاؤ
کرنا باڑا دینا بے ضرورت ہاتھی گھوڑوں پہ سوار ہو کر چلنا طواف کا ناچ کروانا
آتشبازی چھڑوانا ڈھول نفیری۔ نقارہ۔ طاشہ وغیرہ باجے بجوانا بند وقیں

سہر کرنا سمدھیوں کا آپس میں مل کر ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اور میٹھا اور کٹھا بھات مقرر کرنا بلکہ بعضے کھتریوں میں یہ رسم ہے کہ جب برات کی ضیافت کرتے ہیں تو شیرینی کی کھڑلی بنا کر براتیوں کو اس کے گرد بٹھلا کر کھلاتے ہیں اور چھلنی میں چراغ رکھ کر دروازہ پر لٹکانا اور نوشہ کا اس کو تلوار سے گرا دینا اور نوشہ سے عورتوں کا چھند کہلانے اور لوگ الائچی مانگتی اور نامحرم عورتوں کا نوشہ کے گرد جمع ہو کر چہل اور مذاق کرنا اور طرح طرح کی پہیلیاں اور ہیر سے امردوں اور عورتوں کی کہنی اور عورتوں کا مردوں کو راگ میں گالیاں فحش دینی جس کو سیٹھنے کہتے ہیں اور دلہن کی جوتی کا دولہا سے سجدہ کروانا اور ابٹن کا دولہا کا بدن سرخ ڈورے سے ناپنا اور عورتوں کے سر کے بال دولہا سے گندھوانے جس کا نام دھوڑیاں ہے اور کنگنا کھیلنا اور گوت کنالا کرنا یعنی تمام مرد عورتوں کا ایک باسن میں کھانا اور دولہا کی ماں کا کانسے میں پاؤں ڈال لٹنا اور پیسوں اور کھٹ نام آوری کے لیے کرنی اور نام و فخر کے لیے طرح طرح کے باجے اور برادری کی روٹی کرنی اور سوا اس کے اور بہت سی رسوم باطلہ ہیں کہ ان سب کا بیان کرنا سبب طوالت کا ہے اب نہیں معلوم کہ ان رسوموں میں کیا فائدہ ہے بلکہ ظاہر مال کا ضائع کرنا ہے اور اکثر بے حیائی کے کام ہیں اور اگر ہندو کہیں کہ ان رسموں سے بعضی رسمیں بعضے مسلمانوں میں بھی جاری ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے دین میں یہ کام سب باطل اور مردود[۲] اور حرام ہیں جاہل لوگ ہندوؤں کی ریس کرتے ہیں سو برا کرتے ہیں اور ان کا کچھ اعتبار نہیں اور جو ہندو یہ کہیں کہ بعضی ان رسموں میں سے ہندوؤں کے

---

[۱] لفظ پنجابی است یعنی طباق۔

[۲] بعضے کام ان میں سے مکروہ ہیں بعضے حرام اور بعضے کفر۔

شاستر میں بھی بیان نہیں ہوئیں بلکہ عوام لوگ از خود کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے
کہ تمہارے جتنے پنڈت ہیں ان رسموں کے پابند ہونے کو بُرا نہیں جانتے اور ہمارے
دین کے علماء باعمل رسوم کی پابندی پر سخت انکار کرتے ہیں اور بڑا جانتے ہیں کیونکہ
ہمارے دین میں سوائے شرح شریف کے اور کسی چیز کا پابند ہونا درست نہیں
اور بعضی رسمیں ان میں سے خود تمہارے شاستروں کے موافق بھی ہیں چنانچہ مہابھارت
کے ادپرپ میں لکھا ہے کہ پانچ مقام میں جھوٹ بولنا گناہ نہیں ایک جہان یارنہ
آشنا ہنتے ہوئے جھوٹ بولیں دوسرے خاوند عورت کے دل خوش کرنے کو
جھوٹ بولے تیسرے بیاہ میں جھوٹی گالیاں دی جاویں چوتھے کسی کو ظالم کے
قتل کرنے سے بچانے کے لیے جھوٹ بولا جاوے پانچویں مال کی حفاظت کے
لیے جھوٹ بولا جاوے غرض بیاہ میں گالیاں دینی شاستر سے ثابت ہیں اور جب
کسی عورت کا خاوند مرجاوے تو اس کے لیے پھر دوسرا نکاح کرنا ہندؤوں کے
دین میں بمذہب مشہور روا نہیں مگر ان میں سے جو لوگ رذیل ہیں وہ لوگ مانند
عورت کو البتہ کسی کے گھر میں جورو بنا کے بٹھا دیتے ہیں اور اُن میں جو اشراف
کہلاتے ہیں ہرگز یہ بات روا نہیں رکھتے اگرچہ وہ عورت عمر طفولیت میں بیوہ
ہو جاوے پر تمام عمر اپنی اسی حالت میں کاٹے بیوہ ہی رہے دیکھو یہ کتنی بڑی
ظلم کی بات ہے اور جو کسی مرد کی عورت مرجاوے تو پھر اس مرد کے نکاح میں
بڑا اہتمام کرتے ہیں اور عورت بے چاری پر اتنا ظلم کرتے ہیں کہ اس کو دوسری
دفعہ خاوند نہیں کرنے دیتے وہ بے چاری ساری عمر ترس ترس کر ٹھنڈی سانس
بھرے اور ان ظالموں کی جان پر صبر کرے اور سوائے اس کے عورت کے بے شوہر
رہنے میں یہ قباحت کتنی بڑی ہے کہ بہت سی عورتیں بے شوہر زنا میں پڑ جاتی ہیں
اور اگر کوئی زنا سے بچی بھی تو خیالات فاسدہ سے بچنا تو نہایت ہی مشکل ہے

اور حکمت الٰہی کو سمجھنا چاہیے کہ مرد اور عورت کے نکاح ہونے میں کتنا بڑا فائدہ ہے کہ بنی آدم دنیا میں زیادہ پھیل پڑیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور مرد یا عورت کو عبث بے نکاح چھوڑ دینا سراسر مخالف مرضی حق تعالےٰ کے ہے مثلاً ایک سردار اپنے غلاموں کو کچھ ایک زمین واسطے کھیتی کرنے کے سپرد کرے اگر وہ غلام اس زمین کو بے تردد چھوڑ دیں اور اس میں کھیتی کرنے کو اچھا نہ جانیں تو بلا شبہ ان غلاموں پر مولا کا غصہ ہوگا سو اسی طرح اللہ صاحب نے عورتوں کو بے نکاح چھوڑ دے گا وہ بھی اللہ کے قہر میں مبتلا ہوگا اس مقام پر شاید ہندؤں کے یہ اعتراض خیال میں گزرے گا کہ اشراف مسلمان بھی بیوہ عورتوں کو دوسرا نکاح نہیں کرنے دیتے سو اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح دوسرا ہمارے دین میں منع نہیں ہے بلکہ سنت ہے اور بعض وقت واجب بھی ہو جاتا ہے ہندؤں کی صحبت کی تاثیر سے بعضے مسلمان اہل ہند از راہ حماقت کے رانڈ عورتوں کا نکاح کرنے کو بہت ہی برا جانتے ہیں اور اکثر اہل ہمت تو اپنی بہنوں بیٹیوں اور رانڈوں کا نکاح کروا بھی دیتے ہیں اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور سارے عرب اور روم اور فارس اور ترکستان وغیرہ ولایتوں میں سب اشراف مسلمانوں میں بیواؤں کے نکاح کی رسم جاری ہے ایک خاوند فوت ہو جاوے یا طلاق دے دے دوسرا نکاح کر دیں اگر دوسرا فوت ہو جائے تیسرا اسی طرح اگر ایک عورت کے کتنے ہی نکاح ہوتے رہیں تو عیب نہیں جانتے یہ آفت صرف ہند کی ولایت میں ہے اور بعضے جاہل بسبب صحبت ہندؤں کے دوسرے نکاح کو نہیں ہونے دیتے اور جو لوگ بیوہ کے نکاح ہونے کو عیب سمجھیں اور برا جانیں وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں بلکہ ہندوؤں کے بھائی ہیں ان کو اشراف نہ کہنا چاہیے بلکہ اجلاف ہیں اور ان لوگوں کے حق میں مولانا شاہ عبدالعزیزؒ رسالہ نکاح ثانی میں

لکھتے ہیں "پس الیق بحال ایشان آنست کہ خود از زمرۂ سادات و شیوخ نشارند بلکہ در زمرۂ راجپوتاں و رانگھڑاں و دیگر کفرہ فجرۂ ہندوستاں داخل نمایند" یعنے ان لوگوں کو چاہیے کہ اپنے آپ کو سید اور شیخ نہ جانیں بلکہ اپنے آپ کو رانگھڑوں اور راجپوتوں اور دوسرے کافرانِ ہند سے سمجھیں اور اس زمانہ میں مولانا حافظ احمد علی سلمہ اللہ سہارنپوری نے ایک فتویٰ نکاحِ ثانی میں لکھا ہے خلاصہ یہ ہے۔ کہ ایک عورت کے نکاحِ ثانی کو جو عیب سمجھے وہ کافر ہے اور اس فتویٰ میں چالیسؔ سے زیادہ عالموں کی مہر اور دستخط ہیں۔

حکایت: ایک روز ایک ہندو نے کہا کہ عورت کو خاوند بمنزلہ پرمیشر یعنی خدا کے ہے اور پرمیشر ایک ہی ہے سو عورت کا خاوند بھی ایک ہی چاہیے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول تمہارا سراسر لوچ ہے اور قابل التفات کے نہیں آدمی کبھی خدائی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا ہے اور اگر بفرض محال خاوند کو عورت کا پرمیشور سمجھتے ہو تو ایسا پرمیشر بے بقا جب موت کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر اپنے پرمیشر ہونے پر معزول ہوا اور دوسرا شخص اس کے قائم مقام ہو تو کیا عجب ہے بلکہ بقول تمہارے بعد مر جانے پہلے پرمیشر کے ہونا اس کے قائم مقام کا ضروری ہے اور نہیں تو اس عورت کو در صورت رہنے بدوں پرمیشر کے خدا جانے کیا کیا قباحت درپیش آوے گی نعوذ باللہ منہا۔ اور اُن کے دین کا ایک اور عجیب مسئلہ یہ ہے کہ بڑے بھائی سے پہلے چھوٹے بھائی کا بیاہ کر دینا ایسا گناہ ہے جیسے گئوہتیا یعنی گائے کا قتل کرنا اور سوائے راجہ کے اور کو دو عورتیں اپنے نکاح میں لینا درست نہیں جانتے اور مہابھارت کے آدھ پرب میں لکھا ہے کہ جو کوئی عورت حیض سے پاک ہو اور کسی آدمی کو اپنی طرف طلب کرے اور وہ شخص اس کے پاس نہ جاوے تو ایسا ہے جیسا ناحق خون کیا اور ہندوؤں کے مذہب

میں آٹھ نو طرح کا نکاح ہوتا ہے ازاں جملہ ایک قسم یہ بھی ہے کہ چھتری کسی کی لڑکی زبردستی سے پکڑ لیں جیسے کہ بھیکم نے اپنے بھائی کے بیٹے بنارس کے راجہ کی بیٹیاں زبردستی سے پکڑ لیں اور یہ قصہ اور اس طور کے نکاح کا بیان مہابھارت کے آدپرب میں لکھا ہے اور کچھ تفصیل اس قصہ کی پہلے باب کے دوسری فصل میں ہو چکی ہے۔

فصل ۲

بیان بعض چیزوں حلال اور حرام کے

مسلم: ہمارے دین میں جو چیز زمین سے اُگے اور ترکاریوں اور ساگ اور ہر طرح کا اناج وغیرہ سب حلال ہیں بشرطیکہ وہ چیز آدمی کے بدن کو مضر اور مہلک اور نشے والی نہ ہو یعنی زہریات اور افیون اور بھنگ وغیرہ زہریات اور مسکرات اور مٹی یہ سب حرام ہیں اور جو چیز بدبودار ہو جیسے کچا لہسن اور پیاز وغیرہ سو مکروہ ہے۔
اور ہندوؤں کے دین میں اناج اور ترکاریوں میں سے مسور اور شلجم اور گاجر کا کھانا بھی مثل لہسن اور پیاز کے منع ہے حالانکہ یہ چیزیں نہ آدمی کو مضر اور نہ مہلک ہیں نہ اُن میں نشہ ہے نہ بدبو ہے اور ہمارے نزدیک ہر طرح کی شراب ہر کسی پر حرام ہے اور ہندوؤں کے نزدیک شراب تین قسم کی ہے ایک وہ کہ چانول وغیرہ اناج سے بنائی جاوے۔ دُوسری وہ کہ میوہ جات سے تیار کی جاوے۔ تیسری وہ کہ گڑ سے بنا لیویں سو ان کے دین میں برہمن کو ہر طرح کی شراب[1] حرام

[1] مہابھارت کے آدپرب میں لکھا ہے کہ دیتوں نے برہسپت کے بیٹے کو کہ شکر کا شاگرد تھا قتل کر کے اور جلا کر شراب میں ملا کر شکر کو پلایا شکر نے اس کو پیٹ سے نکالا اور زندہ کیا اس روز سے برہمنوں پر شراب کو حرام کر دیا۔

ہے اور کھتری اور بیش کو پہلی اور دوسری حرام ہے تیسری جائز ہے اور شودر کو ہر
طرح کی حلال ہے اور بام مارگی لوگ تو پینا شراب کا ہر کسی کو جائز اور بڑا ثواب
جانتے ہیں اور ان کے مذہب میں قسم کھانے کے وقت زہر کا کھانا بھی حلال ہے
چنانچہ آگے بیان ہوگا یہاں ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ شراب جو حرام ہے
تو نشہ کے سبب سے حرام ہے کیونکہ نشہ کے سبب سے آدمی کی عقل ماری جاتی
ہے اور عقل پر مدار سب امور دین و دنیا کا ہے سو ایسی چیز کہ جس سے عقل
متغیر ہو جائے حرام ہی ہونا چاہیے کیونکہ اکثر لوگوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ
شراب پی کر جورو اور بہن میں تمیز نہیں کرتے اور کچھ انگور اور چانول اور میوہ جات وغیرہ
کے سبب سے حرام نہیں ہوئی کیونکہ یہ سب چیزیں کھانے میں آتی ہیں اور ان کو کوئی
حرام نہیں سمجھتا اور اس سبب سے بھی حرام نہیں ہوتی کہ پتلی ہے کیونکہ اگر یہ ہوتا تو باقی
حرام ہوتا کہ وہ بھی اسی طرح پتلا ہے سو وہ بھی بالاتفاق حلال ہے جب یہ بات ہوئی کہ
شراب نشہ کے سبب سے حرام ہے تو چاہیے کہ ہر قسم کی شراب آدمی کو حرام ہو
کیونکہ ہر قسم کی شراب میں نشہ ہے اور نشہ عقل کا دشمن ہوا اور عقل ہر آدمی رکھتا ہے
پھر اس تخصیص کی کیا وجہ کہ فلانی قسم کی شراب فلانے شخص کو حرام ہے اور فلانوں کو
حلال اور آدمی کو زہر کا کھلا دینا کیسی بڑی بات ہے اور ہمارے دین میں تمام پیشہ ورول
کے گھر کا کھانا حلال ہے بشرطیکہ اُن کا مال حرام کے پیشے سے پیدا نہ ہوا ہو یعنی کنچنی
اور ڈوم اور سود خوار اور راہزن اور چور اور رشوت خوار اور شراب فروش وغیرہ جن کے
گھر صرف حرام کی وجہ سے مال آتا ہے سو ان کے گھر کا کھانا حرام ہے اور ہندوؤں
کے دین میں لہار۔ صیقل گر۔ سنار۔ جولاہہ۔ دھوبی۔ دباغ۔ سلاح فروش۔ سراج۔
شکاری۔ طبیب ان لوگوں کے گھر کا بھی کھانا منع ہے حالانکہ ان لوگوں کے کسب عقلاً
بُرے نہیں اور ہمارے دین میں حلال جانوروں کا دودھ پینا حلال ہے اور ہندوؤں

کے نزدیک جس گائے کا بچھڑا مر جاوے اُس کا دُودھ پینا دُرست نہیں اس میں بھی ناحق
اللہ کی نعمت کا ضائع کرنا ہے۔

فصل ۳

بیچ بیان تحیت ملاقات کے

ہمارے دین میں بڑا ثواب ہے اس بات کا کہ جب دو مسلمان آپس میں کھُلے ماتھے
ملیں اور آپس میں سلام کریں ایک کہے السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
اور دوسرا کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور حدیث
شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جو پہلے سلام کرے اس کو بڑا ثواب ہے اور جو پہلے
سلام کرنے سے عار کرے وہ بڑا بخیل ہے اور یہ سلام سب مسلمانوں کا ساجھا ہے
خواہ بوڑھا ہو خواہ جوان خواہ لڑکا امیر ہو یا فقیر استاد ہو یا شاگرد پیر ہو یا مُرید
میاں ہو یا خادم آزاد ہو یا غلام واقف ہو یا ناواقف یعنی ان سب کو آپس میں
سلام کرنا درست ہے پر جوان عورتوں نامحرم سے سلام کرنا مردوں کو منع ہے اور
جوان مردوں نامحرموں سے سلام کرنا عورتوں کو منع ہے اور جو عورتیں محرم ہیں
جیسے بہن اور ماں اور خالہ اور پھوپی وغیرہ جن سے نکاح کرنا کبھی دُرست نہیں ہوتا
اور اپنی بیوی ان سب سے بھی السلام علیکم کرنا سنت ہے اور اوّل سلام
کرنا سنت علی الکفایہ ہے یعنی ساری جماعت میں سے ایک بھی کر لیوے تو
سب کے ذمّہ سے سنت ادا ہو جاوے اور جواب دینا سلام کا فرض علی الکفایہ

لہ اس کے معنے یہ کہ سلامتی تم پر اور اللہ کی مہر اور اس کی برکتیں اور اُس کی بخشش۔

ہے یعنی ساری جماعت میں سے ایک بھی جواب دیوے تو سب کے ذمے سے
فرض اتر جائے اور نہیں تو سب گنہگار ہوں اور سلام کے ساتھ پشت خم کرنا منع
ہے اور ہاتھ اٹھانا بھی اچھا نہیں اور مصافحہ یعنی ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑنے
پیار سے بہت اچھے ہیں۔

ھندو: اور ہندوؤں کے تحیۃ وقت ملاقات بہت مختلف ہیں اور ان کے
نزدیک جو چھوٹا ہے وہ پہلے بڑے کو ماتھا ٹیکے یعنی تسلیمات کرے اور خادم مخدوم
کو اور چیلا گرو کو اور شاگرد استاد کو اور بیٹا باپ کو اور بڑا اس کے جواب میں
دعا دیوے اور برہمن اسیرباد اور چرنجیو[1] کے لفظ دعا سے دیتے ہیں اور دوسری
قوم باہمن کو ماتھا ٹیکیں اور سنیاسی فقیروں کو نمو نرائن کہتے ہیں اور بیراگی فقیروں
کو جے مہاراج کہتے ہیں اور سکھ لوگ جب آپس میں ملتے ہیں تو واہ گرو جی کی
فتح کہتے ہیں اور باہمن اور فقیر اور بڑے ان کے مارے تکبر کے اوروں کو اور
چھوٹوں کو سلام میں ابتدا نہیں کرتے اگر اس مقام میں ہندو یہ اعتراض کریں
کہ مسلمانوں سے بھی بعضے اس زمانہ کے پیرزادے اور مشائخ پہلے آپ سلام
کرنا گوارہ نہیں رکھتے اور السلام علیکم کی جگہ اپنے مریدوں سے حضرت
سلامت کہلاتے ہیں اور مصافحہ کی جگہ گھٹنوں کو ہاتھ لگواتے ہیں بلکہ قدم بوسی کرواتے
ہیں چھوٹے لڑکوں سے السلام علیکم کرنا درست نہیں جانتے اور بعضے لوگ
صاحب سلامت کہتے ہیں اور بعضے میاں جی سلام کہتے ہیں۔ اور بعضے اپنے
استادوں کے آگے پشت خم ہو کر اول زمین پر پھر چھاتی پر ہاتھ رکھ کر سلام کرتے
ہیں اور ان کے استاد اس بات سے خوش ہوتے ہیں اور بعضے فقر السلام علیکم

---

[1] چرنجیو این لفظ دعائیہ است اے تا مدت دراز زندہ باشں۔

کی جگہ یا د اللہ کہتے ہیں اور بعضے علی مدد اور بعضے کرم مرتضیٰ اور فضل حق اور بعضے عشق اللہ کہتے ہیں بعضے بندگی آداب مجرا کہتے ہیں اور بعضے شخص تسلیمات کورنشات کہتے ہیں اور بعضے اتنا ہی کہہ دیتے ہیں کہ آئیے جناب اور بعضے فقط ہاتھ ہی کا اشارہ کر دیتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ باتیں ہمارے دین میں سب نا درست ہیں اور یہ لوگ بڑا کرتے ہیں کیونکہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ سب بڑوں سے بڑے ہیں ہر کسی کو پہلے آپ سلام کرتے تھے بلکہ حضرت نے چھوٹے لڑکوں کو بھی السلام علیکم کیا ہے اور جو شخص السلام علیکم سے بُرا مانے یا کسی اور سنتِ نبوی کو بُرا جانے وہ شخص گمراہ اور بڑا خبیث ہے سو جاہلوں کی بات کا اعتبار نہیں ہوتا اور تمہارے دین میں قدیم سے ایسا ہی حال معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹے بڑوں کو سجدہ کرتے رہے ہیں کیونکہ تمہارے نزدیک سوائے خدا کے اوروں کی تعظیم بطور عبادت کے کرنی درست ہے چنانچہ پہلے باب کی چھٹی فصل میں معلوم ہو چکا ہے۔

فصل ۷

بیچ بیان شروع کرنے کاموں کے

مسئلہ: ہر کام[1] کے پہلے اللہ کا نام لینا اور اس کی تعریف کرنی موجب ثواب

---

[1] بشرطیکہ وہ کام گناہ نہ ہو۔

اور برکت کا ہے سو ہم لوگ ہر کام کے پہلے کہتے ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنی یہ کام میں شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے کہ بہت مہربان ہے نہایت رحم والا اور بعضے کاموں کی ابتدا میں اتنا بھی کہنا آیا ہے بسم اللہ اور بعضے کاموں کی ابتدا میں اور دُعائیں بھی حدیث سے منقول ہیں جن سے اللہ کی صرف خاوندی اور بندوں کی عاجزی اور بے چارگی معلوم ہوتی ہے۔

ھندو: اور ہندوؤں کے دین میں ہر کام کے پہلے گنیش کا نام لینا ضروری ہے سو ہندو ہر کام کے پہلے کہتے ہیں سری گنیش کو میری نمسکار یعنی تسلیمات ہے اور گنیش وہی ہے مہادیو کا بیٹا جس کا سر ہاتھی کا سا ہے چنانچہ اس کا بیان پہلے باب کی پہلی فصل میں ہو چکا ہے سبحان اللہ سب نعمتوں اور سب کاموں کی قوت تو بخشی اللہ نے اور یہ لوگ ہر کام کی ابتدا میں گنیش کا نام لیتے ہیں بلکہ سچ تو یوں ہے کہ جس کا کھائے اُسی کا گائے شاید اس بات پر بھی ہندو یہ شبہ اٹھادیں کہ بعضے مسلمان بھی اکثر کاموں کی ابتدا میں اور اپنے اُٹھنے اور بیٹھنے میں بعضے اولیا ر کا نام لیتے ہیں جیسے کہتے ہیں یا علیؓ یا حسینؓ یا محبوب اور بعض اہل حرفت اپنے کام کے شروع میں استاد پیر لقمان حکیم کو کہتے ہیں اور بعضے لوگ پنجابی شہر کے دروازہ میں داخل ہوتے ہوئے کھیڑا بادشاہ کہتے ہیں اور ملاح کشتی چلاتے وقت حضرت خواجہ خضر کا نام لیتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح کی باتیں ہمارے دین میں درست نہیں ہیں بلکہ بہت بُری ہیں یہ صرف ان لوگوں کی بے وقوفی ہے۔

فصل ۵

بیچ بیان شرافت اور رذالت قوموں کے اور اختیار معاش ہر ایک کے

مسلم: ہمارے مسلمانوں کے دین سے ثابت ہے کہ شرافت اور رذالت ہر کسی کی

دو جہت سے ہے ایک اعمال کی جہت سے یعنی جو شخص خوش اعتقاد اور نیک اخلاق اور گناہوں سے بچنے والا اور اللہ اور رسول کی اطاعت میں سرگرم ہو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک اشرف ہے اُس کا مرتبہ عاقبت میں بلند ہوگا اور جو شخص بد اعتقاد اور بدعتی اور بد اخلاق اور فاسق ہو وہ اللہ کے نزدیک ارزل ہے اور اللہ کی بخشش اور مغفرت جُدا چیز ہے جا ہے بُرے کو اچھا کر دے غرض کہ اللہ کے نزدیک شرافت اور رذالت بسبب اعمال کے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنے تم میں گرامی تر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو پرہیزگار تر ہے اور دوسرے بسبب قرابت انبیاء اور اولیاء کے یعنی جو قوم کسی نبی یا ولی سے قرابت رکھتے ہوں اُن کو شرف ہے دوسری قوموں سے جیسے سید اور بنی ہاشم اور قریش اور بنی اسمٰعیل[1] اور قوموں سے افضل ہیں لیکن یہ شرف قوم کا بھی موقوف ہے ایمان اور اعمال صالحہ پر اور جو ایمان اور اعمال نیک نہ ہوں تو قوم کی شرافت کسی کام نہیں آتی اور ہمارے دین میں جو کسب حلال ہے جو سب قوموں کو کرنا درست ہے جیسے کھیتی اور ہر چیز حلال اور پاک کی سوداگری اور جولاہگی اور درزی گری اور معماری اور اور سوائے ان کے اور کسی پورے مسلمان کو کسی کسب حلال سے عار نہیں ہے اور جو کسب حرام ہیں سو سب قوموں کو حرام ہیں جیسے شراب کشی اور خنیاگری اور قلبتانی اور مزامیر و معازف نوازی اور سوائے اُن کے اور ہر مسلمان سمجھ والے کو ایسے کاموں سے عار ہے اور یہ نہیں کہ فلانا پیشہ فلانی قوم کو تو درست ہے اور فلانے کو منع ہے چنانچہ روایت صحیح سے آیا ہے کہ سرور کونین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنا موزہ آپ گانٹھ

---

[1] بنی اسمٰعیل تمامی عرب از در ایشان قریش و در قریش بنی ہاشم و در بنی ہاشم حسن و حسین قریب تر اند بجناب رسالت کے از دیگرے (رسید سیف الدین اخوند)

تھے اور ہندؤں کے دین میں اگرچہ شرافت بسبب اعمال کے بھی ہے لیکن ان کے نزدیک
یت کی شرافت کو غلبہ اور زیادہ اعتبار ہے سارے ہند و چار برن یعنی چار قوم ہیں

ف: چاند نے اپنے استاد برسپت کی جورو سے زنا کیا اس سے بُدھ ولدالزنا پیدا ہوا ہنود
کہ سورج کا پوتا کہ کسی کی بددعا سے عورت بن گیا تھا بُدھ کا اس سے نکاح ہوا اور اس
سے راجہ پرورا پیدا ہوا اور سری کشن جی اور سب کورو اور پانڈوں ہی کی اولاد ہیں۔
یہ دونوں خاندان ہند شریف ہیں اولاد بُدھ ولدالزنا کی۔ سوط باب ۳ ص ۱۱۹ اندرمن نے
بی بی ہاجرہ کے کنیز ہونے کا طنز کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ حضرت اسماعیل کی بندگی
یہود و نصاریٰ کے نزدیک بھی مسلّم ہے اور بجز جاہلان متاخرین ہند کو کسی ولایت کے
عقلاء کے نزدیک کنیز کی اولاد کی شرافت میں کلام نہیں اور تمہارے بھی راجہ جیات
اور بدر کنیزک زادہ تھے مگر آپ کے اکابر کوئی سانپ کی نسل سے ہے کوئی کسی جانور
کی اور سری بیاس جی ولدالزنا اور زنانی اس کی مچھلی اور پانچوں پانڈوں کا باپ کس کو
قرار دوگے اور بھیم ہوا سے اور نکل اور سکھدیو اس نے کمار سے اور اسنی کمار گھوڑے
کے پیٹ سے اور علیٰ ہذا القیاس اور ارجن اور بیاس کو بھی اوتار جانتے ہیں۔ بقول
ہندؤں کے بڑے اشراف برہمن اور چھتری اور بڑا اشراف زمانہ ست جگ ہے
سو بڑے اشرافوں سے بڑے اشراف زمانہ میں ایسے کام ہوئے ہیں کہ عقل حیران ہے
چنانچہ تحفۃ الہند وغیرہ اور تصنیفات مولانا محمد علی صاحب سے خوب معلوم ہوتا ہے
لیکن اس امر کا جواب معقول سکھدیو جی نے خوب دیا ہے ـــــ اسگندہ بھاگوت ادھیائے
میں ہے کہ راجہ پریکھت نے سری کشن جی کے کلول کو ہوں کے ساتھ سُن کر سکھدیو جی سے
پوچھا کہ پرائی استریوں سے بھوگ کرنا تو نہایت نکھد کرم یعنی فعل بد ہے کرشن نے ایسا کیوں
کیا۔ فرمایا کہ راجہ صاحب سامرتھ تھے یعنی توفیق اور قدرت والے کیا نہیں کرتے۔ انتہیٰ مختصراً
یعنی سامرتھیوں کو نہایت بُرے فعل بھی حلال ہیں۔

ایک برہمن دوسرے کھشتری کہ اب کھتری مشہور ہیں تیسرے ویش یعنی بنیے وغیرہ۔ چوتھے شودر یعنی جاٹ وغیرہ سوان چاروں میں برہمن کو سب سے اور کھتری بیش اور شودر سے اور ویش کو شودر سے اشرف جانتے ہیں اور ان کے کرم بپاک میں لکھا ہے کہ موکھش یعنی نجات اخروی سوائے باہمن کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوتی! یعنی اور قوم جتنی ہیں خواہ کیسے ہی نیک عمل کریں لیکن جب تک باہمن کا جنم نہ پاویں اُن کی موکھش یعنی نجات نہیں ہوتی اور لکھا ہے کہ شودر اپنی عمر میں عمل نیک کرتا رہے تو بعد مرنے کے ویش کا جنم لیتا ہے اور اسی طرح ویش کھتری کا اور کھتری برہمن کا عمل کرتا رہے جب موکھش حاصل کرے اور برہمن کی تعریف میں اور شودر کی حقارت میں عجب طرح کا مبالغہ کرتی ہیں کہ عقل حیران ہے چنانچہ منوشاستر[1] میں لکھا ہے کہ برہمن کے نام میں دو لفظ چاہئیں پہلے کے معنی پاکیزگی اور دوسرے کے معنی اقبال مندی ہوں اور چھتری کے نام میں بھی دو لفظ چاہئیں پہلے کے معنے قدرت اور دوسرے کے معنی حفاظت اور دیش کے نام میں دو لفظ چاہئیں پہلے کے معنی مال اور دوسرے کے معنے پرورش کرنا اور شودر کے نام بھی دو لفظ چاہئیں پہلے کے معنی حقارت دوسرے کے معنی عاجزی سے خدمت کرنا اور اسی واسطے ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک ہر قوم کے لیے جُدا جُدا پیشے مقرر ہیں۔ اور ایک قوم کو دوسرے کا پیشہ کرنا درست نہیں جانتے چنانچہ برہمن کے لیے یہ کام مقرر ہیں۔ بدیا یعنی علم پڑھنا پڑھانا جگ کرنا جگ کرانا[2] صدقہ دینا صدقہ لینا اور کھتری کے لیے یہ کام مقرر ہیں بدیا یعنی علم پڑھنا نہ پڑھانا جگ کرنا صدقہ دینا نہ لینا برہمن کی خدمت ملک کی حفاظت

---

[1] منوماں شاستری بقول ہندواں مصنفش منو ولد برہما بود۔

[2] عبادتی است مشہور در مذہب ہنود مرکب از صدقہ قربانی وغیرہ۔

کی مزدوری لوگوں سے وصول کرنی دین کی حفاظت بدکاروں سے جرمانہ لینا اوران کو سزا
دینی مال جمع کرنا، موقع پہ خرچ کرنا، ہاتھی گھوڑا بیل اور خادموں کی خبر رکھنی سوال
نہ کرنا نیکوں کا اعتبار زیادہ کرنا اور ویش کے لیے یہ کام مقرر ہیں علم پڑھنا جگ
کرنا صدقہ کرنا خدمت کرنی - کھیتی کرنی - سوداگری کرنی - بیل چرانا اور شودر کے
لیے یہ کام مقرر ہیں برہمن اور چھتری اور ویش کی نوکری کرنی اور ان کے اُترے
ہوئے کپڑے پہننے اور ان کا جھوٹا کھانا اور مصوری اور زرگری اور درودگری اور
نمک اور شہد اور دُودھ اور دہی اور گھی اور اناج کی سوداگری کرنی اور منو شاستر
میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شودر برہمن کو سخت بات کہے تو اس کی زبان کاٹی جائے
کیونکہ شودر برہما کے پاؤں سے پیدا ہوا ہے اور پاؤں سارے اعضاء سے
ادنیٰ ہے اور جو کوئی کم ذات اشرف ذات کے آسن[1] پر بیٹھ جاوے تو راجہ اس
کی کمر پہ داغ دلوا کر اُس کو ملک سے نکال دے یا اس کے چوتڑ میں زخم کر دے
اور لکھا ہے کہ برہمن کو قتل کی سزا دینی نہایت بے وقوفی ہے پر اور ذات کی سزا دینی
جائز ہے - برہمن نے اگرچہ سب سے زیادہ گناہ کیا ہو تو بھی اس کو قتل کرنا نہ
چاہیے بلکہ اس کو معہ مال واسباب کے اپنے ملک سے نکال دیجیے اور لکھا ہے کہ
برہمن کا بدن تمام دیوتاؤں کے رہنے کی جگہ ہے اگر وہ مارا جاوے تو ان کا کہاں
ٹھکانا - اور لکھا ہے کہ برہمن شودر کا مال بے دھڑک لے لے کیونکہ شودر کا کچھ
بھی نہیں اس کا مال واسباب اس کے آقا کا ہے یعنی برہمن[2] کا اور سوائے اس کے

---

[1] آسن یعنی نشستگاہ [2] برہمن کی ایسی خاطر وبزرگی ہے کہ ایک دفعہ دھرم برہمن کی صورت پر شودرشن کی جورو کے پاس جا کر خواہانِ صحبت ہوا اتنے میں شودر آ پہنچا - یہ حال دیکھ کر کہنے لگا کہ میں باہر جاتا ہوں تم فراغت سے عیش کرو دھرم نے شودرشن کی برہمن نوازی پہ آفرین کی اور اپنی صورت ظاہر کی اور راجے چھتریوں کی عورتوں نے برہمنوں کے نطفہ سے اولاد حاصل کی ہے -

اور بہت بیان اس طرح کا ہے کہاں تک لکھا جاوے غرض برہمن ان کے نزدیک سب کا آقا اور کھتری اس کا سپاہی اور ویش اس کا سوداگر اور شودر اس کا غلام ہے اور ان چاروں قوموں کے سوا اور سب خلقت کو ملیچھ جانتے ہیں اور ان چاروں قوموں کے مقرر ہونے میں ان کی روایات مختلفہ ہیں پر سام بید اور اکثر پوتھیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ برہمن برہما کے مونہہ سے اور کھتری برہما کے ہاتھوں سے اور ویش اس کی رانوں سے اور شودر اس کے پاؤں سے پیدا ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ چاروں قوم راجہ شونک کے وقت سے مقرر ہوئی ہیں اور بھاگوت میں یوں لکھا ہے کہ برہما نے اپنے آپ کو دو حصے کر ڈالا داہنا حصہ مرد بن گیا جس کا نام سویم بھومہ ہے اور بایاں حصہ ست روپا۔ عورت اور انہوں نے اپنی اولاد کو چار قسم[1] پر کر دیا انتہیٰ۔ اور ان کے بیان کا ایک اشلوک برہمن کی تعریف میں واسطے سند کے لکھا جاتا ہے۔

دیوا دھےنان جگت سرین منترا دھے نت دیوتا
تی منترا براہمنا دھےنا برہمن بشمات دیوتا

یعنی تمام جہان دیوتاؤں کا تابع ہے اور دیوتے منتر کے تابع ہیں اور منتر برہمن کا تابع ہے سو برہمن میرا دیوتا ہے۔

दवा ड्यनान जगत सर्व मत्रा धामव दवता ॥ नेमवा
ब्राह्मणा धीनां ब्राह्मणा समान देवताः॥

اور منو شاستر میں لکھا ہے کہ اگر برہمن کے ہاتھ سے کتا یا بلی یا مینڈک یا چھپکلی

---

[1] چار قسم یعنی برہمن و کھتری و ویش و شودر۔

یا کوّا یا اُلّو مارا جائے تو اس کا کفارہ ایسا ہے جیسا شودر کے مارے جانے کا اس سے
معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک شودر ان ہی جانوروں کے مانند ہے۔

فصل ۶

بیچ بیان بعضے مسائل عدالت اور انصاف کے

مسلم: جاننا چاہیے کہ جو شخص عدالت میں جا کر کسی طرح کی نالش اور
دعویٰ کرتا ہے اس کو مدعی کہتے ہیں اور جس شخص پر اس کا دعویٰ ہوتا ہے اس کو
مدعا علیہ کہتے ہیں سو ہمارے دین میں انصاف کا طریق یہ ہے کہ مدعی سے دو گواہ
عدل طلب کیے جاویں اگر ایسے دو گواہ اس کے دعوے پر گواہی دیں تو وہ شخص
قاضی کے نزدیک سچا ہوتا ہے ورنہ مدعا علیہ کو حلف دی جاوے اور قسم کا طریق
یہ ہے کہ قسم کھانے والا اللہ کی قسم کھا کر مدعی کے دعویٰ کا انکار کر دے تو وہ سچا
ہوتا ہے سوائے اللہ کے اور کسی کے نام کی قسم کھانی دُرست نہیں۔

ھندو: اور ہندوؤں کے دین میں بیوہار شاستر یعنی عدالت کے علم میں یوں
لکھا ہے کہ مدعی چار یا تین گواہ حاضر لاوے اور جو گواہ عادل ہو تو وہ ایک بھی
کافی ہے اور قسم ان کے نزدیک مدعی پر ہے یا حاکم جس کو چاہے قسم دیوے لیکن
ان کے نزدیک قسم عجب طرح کی ہے کہ اس کی بنا وہم اور خیالات اور امور اتفاقیہ
پر ہے اور بعض قسم ایسی ہے کہ جس سے آدمی ہلاک ہو جاوے اور قسم دینا ان
کے ہاں آٹھ قسم پر ہے پہلا قسم یہ کہ قسم کرنے والے کو ایک پلّہ ترازو میں بٹھاویں

اور کچھ منتر[1] پڑھیں اگر اس کا پلہ اُونچا ہو جاوے تو اس کو سچا جانیں اور نہیں تو جھوٹا اور یہ قسم خاص برہمن کے لیے ہے دُوسرا[2] قسم یہ کہ سات خط مدّور زمین پر کھینچے اور قسم کرنے والے کو غسل دیں اور کچھ منتر بھی پڑھا جاوے اور سات پتے پیپل کے اس کے ہاتھ پر رکھ کر کچا سوت اس پر لپیٹیں اور لوہا آگ[2] میں سُرخ کر کے ان پتوں پر رکھ دیں اور وہ شخص اسی طرح سے ان دائروں کے اندر قدم رکھتا ہوا چلے جب آخری دائرے میں پہنچے لوہے کو گرا دے اس عرصے میں جو اس کے ہاتھ کو آنچ نہیں پہنچے تو اس کو سچا جانتے ہیں اور یہ قسم خاص کھتری کے لیے ہے تیسرا[3] قسم وہ کہ قسم کھانے والے کو ناف کے برابر گہرے پانی میں رُو بمشرق کھڑا کر کے غوطہ دے اور اس کے غوطہ لگانے کے ساتھ ایک شخص سوا چھ انگل کی کمان میں تیر بے پیکان رکھ کر چلاوے اور ایک شخص تیز قدم اس تیر کو اُٹھانے کو جاوے تیر کو اُٹھا کر تیر کو اٹھا کر لانے تلک اگر وہ غوطہ خور پانی میں اپنا دم قائم رکھے تو جانیں کہ سچا ہے اور یہ قسم خاص بیش کے لیے ہے چوتھا[4] قسم یہ کہ تھوڑا سا زہر ہلاہل بھی گھی میں ملا کر اور اس پر کچھ منتر پڑھ کر قسم کھانے والے کو رُو بجنوب کر کے کھلاویں اور کھلانے والا رو بمشرق یا رُو بشمال ہو بالنسو نالی بجانے کی مدت تلک اگر زہر تاثیر نہ کرے تو اس کو سچا جانیں پھر زہر کے دفع کرنے کی دوا اُس کو کھلا دیں اور یہ قسم خاص شودر ہی کے لیے ہے ہندوؤں میں بے چارے شودر کی ہر طرح کم بختی ہے جس کے لیے قسم بھی ایسی تجویز کی جو

---

[1] اگر ایسے کاموں کا انتظام منتروں ہی پر موقوف ہے تو قسم کھانے والا کوئی ایسا منتر یاد کرے گا جس سے اس کا پلہ اونچا ہو جاوے اور وہ اگرچہ جھوٹا ہو تب بھی سچا ہو جاوے۔

[2] یہ سامان ہے آدمی کے جلا دینے کا اور قسم والا اگر کافور وغیرہ دوائیں ہاتھ کو مل کر اگرچہ جھوٹا ہو احتمال ہے کہ اس کا ہاتھ نہ جلے۔

ہلاک کا سبب ہے پانچویں قسم یہ کہ ایک بت کو نہلا کر اس کے دھووں میں سے تین چلّو قسم والے کو پلاویں اگر چودہ دن سے پہلے اس کو کچھ تکلیف نہ پہنچے تو جانیں کہ سچا ہے چھٹی قسم یہ کہ ساٹھی کے چاولوں کو رات بھر مٹی کے برتن میں رکھ چھوڑیں اور کچھ منتر پڑھ کر قسم والے کو رو بمشرق کر کے کھلاویں پھر اس کا تھوک پیپل کے پتے یا بھوج پتر پر گراویں اگر کچھ لہو نکلے یا اس کے منہ پر کسی طرف سوجن ظاہر ہووے یا کانپنے لگ جاوے تو جانیں کہ جھوٹا ہے ساتویں قسم یہ کہ ایک مٹی یا کانسی کے برتن میں کہ سولہ انگل لمبا اور اسی قدر چوڑا اور چار انگل گہرا ہو بوزن چالیس دام کے گھی یا تلوں کے تیل کو خوب جوش دیں اور ایک ماشہ سونا اس میں ڈال دیں قسم کرنے والا اگر اس سونے کو دو انگلیوں کے ساتھ نکال لے اور اس کا ہاتھ نہ جلے تو اس کو سچا جانیں۔ آٹھویں قسم یہ کہ دھرم یعنی راستی کی صورت چاندی سے اور آدھرم کی صورت سیاہ پرچہ پر لکھ کر کوزے میں ڈال دیں اور قسم کھانے والا ان دونوں میں سے ایک کو نکال لے اگر دھرم کی صورت اس کے ہاتھ میں آ جاوے تو اس کو سچا جانے انتہیٰ اور چاروں پچھلی قسم ہر قوم کے لیے درست جانتے ہیں۔

باب ۴

بیچ جواب بعضے ان اعتراضوں کے کہ ہندو لوگ دین اسلام پر کیا کرتے ہیں

مسلم ہو ہم پہلے ان سب اعتراضوں کا جواب کُلّی دیتے ہیں اور پھر ان کے جوابات جزئیہ لکھتے ہیں۔ جواب کُلّی یہ ہے کہ ہمارے دین کی جو بات ہے سو بموجب حکم حضرت حق جل وعلا کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہم کو پہنچی ہے اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل اُن کے خوش اخلاق اور نیک افعال اور ظاہر ہونا معجزات کا ہے کہ پہلے باب کی چوتھی فصل میں اس کا بیان ہو چکا ہے اور ہم کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا سچا لانا فرض ہے سو تم ہمارے پیشوا مخبر صادق صاحب معجزات علیہ السلام نے تبلا دیا وہ ہم کرتے ہیں۔

هندو: اور جو اُس کے جواب میں تم یہ کہو کہ ہمارے ہندؤں کے دین کی جو بات ہے وہ بموجب حکم خدا کے برہما اور دوسرے دیوتاؤں اور رکھیشروں[1] کی زبان

---

[1] رکھیشر بکسر را مہملہ وکاف عربی وہائے مخفی ویائے معروف وضم شین منقوطہ بمعنی عابد بزرگ واین لفظ دراصل رکھ الیشر بود۔ رکھ بمعنی عابد والیشر بمعنی خداوند ہمزہ ساقط شد رکھیشر شد۔

سے معلوم ہوئی ہیں اور جیسے تمہارے پیغمبر صاحب سے معجزات ظاہر ہوئے ویسے ہی ہمارے بزرگوں سے خرق عادت[1] ظاہر ہوئے جیسے برہما کی اچھیا یعنی خواہش سے اس کے چار منہ ہو گئے اور لشن[2] اپنی کرامات سے جلندر دیت کی صورت پر بن گیا تھا اور کشن کی ہزار بیویاں تھیں۔ رات کو لکیلے ہی کشن جی ہر ایک کے محل میں ہوتے تھے اور کشن[3] نے ایک بار پہاڑ کو ہاتھ پر اٹھا لیا تھا اور مہادیو کے غصے کی تیزی سے جلندر دیت پیدا ہو گیا تھا اسی طرح اور بہت خرق عادات ہمارے بزرگوں سے ظاہر ہوئی ہیں سو جیسے معجزات کا ظاہر ہونا تمہارے پیغمبر صاحب کی صداقت کی دلیل ہے ایسے ہی ان خرق عادات کا ظاہر ہونا ہمارے بزرگوں کی صداقت کی دلیل ہے اور جیسے تم کو پیغمبر صاحب کے ارشاد کی بجا آوری ضروری ہے ہم کو بھی اپنے بزرگوں کے ارشاد کی بجا آوری ضروری ہے ہم بھی جو کام دین کی کرتے ہیں انہیں کے بتلائے ہوئے کرتے ہیں پھر تم ہمارے دین پر کیوں اعتراض کیا کرتے ہو جیسے تم پیغمبر صاحب کی متابعت کرتے ہو ویسے ہی ہم برہما وغیرہ کی متابعت کرتے ہیں انتہی۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر صاحب سے جو معجزات ظاہر ہوئے تو معتبر روایتوں سے ثابت ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی روایتوں سے حضرت کے خوش اخلاق اور نیک افعال بھی ثابت ہیں اور راویوں کی راست گوئی اور معتبری

---

[1] خرق عادات یعنی بر خلاف عادت حق تعالیٰ کے کچھ ظاہر ہونا جیسے مردے کا زندہ ہونا پتھر لکڑی کا بولنا انگلیوں سے پانی جاری ہونا وغیرہم۔

[2] پہلے باب کی چوتھی فصل میں یہ قصہ ظاہر ہو چکا ہے۔

[3] یہ قصہ پہلے باب کی پہلی فصل میں ہے۔

کی تحقیق کے واسطے ہمارے یہاں ایک جُدا علم اور فن[1] مقرر ہے اور اس فن کے استعمال کرنے والے علمار محدثین کہلاتے ہیں اور وہ لوگ اسی خدمت میں اکثر مشغول رہا کرتے ہیں تاکہ ضعیف روایتوں کو صحیح روایتوں سے جُدا کریں اور ہر ایک راوی کی تحقیق یہاں تک ہوتی ہے کہ کون شخص تھا کس کا بیٹا کہاں رہتا تھا کب پیدا ہوا کب مرا کیسا تھا فضول گو تھا یا راست گو مغلوب النسیان تھا یا حافظہ والا روایت کی تحقیق میں تجسس کرتا تھا یا سستی کرتا تھا اور اپنے بیان اور تقریر میں مضطرب تھا یا مستقل تھا اور حق و باطل میں تمیز کرنے والا تھا یا نہیں اور گناہ کبیرہ سے بچنے والا تھا یا نہیں اور کیسا مذہب رکھتا تھا انتہیٰ - پھر بعد اس قدر تفتیش حال راوی کے اگر اس کے معتبر ہونے میں کچھ شک پڑ جاتا تو اس کی روایت کا چنداں اعتبار نہیں گنتے اور تمہارے بڑوں کی خرقِ عادات تمہارے ہی شاستروں سے معلوم ہوتے ہیں اور تمہارے شاستروں کا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ تمہارے دین میں راویوں کی تحقیق اور تفتیش نہیں ہے اور کوئی فن واسطے تحقیق راویوں کے مقرر نہیں ہے بلکہ جو کچھ کسی نے لکھ دیا وہی مذہب ٹھہر گیا اور سوائے اس کے اور باتیں واہی تباہی جو تمہاری پوتھیوں میں مندرج ہیں کہ وہ تمہارے نزدیک بہت ہی معتبر ہیں تو اس سے تمہاری پوتھیوں کی بات (بالکل) پایہ اعتبار سے ساقط ہے اور بالفرض والتسلیم اگر تمہاری پوتھیوں کی روایات تصدیق کر کے تمہارے بڑوں کی خرق عادات سچ بھی جان لیں تو وہ بھی ان کی کرامات اور معجزہ نہیں ہو سکتے - کیونکہ انہیں پوتھیوں کی روایات سے تمہارے بڑوں کے اخلاق ذمیمہ اور افعال قبیحہ ظاہر ہیں چنانچہ کچھ تھوڑا بیان اُن کا اس کتاب میں ہو لیا ہے اور جس شخص کے اخلاق اور افعال ناپسندیدہ ہوں اگر اس کے ہاتھ سے کچھ خرق عادات

---

[1] پہلے باب کی پہلی فصل میں دیکھو -

ظاہر بھی ہوں تو ان کو کرامت اور معجزہ نہیں کہتے بلکہ استدراج[1] کہتے ہیں اور جس کے ہاتھ سے کوئی خرق عادت بطور استدراج کے ظاہر ہو تو وہ شخص خدا کا مقبول نہیں ہوتا بلکہ مردود ہوتا ہے سو بقول تمہارے اگر تمہارے بڑوں کے افعال ذمیمہ جو تمہاری پوتھیوں میں لکھے ہیں سچ ہیں اور ان سے خرق عادات بھی ظاہر ہوئے تو ہم ان کو استدراج جانیں گے معجزہ اور کرامت نہیں کہہ سکتے اور استدراج والے کی بات کا اعتبار نہیں ہوتا اگر یہ کہو کہ بعضے فقیر مسلمان بھنگی شرابی اور بے نماز اور فاسق ہیں اور ان کے ہاتھ سے خرق عادات ظاہر ہوتے ہیں اور مسلمان ان کو نیک بخت اور ولی اور سائیں لوگ اور ان کے خرق عادات کو کرامت کہتے ہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے لوگ ہمارے نزدیک نیک بخت اور ولی نہیں ہیں بلکہ کمبخت اور گنہگار ہیں اور ان کا خرقِ عادات کرامت نہیں ہے بلکہ استدراج ہے حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک خرقِ عادت کئی قسم پر ہے ایک تو یہ ہے کہ کسی پیغمبر کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے پیچھے اس سے کہ اس نے دعویٰ پیغمبری[2] کا کر لیا ہو اس کو معجزہ کہتے ہیں جیسے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعضے معجزات اس کتاب میں بیان ہوئے ہیں اور دوسرا وہ کہ پیغمبر کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے پیغمبر ہونے سے پہلے اس کو ارہاص کہتے ہیں جیسے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

[1] استدراج کے معنے ہیں درجہ بدرجہ لینا ڈھیلا چھوڑ دینا مثلاً ایک شخص فاسق ہے حق تعالےٰ اس کے ہاتھ پر خرق عادت ظاہر فرماتا ہے اور وہ اس سبب سے اپنے فسق و فجور کو برا نہیں جانتا اس واسطے فسق و فجور میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور آخرت میں اس کی سزا پائے گا۔

[2] یعنی پہلے باب کی چھٹی فصل میں۔

پتھر[۱] اور درخت نے سلام کیا پھر پہلے پیغمبر ہونے سے اور تیسرے کسی ولی کے ہاتھ سے ظاہر ہوا اس کو کرامت کہتے ہیں چنانچہ تھوڑا سا بیان اس قسم کا بھی اس کتاب میں ہو لیا ہے چوتھا وہ کہ کسی عام مسلمان نیک بخت کے ہاتھ سے ظاہر ہو اس کو معونت کہتے ہیں پانچواں وہ کہ کسی مسلمان بدعتی و فاسق جیسے بے نماز اور شرابی اور بھنگی وغیرہ یا کسی کافر کے ہاتھ سے ظاہر ہوا اس کو استدراج کہتے ہیں چھٹا وہ کہ ایسے شخص کے ہاتھ سے ظاہر ہو جس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا ہو پر اس کے ہاتھ سے اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بدبخت اس سے ظاہراً جھوٹا اور بے عزت ہو جاوے اس کو اہانت اور خذلان کہتے ہیں جیسے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مسیلمہ کذاب نے یمامہ کے ملک میں دعویٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت کو اس مضمون کا خط لکھا کہ یہ خط ہے مسیلمہ نبی اللہ سے طرف محمد رسول اللہ کے کہ زمین آدھی ہماری ہے اور آدھی تمہاری لیکن تم قریشی لوگ ظالم ہو کہ ساری زمین یعنی تمام نواح عرب وغیرہ اپنے قبضے میں کر رکھی ہے حضرت نے اس کے جواب میں فرمان عالیشان لکھا اس کا حاصل مطلب یہ تھا کہ یہ خط ہے محمد رسول اللہ سے طرف مسیلمہ کذاب کے۔ زمین نہ میری ہے نہ تیری بلکہ اللہ کی ہے تو نے یمامہ کے لوگوں کو تباہ کر دیا اللہ تجھ کو تباہ کرے[۲]۔ کہتے ہیں کہ مسیلمہ نے سنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کر کے وہ پانی کنوئیں میں ڈالا کنوئیں کا پانی بہت اور میٹھا ہو گیا مسیلمہ نے بھی ایسا ہی کیا جس کنوئیں میں اپنی کلی کا پانی ڈالا پانی اس

---

[۱] سوائے اس کے اور بھی بہت خرق عادات پیغمبری سے پہلے ظاہر ہوئے۔

[۲] حضرت کے بعد کئی شخصوں نے دعویٰ پیغمبری کا کیا پھر بعض انہیں سے مسلمان ہوئے اور بعضے مقتول ہوئے چنانچہ مسیلمہ کذاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں لڑائی میں مقتول ہوا تھا۔

کنوئیں کا زمین میں غائب ہوگیا اور جو کچھ کہ رہا سو کھاری ہوگیا۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بیمار لڑکوں کے حق میں دعا کرتے وہ اچھے ہوجاتے مسیلمہ نے ایک لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرا وہ گنجہ ہوگیا اور ایک لڑکے کے حلق میں انگلی ڈالی اس کی زبان ٹوٹ گئی اور ایک دفعہ اپنے وضو کا پانی ایک باغ میں چھڑک دیا پھر کبھی اس باغ میں گھاس نہ اُگی اسی طرح جس کے حق میں عمر درازی کی دعا کرتا وہ اسی وقت مرجاتا اور جس کسی کی آنکھ کی روشنی کی دعا کرتا وہ اسی وقت اندھا ہوجاتا۔ غرض اس کے خرق عادات اس کے دعویٰ کے برخلاف ظاہر ہوا کرتے تھے جس سے وہ مردود ہوتا اور ذلیل ہوجایا کرتا سو ان سب خرق عادات سے چار قسم پہلی یعنی معجزہ اور ارہاص اور کرامت اور معونت تو ہر صورت اچھی اور فائدہ دینے والی ہیں اور دو قسم پچھلی یعنی استدراج اور اہانت جس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں اُس کے حق میں مفید نہیں ہوتیں بلکہ سراسر مضر ہوتی ہیں آمدم بر سر مطلب اب بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب اخلاق حمیدہ اور افعال برگزیدہ ہیں اُن سے بے شمار معجزے ظاہر ہوئے ان کا ارشاد نیض بنیاد واجب الانقیاد ہے اور تمہارے بڑے کہ جن کے افعال قبیحہ اور اخلاق شنیعہ تمہاری ہی پوتھیوں سے ثابت ہیں ان کا کہنا واجب الانقیاد نہیں۔ سو جو بات ثابت ہوجاوے کہ بموجب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اس پر اعتراض کرنا کسی کو نہیں پہنچتا اور تم ہندو کسی پر کیا اعتراض کرو اوّل جو جو اعتراضات تمہارے دین پر آتے ہیں ان کی طرف تو خیال کرو اور ان کے جواب دینے سے فارغ ہوجاؤ تب ہی کسی پر اعتراض کرنا چنانچہ ان میں سے بہت ہی تھوڑے اس کتاب میں بھی درج ہیں اور ہمارے دین میں کوئی بات ایسی نہیں ہے کہ عقل کے نزدیک ناپسند ہو اور اگر تم بعضی باتوں کو

اپنی عقل ناقص کے نزدیک ناپسند سمجھ کر اعتراض کرو تو ان کے جواب باصواب دے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور جوابات جزئیہ اُن اعتراضوں کے یہ ہیں۔

اعتراض قولہم[1] : مسلمان اپنی بہن سے نکاح کرتے ہیں یعنی چچا کی بیٹی سے کہ وہ بھی بہن ہوتی ہے نکاح کرتے ہیں یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے جواب چچا کی بیٹی کو بہن اس واسطے کہتے ہو کہ وہ باپ کے بھائی کی بیٹی ہے تو اس قیاس پر ماموں کی بیٹی سے کہ وہ بھی بہن ہے بیاہ کرنا تمہارے دین میں درست ہے یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اس مقام میں بعضے ہندو کہا کرتے ہیں کہ ماموں کی بیٹی سے نکاح کرنا ہمارے دل جائز نہیں۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ تم اپنے مذہب سے ناواقف ہو شاستر والے کہتے ہیں کہ بیٹی کے دینے کے واسطے بھانجے سے زیادہ کون ادھکاری یعنی مستحق ہے اور بعضے شاستروں میں لکھا ہے سے،

دکھشن[2] ماتل کنیاں اترے مانس بھوجنا
پچھمی کریا ناشیچے تریو دوش بندتے

یعنی دکھن کے ملک میں ماموں کی بیٹی کو بیاہ لینا پہاڑ کے ملک میں گوشت کھانا اور پچھم کے ملک میں کریا کرم کا ناس کر دینا ان تینوں میں کچھ دوش یعنی گناہ نہیں اور

---

[1] قولہم یعنی قول ہندوؤں کا۔

[2] دکھش یعنی ملک جنوب کو بہندی دکھن گو بیند د ماتل یعنی ماموں و کنیاں یعنی دختر و اوتر یعنی شمال و مانس بنون غنہ بمعنی گوشت و بھوجن بمعنی خوراک و پچھم ملک مغرب و کریا یعنی اعمال و عبادات یعنی نکردن د تریو بمعنی سرود و دوش بمعنی گناہ۔

दश्मरगा मात्विनी कन्याउत्तरे मानस मानना।
यश्वा जमे कि रिमा नाम्नि स वयोवोषा निंदने-

پنڈت عشق لال کیتھلی نے یہ کہا تھا کہ ماموں کی بیٹی اپنی قوم سے خارج ہوتی ہے اور چچا کی بیٹی قوم میں داخل - سو اس کا جواب یہ ہے کہ چچا کی بیٹی باپ کی قوم میں سے ہے اور ماموں کی بیٹی ماں کی قوم میں سے سو قرابت اور بہن[1] ہونا ہر طرح سے ثابت ہے اور بقول تمہارے برہما نے اپنی بیٹی سارستی کو کہ اسی قوم میں سے تھی بدوں بیاہ کے قصد جماع کا کیا اور اس کو اپنی جورو بنایا اور پھر اپنے بیٹے سے بیاہ دیا یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور بقول تمہارے پراشر[2] رکھ نے مچھودری سے زنا کیا جس سے بیاس تمہارا بڑا پیشوا شاستروں کا مصنف پیدا ہوا یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور بقول تمہارے دروپدی کشن جی کی بھگتنی کے پانچ خاوند تھے جن کو پانڈو کہتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ یہ پانچوں کشن جی کے بڑے مقرب تھے یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور اگر یہ کہو کہ یہ پانچوں اپنی نوبت دروپدی[3] کو آگ میں جلا کر پھر زندہ کرتے تھے سو اس کا جواب یہ ہے کہ بدن جل جاتا تھا جان تو وہی رہتی تھی کیونکہ جان جل نہیں سکتی اور جسم میں جل کر پھر وہی

---

[1] زیراک وجود آدمی را دو اصل اند یکی پدر ثانی مادر پس دختر عم ما چوں فرع پدر ما نند بواسطہ برادر دختر خال ہم فرع مادر است بواسطہ برادر پس فرع یک اصل را حلال دانستن و فرع دیگر را حرام بمنزلہ خواہر گفتن ترجیح بلا مرجح و دعوئی بے دلیل است معاذ اللہ ازیں عقل و ازیں دین میر سیف الدین پہلے باب کی چوتھی فصل میں ذکر ہو چکا۔

[2] پہلے باب کی دوسری فصل میں دیکھو۔

[3] یہ قصہ مشہور ہے۔

جسم بقول تمہارے زندہ ہوتا تھا پھر جان وہی رہی اور جسم بھی وہی باقی رہا تو جوں کی تُوں دروپدی باقی رہی اور بقول تمہارے کنتی[1] ان پانچ پانڈوں کی ماں راجہ پانڈ کی بیوی جس سے کئی دیوتاؤں نے زنا کیا اس سے پانچ پانڈو ولدالزنا پیدا ہوئے یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور بیاس[2] تمہارے پیشوا نے اپنے بھابیوں سے زنا کیا جس سے راجہ پانڈ اور دہرتراشٹ پیدا ہوئے یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور بقول تمہارے اندر بہشت[3] کے راجہ نے چندرماں دیوتا کی رفاقت سے اہلیا گوتم کی بیوی سے زنا کیا اور گوتم کی بددُعا سے ہزار فرج اُس کے بدن پر ظاہر ہوئی یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور بقول تمہارے سیتا[4] رام چندر کی بیوی کو راون دیت پکڑ لے گیا پھر جب وہ رام چندر کے گھر میں آئی رام چندر نے غیرت سے اس کو جنگل میں نکال دیا پھر لاکر اپنے گھر رکھا یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور باوجود ان باتوں کے ان عورتوں میں سے بعضیوں کو تم کنیاں[5] یعنی کواریاں اور معصوم گنتے ہو یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور بقول تمہارے برہما اور بشن مہادیو کے آلت کو ناپنے لگے یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور کشن اور اس کی بیوی کی نقل بنا کر اپنے سامنے نچوانا اور ان کی فضیحتوں کو بیان کرنا یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور بقول تمہارے

---

[1] و [2] و [3] و [4] پہلے باب کی دوسری فصل میں دیکھو۔

[4] یہ قصہ مشہور ہے۔

[5] ہندوؤں کے دین میں پانچ عورتوں کو کنیاں یعنی کنواری اور معصوم جانتے ہیں ایک سیتا رام چندر کی بیوی دوسری اہلیا گوتم کی بیوی تیسرے تارا چوتھے دروپدی پانچویں مندوری راون کی جورو۔

ایک دفعہ مہادیو کی نیند کی حالت میں شہوت غالب ہوئی اور ان کا لنگ کھڑا ہوا پاربتی بخیال اس بات کے کہ اس کی شہوت ضائع نہ ہو جاوے لنگ کو اپنی فرج میں داخل کر کے اس پہ بیٹھ گئی اور لنگ زیادہ ہونے لگا یہاں تک کہ آسمان تک پہنچا پاربتی بھی اس کے اوپر بیٹھی رہی جب دیوتاؤں کے مقام پہ پہنچا پاربتی وہاں جا کر لجیا مان یعنی شرمناک ہوئی یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور بقول تمہارے مہادیو جی برہمنوں کی عورتوں میں اپنے لنگ کو ننگا کر کے جا کھڑے ہوئے یہ کیسی بے شرمی کی بات ہے اور سوائے ان کے اور بہت سی باتیں بے شرمی کی تمہارے دین میں ہیں۔

اعتراض قولہم۔ مسلمان بڑے گندے ہیں پاخانہ سے نکل کر ہاتھ پاؤں مٹی سے مل کر نہیں دھوتے کلی نہیں کرتے برتن کو نہیں مانجتے جواب۔ ہم لوگ نجاست کے دور کرنے میں اتنی کچھ ستھرائی کرتے ہیں کہ تم ہندوؤں کو نصیب نہیں یعنی اوّل نجاست کو ڈھیلوں سے دور کر کے پھر اس احتیاط سے دھوتے ہیں کہ ناپاکی کا اثر باقی نہ رہے اور نجاست کچھ منہ اور ہاتھ پاؤں کو نہیں لگ جاتی کہ ناحق پانی ضائع کریں اور تم لوگ شاید منہ سے ہگتے ہو گے کہ بموجب حکم شاستر کے بارہ کلیاں کرو تب تمہارا منہ پاک ہو اور اپنے دل میں سوچو تو سہی کہ جو لوگ گوبر اور موت کو پاک جانیں وہ اوروں پر کیا اعتراض کریں۔ اعتراض قولہم مسلمان ایک دوسرے کے جوٹھے سے نہیں بچتے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھا لیتے ہیں۔ ایک دوسرے کا جوٹھا پانی پیتے ہیں۔ جواب۔ آدمی کا منہ پلید نہیں ہے اگر پلید ہوتا تو اس سے اللہ پاک کا نام لینا اچھا نہ ہوتا اور جب کہ منہ پاک ٹھہرا تو ایک کو دوسرے کے جوٹھے سے بچنا کیا ضرور ہے اور تم لوگ آدمی اشرف المخلوقات کے منہ کو پلید جانتے ہو گھوڑے کے منہ اور گائے کے گوبر اور پیشاب کو

بہت پاک جانتے ہو۔ مصرعہ

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

حکایت: ایک سردار ہندو نے جناب مولوی فضل امام مرحوم سے کہا دیکھو ہندو ایک دوسرے کے جوٹھے سے کیسے بچتے ہیں اور مسلمان آپس میں بیٹھ کر مل کر کھانا کھا لیتے ہیں مولانا نے جواب دیا کہ گائیں دس مل کر ایک کھڑلی پر گھاس کھا لیتی ہیں اور کتے دو بھی مل کر نہیں کھاتے اور فرمایا ہے شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ دہ تن درویش بر یک سفرہ بخورند و دو سگ بامرو ارے لبسر نبرند اور دوسرے[1] تمہارے شاستروں سے بھی ثابت ہے کہ جگن ناتھ میں کھتری۔ برہمن بیش۔ شودر سب کو مل کر کھانا درست ہے ایک دوسرے کے جوٹھے سے پرہیز کرنا نہیں۔ دوست اور دوسرے ہمارا منہ پاک ہے اسی واسطے ہم ایک دوسرے کے جوٹھے کو پلید نہیں جانتے تمہارا منہ پلید ہے تم اس واسطے ایک دوسرے کے جوٹھے کو پلید جانتے ہو۔

اعتراض قولہ۔ مسلمانوں کے دین میں لکھا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ نہیں بخشے گا قاطع الشجر یعنی درخت کا کاٹنے والا۔ دائم الخمر یعنی ہمیشہ کا شرابی ذابح البقر یعنی گائے کا ذبح کرنے والا۔ تس پر بھی مسلمان ہندوؤں کی ضد سے گئو کا برا کرتے ہیں۔

جواب: یہ بات سراسر جھوٹ ہے ہمارے دین میں کہیں نہیں لکھا کہ اللہ تعالےٰ

---

[1] اسکندھ پوران ادھیائے ۵۸ میں ہے کہ کرشن بھگوان نے راجہ دیو داس وغیرہ ساکنان کاشی کو ہدایت کیا کہ جورو بہن بیٹی میں کچھ فرق نہیں سب سے مزہ کرنا چاہیے اور جب کہ سب برہما کی اولاد ہیں چاہیے کہ سب مل کر کھاویں کچھ تفاوت نہ جانیں۔

شخصوں کو نہیں بخشے گا درخت کا مالک اگر اپنے درخت کو کاٹے کچھ ڈر نہیں اور
گائے کا ذبح کرنا بھی منع نہیں البتہ شراب کا پینا ہمارے دین میں سخت گناہ ہے
مگر یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ دائم الخمر کو کبھی نہیں بخشے گا۔ بلکہ دائم الخمر کسی اور گناہ کا
مرتکب جب توبہ کرے اسی وقت اللہ اس کا گناہ بخش دیتا ہے اور توبہ یہ ہے
کہ پچھلے گناہ کیے پر ندامت کھاوے اور آگے کو وعدہ کرے کہ گناہ نہ کروں گا
اور جو نماز روزہ حج زکواۃ قربانی وغیرہ ترک ہوئی ہیں تو ان کو ادا کرے اور جو
گناہ ایسے ہیں کہ جن میں بندوں کے حق تلف ہوئے ہیں جیسے رشوت لینا
چوری، قزاقی، غیبت دشنام وغیرہ سو ان سے معاف کرادے اور خدا تعالیٰ
کے آگے بھی توبہ کرے اور حق تعالیٰ ایسا مہربان ہے کہ جس کو چاہے گا بدوں
توبہ کے بھی بخش دے گا اور ہم جو گائے کو ذبح کرتے ہیں تمہاری ضد سے
نہیں کرتے بلکہ جیسے بکری وغیرہ جاندار ہمارے نزدیک حلال ہیں ایسے ہی
گائے بھی ہے اور ہم گائے کا بُرا نہیں کرتے بلکہ بھلا کرتے ہیں کیونکہ جو جانور
اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جاتا ہے آخر وہ بہشت کی مٹی بنایا جاوے گا یہ
ذبح اس کا بُرا نہیں بلکہ بھلا ہے اور تم کیا گائے کا بھلا کرتے ہو کہ بیلوں پہ
بوجھ لادتے ہو اُن سے ہل چلاتے ہو اور طرح طرح کی ان پہ مار کرتے ہو
بچھڑے باندھ کر ترساتے ہو اُس کی ماں کا دودھ آپ پی جاتے ہو اور
مری ہوئی گائے کو چوہڑے چماروں کے حوالے کر دیتے ہو تم آپ تو اس کا
گوشت نہیں کھاتے لیکن چوہڑے چماروں کی ضیافت کرتے ہو اور اس کے
چمڑے کی جوتیاں آپ بھی پہنتے ہو اور تمہاری کتاب منوسمرتی میں لکھا ہے
کہ جب برہمن کا بیٹا کاشی سے بدیا یعنی علم پڑھ کر آوے تو اس کا باپ اس کے
استقبال کو جائے گا اور گائے ذبح کر کے اس کی کھال گرما گرم بیٹے کے

بدن پر رکھے اور تمہارے دین میں تو گائے کا[1] کھانا اور ذبح کرنا بڑا ثواب ہے بلکہ اگر کوئی بیگانی گائے کو چوری سے ذبح کر کے کھا جاوے اور اس کے ساتھ تھوڑا سا جھوٹ بھی بول دے تو اس کی نجات ہی ہو جائے چنانچہ متیہ پوران میں لکھا ہے کہ گوتک کے سات بیٹے تھے اس کے مرنے کے پیچھے بڑا قحط ہوا جب ان کے پاس کچھ کھانے کو نہ رہا وہ گرگ رشی کے پاس چلے گئے اس نے ان کو اپنی گائے چرانے کے لیے بن میں بھیج دی بن میں جا کر مارے بھوک کے اس گائے کو ذبح کر کے دیوتوں پر چڑھا کر کھا گئے وقت شام کے آ کر گائے کے مالک سے کہنے لگے کہ تمہاری گائے کو شیر نے کھا لیا چنانچہ اس پن کے سبب سے ان کی پرم گت یعنی نجات ہو گئی اب چاہیے کہ ذرا سمجھو آنکھیں انصاف کی بند نہ کرو جس دین میں بیگانہ جانور کو ذبح کر کے دیوں پر ان کو چڑھانا اور کھا جانا اور جھوٹ بولنا گناہ نہ ہو بلکہ سبب نجات کا ہو پھر ایسے دین کو خدا کی طرف سے سمجھنا اور اس پر نجات کی امید رکھنی پر لے سرے کی گمراہی اور جان بوجھ کر جہنم میں داخل ہونا ہے اور گائے کی قربانی کا بیان رگ بید میں بھی لکھا ہے۔

اعتراض قولہم۔ گئو ہندوؤں کو دودھ دیتی ہے مسلمانوں کو کیا موت دیتی ہے کہ اس کی تعظیم نہیں کرتے۔

جواب: حقیقت میں گائے موت تم کو دیتی ہے کہ مزے سے پیتے ہو ہم کو

---

[1] اسرب اینکھد رکھ میں ہے کہ آتما نے گھوڑا اور گائے پیدا کر کے دیوتوں سے کہا کہ ان میں حلول کر کے کھاؤ اور پیو دیوتوں نے کہا کہ اگرچہ گائے کے کھانے اور پینے کے بہت فائدے ہیں اور گھوڑے سے سواری کے مگر یہ واسطے انسان کے ہیں ہمارے لائق نہیں ہمارے واسطے کچھ اور تجویز کرو اور فصل ادیرب ۲ مہابھارت

دودھ بھی دیتی ہے اور گوشت بھی دیتی ہے اور گائے ہمارے تمہارے درمیان میں یوں تقسیم ہوئی ہے کہ اس کے دُودھ میں تو ہمارا تمہارا ساجھا ہے اور اس کا گوشت خاص ہمارے حصّہ میں آیا ہے اور موت خاص تمہاری غذا ہے۔

اعتراض قولہٗ: ہندو سے مسلمان بن جانا ہے مسلمان سے ہندو نہیں ہوتا یعنی اچھی چیز بگڑ کر بُری بن جاتی ہے اور بُری سے اچھی نہیں ہوتی جیسے اناج سے گندگی بن جاتی ہے گندگی سے اناج نہیں بنتا۔

جواب: یہ قول تمہارا غلط ہے کیونکہ تم ہی لوگ کہتے ہو کہ سدھنا قصائی اور گنگا کنچنی اور میران بائی رانی اور راجہ نل پہلوان اور گوپی چند بھرتری راجہ یہ لوگ سب پرمیشر کے بھگت ہوئے اور بُرے سے اچھے ہو گئے ان کو بھی کہو کہ اناج سے گندگی بن گئے اور ہندو سے مسلمان بن جانا ایسا نہیں جیسا کہ تم نے کہا

(حاشیہ صفحہ گزشتہ)

میں ہے راجہ برانچھ نے جگ میں گاؤ فربہ کو قتل کیا بہت گایوں نے جمع ہو کر فریاد کی آخر کلام میں راجہ نے کہا کہ جگ میں حیوان کا ذبح کرنا اور کھانا اگرچہ نیکی ہے لیکن میں اچھا نہیں جانتا بموجب حکم بید کے ذبح گائے کی ہے راجہ نے اپنی طبیعت سے اچھا نہ جانا سو اس کا کیا اعتبار ہے ایضاً راجہ بھیک نے جب جگ کی کیفیت بید سے معلوم کی ارادہ جگ کا کیا گائے کو باندھ کر لائے اس وقت کپل رکھ نے کہا بید سچا ہے اور سوم رسم رکھ اس گاؤں میں داخل کر کے گاؤں کی زبان بولنے لگا ان دونوں رکھوں میں گفتگو ہوئی آخر کپل نے کہا میں مارنا جو موافق حکم بید کے ہے وہ حقیقت میں مارنا نہیں ہے اور بکری۔ گھوڑا، ہاتھی۔ گاؤ کشتہ اور ناکشتہ سب واسطے عمل جگ کے ہے انتہیٰ مختصراً (دیکھو سوط اللہ الجبار صفحہ ۳۱ تا ۳۲)

بلکہ ایسا ہے جیسا تانبے سے سونا اور قلعی سے چاندی بن جانا ہے جیسے اکسیر کے ڈالنے سے تانبا سونا اور قلعی سے چاندی اور پارس کے چھونے سے لوہا سونا بن جاتا ہے" ایسا ہی اعتقاد کے ساتھ کلمہ پڑھنے سے کافر بھی مسلمان اور سب گناہوں سے پاک بن جاتا ہے۔

اعتراض قولہم: مسلمان ہر قوم کے لوگوں کو اپنے بیں ملا لیتے ہیں۔ خواہ چوہڑا ہو یا چمار سانسی یا گندھیلا ایسی ناکارہ قوموں سے بھی بچاؤ نہیں کرتے

جواب: سمندر میں تمام جہان کی ندیاں جا ملتی ہیں اور سمندر سب کو اپنے بیں ملا لیتا ہے ایسا ہی دین مسلمانی میں ہر کسی کو دخل ہو جاتا ہے چھوٹے جوہڑ کو کہاں حوصلہ ہے کہ اور ندیاں اس میں مل جاویں اور جیسے ہر طرح کی ناپاک چیزیں سمندر میں جاکر دھوئی جاتی ہیں اور پاک ہو جاتی ہیں اسی طرح دین اسلام میں آکر ہر آدمی گناہ سے پاک ہو جاتا ہے سو یہ دریا دلی دین مسلمانی کو ہے کفر کو نہیں اور جو حوض کا پانی خود پلید ہوا اس سے اور چیز کس طرح پاک ہو سو اسی طرح تمہارا دین ہے وہ دوسرے کو کیا پاک کرے اور ہر عاقل صاحب فراست پر ظاہر ہے کہ گندگی دو قسم کی ہوتی ہے ایک گندہ ہونا بدن کا ہر طرح کی پلیدیوں سے دوسرے گندہ ہونا رُوح کا بُرے اعتقاد اور بُرے اخلاق سے بُرے اعتقاد جیسے سوائے اللہ کے اور کو جہان کا مالک اور حاکم اور واجب الوجود اور غیب داں سمجھنا اور سوائے اللہ کے اور کی عبادت کو دُرست جانتا اور پیغمبروں اور آسمانی کتابوں سے بے اعتقاد رہنا اور فرشتوں اور شریعت کے احکام کو حقیر سمجھنا اور قیامت کے ہونے میں شک رکھنا اور خدا کی رحمت سے نا اُمید اور اس کے عذاب سے بے خوف ہونا اور جو کام کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیے ہیں نہ فرمائے ہیں اُن کو مستحسن اور دین کے کام سمجھنا اور سوائے اس کے اور بُرے اخلاق جیسے اپنے آپ کو بہتر سمجھنا اور

اپنی عبادت پر لوگوں کی خوشی اور شاباشی کی خواہش کرنی اور کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر جلنا اور کسی کی طرف سے دل میں کینا رکھنا اور مال و دولت سے محبت رکھنی اور بہت دن تک زندگانی کی اُمید رکھنی اور گناہ پر دلیر ہونا اور سوائے ان کے سو دوسری قسم کی گندگی پہلی قسم سے زیادہ خبیث ہے کیونکہ بدن کی گندگی کا دُور ہونا بہت آسان ہے فقط پانی سے دُور ہو جاتی ہے اور رُوح کی پلیدگی کا دُور کرنا سخت مشکل ہے اور رُوح کی پلیدگی کا دُور کرنا سخت مشکل ہے اور رُوح کی پلیدیوں میں کفریات کی ناپاکی سب سے زیادہ سخت ہے کہ ہمیشہ کے عذاب کو پہنچاتی ہے سو ہم لوگ کافروں کو بُرا جانتے ہیں بسبب پلیدی رُوح یعنی کفر کے بُرا جانتے ہیں نہ بسبب پلیدی بدن کے سو یہ رُوح کی پلیدی یعنی کفر ایمان لانے سے جاتی رہتی ہے کیونکہ جب اعتقاد دستور گیا رُوح پاک ہوگئی خواہ چوہڑا ہو خواہ چمار کوئی ہو اور ہمارے نزدیک چوہڑا چمار ہندو سب برابر ہیں جو شخص کفر کی پلیدی سے توبہ کرے وہ ہمارا بھائی ہے۔ اسی واسطے ہمارے دین میں فرض ہے کہ جو شخص مسلمان ہوا چاہے اوّل اس کو یہ تلقین کریں سوائے اللہ کے کسی کی بندگی کرنی روا نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بھیجے ہوئے اور ہمارے راہنما ہیں اور حضرت کی متابعت ہر کسی پر فرض ہے پھر اس کو مضمون صفت ایمان کا سکھا دیں اور کفریات سے توبہ کرا دیں ان کے پیچھے ستھرائی کے لیے اس کو غسل دینا مستحب[1] ہے اور تم چوہڑے چمار کو بُرا جانتے ہو بسبب پلیدی بدن کے بُرا جانتے ہو رُوح کی پلیدی کہ سب سے بڑی ہے اس کو تم بُرا نہیں جانتے یہ تمہاری بے تمیزی ہے اور اگر تم ان سب کو بسبب استعمال پلیدی ظاہری کے دین میں ملانا بُرا جانتے ہو تو ایک چوہڑا یعنی بایاں ہاتھ تمہارے

---

[1] اگر در حالت کفر غسل جنابت کرده باشد والا غسل کردن او را واجب است۔ (میر سیف الدین)

بدن میں بھی موجود ہے کہ دو وقت نجاست کو اسی سے دھوتے ہو اس کو بھی اپنے بدن سے کاٹ ڈالو۔

اعتراض قولہم۔ مسلمان جو ختنہ کرتے ہیں اگر یہ کام اللہ کو منظور ہوتا تو اول ہی ہر مسلمان کو ختنہ کیا ہوا پیدا کرتا۔

جواب: اللہ کو پسند ہونا یا نہ ہونا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے معلوم ہوتا ہے سو اللہ کو اگر یہ کام پسند نہ ہوتا تو ہم کو حضرت کی زبان سے اس کا حکم نہ کرتا اور اس مقام میں کہنے والا یوں کہہ سکتا ہے کہ ہندو جیتی عورت کو آگ میں جلا دیتے ہیں اور بعضے کانشی میں جا کر آرہ کے ساتھ چر کر مرجاتے ہیں اور گنگا میں بہ واہ لے کر یعنی ڈوب کر مرجاتے ہیں اور ہمانچل یعنی ایک برف کے پہاڑ میں گل کر مرجاتے ہیں اور آنکھ بند کر کے دکھن کی طرف روانہ ہوتے ہیں اس امید پر کہ کوئی کنواں یا خندق آگے آجاوے اس میں گر کر مرجاویں اور اسی طرح کی موت کو بڑا ہی ثواب سمجھتے ہیں اگر خدا کو یہ کام منظور ہوتے تو ان لوگوں کو پہلے سے دنیا میں پیدا نہ کرتا اور اگر کہو کہ اس زمانے میں کوئی ہندو ایسا کام نہیں کرتا سو اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارے دین میں یہ سب کام جائز بلکہ مستحسن ہیں اب انگریزی حکومت میں ایسے کاموں سے ممانعت ہو گئی ہے اس واسطے کوئی ہندو ایسا کام نہیں کر سکتا اور حقیقت میں جان کا ضائع کر دینا اور حرام موت مرنا بڑی ہی بے وقوفی ہے اور خود تم لوگ کہا کرتے ہو کہ آپ گھاتی مہاپاپی یعنی اپنے نفس کا قاتل بڑا گنہگار ہے اور بڑا تعجب ہے کہ یہ لوگ حرام موت مرجاتے ہیں تمہارے نزدیک بڑا درجہ پاتے ہیں اور جو کوئی بے چارہ چارپائی پر مر جاوے یا کوئی عورت بچہ جن کر مرجاوے یا کوئی سانپ کے کاٹنے سے مر جاوے یا بے اختیار پانی میں غرق ہو جاوے تو اس قسم کی موت کو تم آپ

مرت یعنی حرام موت جانتے ہو حالانکہ اس بات میں اس بے چارے مرنے والے کا
کچھ قصور نہیں ہے اور عقلاً تو یہ بات ٹھیک ہے کہ جو کوئی آپ کو قصداً مار ڈالے
وہ حرام موت سے مرے اور جو بے قصد کسی آفت شدید میں مر جاوے وہ مستحق
ثواب کا ہو سو ہمارے دین سے اسی طرح ثابت ہے دوسرے جیسے ہمارے
مسلمانوں کے موئے زہار کا مونڈنا سنت ہے ایسے ہی تمہارے ہندوؤں کے
ڈاڑھی مونڈنا ضروری ہے سو تم پہ یہ اعتراض آتا ہے کہ اگر اللہ کو یہ کام منظور
ہوتا تو پہلے سے تم کو بدوں ڈاڑھی کے پیدا کر دیتا۔

اعتراض قولہم۔ مسلمان جاندار کو ذبح کر کے کھا لیتے ہیں اتنا
نہیں جانتے کہ جیسا اپنا جی ہے ویسا ہی اوروں کا ہے۔

جواب: سب حیوان اللہ نے انسان کے لیے پیدا کیے ہیں کوئی سوار
ہونے کو کوئی بوجھ لادنے کو سو جس جانور کے گوشت کھانے کا حکم زبانی صاحب
معجزات علیہ الصلوٰۃ کے ہم کو معلوم ہو گیا ہے اس کو ہم کھاتے ہیں ہم بھی اللہ
کے بندے ہیں اور جانور بھی اگر ہم بغیر حکم اللہ کے جانوروں کو ذبح کرتے
تو البتہ مقام اعتراض تھا اور عقلاً بھی کسی جانور کا ذبح کرنا واسطے فائدے
آدمی کے برا نہیں کیونکہ اگر ناقص کو کامل پر فدا کیجیے تو مضائقہ نہیں مثلاً
اگر گائے یا بیل یا گھوڑے کے بدن میں کیڑے پڑ جائیں تو ایک گھوڑے
یا گائے یا بیل کے لیے ہزارہا کیڑے کا مار دینا جائز ہے کیونکہ کیڑے بہ نسبت گھوڑے
یا گائے یا بیل کے ناقص ہیں اور گھوڑا اور گائے اور بیل بہ نسبت کیڑوں کے
کامل اسی طرح انسان کہ ساری مخلوقات سے کامل تر ہے بھی منع نہیں ہے۔
چنانچہ تمہارے دھرم شاستر میں لکھا ہے کہ جو جانور کھانے میں آتے ہیں اور جو
لوگ انہیں کھاتے ہیں دونوں کو برہما نے پیدا کیا ہے اس لیے اگر دھرم شاستر

کے طور پر ان کو کھاویں تو کچھ گناہ نہیں اور یہ بھی تمہارے ہاں لکھا ہے کہ دیوتاؤں اور پتروں پر گوشت چڑھا کر کھانا کچھ پاپ نہیں اور لکھا ہے کہ جو جانور گھر میں رہتے ہیں اور جن کا حال معلوم نہیں ان کو نہ کھانا چاہیے اور لکھا ہے کہ برہمنوں کو ساہی گرگٹ چھپکلی، مگرمچھ۔ خرگوش وغیرہ کھانا درست ہے اور متاکھشرا میں لکھا ہے کہ پانچ ناخن والے جانوروں میں گوہ۔ کچھوا۔ ساہی۔ خرگوش اور مچھلیوں میں روہو سند تنڈک کھانے کے لائق ہیں اور منوشاستر میں لکھا ہے کہ سورج کے اتراین اور دکھشنا ین یعنی سالوں اور ماہ کی ابتدا میں قربانی کرنا اور کھانا فرض ہے اگر اس مقام میں ہندو کہیں کہ گوشت کا کھانا ہمارے دین میں پچھلے زمانہ میں درست تھا اب حرام ہو گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارے دین میں پچھلے زمانہ میں جائز تھا ہمارے دین میں اب جائز ہے تمہارا اعتراض ہم پر کسی طرح نہ رہا اور یہ قول بھی تو معتبر نہیں ہے کہ تمہارے دین میں اب گوشت کھانا مطلق حرام ہے ایک بیشنو[1] لوگ تو ضرور اب گوشت کھانے کو حرام جانتے ہیں اور شیو[2] لوگوں کے مذہب میں حلال ہے اور یہ لوگ دیوی کے تھان پر بکری اور بھینسے قربانی کرتے ہیں بلکہ یہ بھی تمہارے ہاں لکھا ہے کہ جو شخص دیوی کے نام پر بلدان یعنی قربانی کرے جتنے اس کے سر پہ بال ہوں اتنے برس وہ سرگ میں رہے اور گیا میں جا کر سارے ہی ہندو اپنے پتروں[3] کو گوشت کے پنڈ یعنی غلولہ چڑھاتے ہیں اور یہ سب کچھ شاستر میں جائز ہے۔

---

[1] بیشنو پرستندگان بشن۔
[2] شیو پرستندگان شب۔
[3] بالکسر بزرگان مردہ۔

خاتمہ بیچ بیان خوبیوں دین اسلام کے

دین مسلمانی میں جتنی کہ خوبیاں ہیں سو میرا کیا حوصلہ ہے کہ سب کو بیان کر سکوں لیکن بعض ان میں سے کہ اس وقت مجھے سوجھیں بقدر اپنی طاقت کے بیان کرتا ہوں۔

پہلی خوبی: توحید یعنی کسی کو اللہ کی ذات اور صفات اور افعال میں شریک نہ کرنا کہ فلسفہ حقہ یونان اور اکثر حکماء ہند اور ہر صاحب عقل توحید کو اچھا جانتے ہیں سو وہ توحید اس دین میں ایسی کچھ ظاہر ہوئی کہ سوائے اللہ کے کسی اور کو سجدہ تحیہ کا بھی حرام ہو گیا اور دفع بلائے اور طلب حاجات میں سوائے اللہ کے اور سے تضرع اور التجا کرنا منع ہوا اور تصویروں کا بنانا اور کسی کی قبر کی نقل بنانی یعنی جھوٹی قبر بنا لینا اور اس کی زیارت کرنی کہ یہ کام مبدء بت پرستی کے ہیں حرام ہوئے یہاں تک کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی قسم کھانی بھی منع ہو گئی چنانچہ کچھ بیان اس کا پہلے باب میں ہو چکا ہے۔

دوسری خوبی: اتباع سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جس دین میں خرابیاں پڑ گئی ہیں تو اکثر بدعات کے اختیار کرنے سے پڑی ہیں سو پیغمبر صلی اللہ نے پہلے ہی سے بارہا تاکید سے فرما دیا تھا کہ میرے اور میرے اصحاب کے قول فعل سے زیادہ کوئی کام دین میں نہ کرنا اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ حق تعالیٰ میری اُمت کے لیے ہر سو برس کے ابتدا میں ایسے شخص کو برانگیختہ کرے گا کہ وہ شخص ان کے دین کو بدعتوں سے صاف کر کے تازہ کر دے گا چنانچہ ہر صدی میں ایسے شخص ظاہر ہوتے رہے جن کے سبب سے یہ دین تازہ رہا اور قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔

تیسری خوبی: درستی اعتقاد کی کہ اس کتاب کے پہلے باب سے ظاہر ہوئی

ہے۔

چوتھی خوبی : عبادات بدنی اور مالی اس دین میں ایسی ہیں کہ جس سے دل وجان کو لذت حاصل ہو از اں جملہ ایک نماز ایسی عبادت ہے کہ تمام مخلوقات نمانہ ہی میں رہتی ہے یعنی اکثر فرشتے ذکر حمد اور تسبیح اور تقدیس وغیرہ میں رہتے ہیں اور درخت قیام میں اور پہاڑ قعدہ میں اور چارپائے رکوع میں اور حشرات سجدہ میں سو حق تعالیٰ نے ان سب کی نماز جمع کر کے مسلمانوں کو عنایت کر دی کہ نماز میں یہ سب افعال موجود ہیں۔

پانچویں خوبی ۔ معاملات اور رعیت داری اور حق ماں باپ اور جورو اور خاوند اور قرابتیوں اور ہمسایہ کا اور یتیم اور مسافر اور قیدی اور مسکین کی خاطر داری وغیرہ اور آداب طعام اور نکاح وغیرہ اس دین میں اس تفصیل سے بیان ہوئے کہ جب کسی کو کسی مسئلہ کی احتیاج پڑے وہی مسئلہ دین کی کتابوں میں موجود ہوتا ہے یہاں تک کہ پاخانے اور پیشاب کے آداب بھی حضرت بتلا گئے اور فقہ کے ابواب کو دیکھنا چاہیے تا حقیقت اس بات کی معلوم ہو۔

حکایت عجیبہ : اکبر آباد میں ایک انگریز ایک عالم مسلمان سے کہنے لگا کہ دین اسلام کے حق ہونے کی کیا دلیل ہے اس بزرگ نے حضرت کے معجزات کا ظاہر ہونا اور کچھ اور دلیلیں بیان کیں وہ انگریز کہنے لگا کہ یہ دلائل بھی ہیں اور سوائے اس کے ایک دلیل حق ہوتے دین اسلام کی اور ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارا جو قانون عدالت کا مقرر ہوا تو کئی سو حکیم دانا نے کئی برسوں سے جمع ہو کر یہ قانون اپنی عقل کے زور سے مقرر کیا ہے اور ہمارا ملک کہ یونان سے قریب ہے اس واسطے اس ملک کے حکیموں کی عقل بھی تیز ہوتی ہے اور اس قانون کو باندھتے باندھتے جو ان حکیموں میں سے مرتے گئے ان کے عوض میں اور حکما بھرتی ہوتے رہے غرض کئی سو دانا

نے کئی سو برس میں آپس کے مشورہ سے یہ قانون مقرر کیا ہے اور پھر بھی بعد چار یا پانچ برس کے اس قانون میں کچھ نہ کچھ تغیر آ جاتا ہے اور تمہاری شرع کے سب قانون ایک شخص کی زبان سے بدوں مشورہ اور اصلاح کسی دوسرے کے فقط تیئیس برس کی مدت میں مقرر ہو گئے اس وقت سے اب تک اس میں کچھ فتور اور تفاوت نہیں آیا تو ہم یہ جانتا ہے کہ ایک شخص تھوڑے سے دنوں میں بدوں مشورہ اور صلاح دوسرے کے ایسا قانون شائستہ اور بائستہ مقرر ہو جانا بغیر مدد وحی کے نہیں ہو سکتا فقط یہ بات سن کر مولوی صاحب ؒ نے فرمایا کہ تم ہمارے دین کو حق جانتے ہو پھر مسلمان کیوں نہیں بن جاتے کہنے لگا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو پھر یہ پانچسو روپیہ کی تنخواہ مجھ کو کہاں سے ملے انتہیٰ -

اور مولانا محمد یعقوب صاحب سے میں نے سنا کہ پھر وہ شخص مشرف باسلام ہو گیا اور سرکار انگریزی سے اس کی تنخواہ بھی بحال رہی -

---

لہ صاحب ظفر مبین ؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں (یعنی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت) یہ بات آپ کی اوصاف باطنی پر خوب دال ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے وہ آپ کے دوست اور اہل خاندان تھے جو آپ کی عادت سے خوب واقف تھے اگر معاذ اللہ آپ فریبی ہوتے تو یہ لوگ آپ پر ہرگز ایمان نہ لاتے اور ان پر یہ فریب ظاہر ہو جاتا درحقیقت یہ بات کبھی ثابت نہیں ہوئی کہ محمد صلعم نے ترویج شریعت یا اثبات دعویٰ نبوت کے لیے مکر اور حیلے کیے یا جھوٹے معجزے دکھائے اسلام حضرت ؐ کی حیات ہی میں تمام عرب میں قائم ہو گیا اور بت پرستی کی بیخ و بن باقی نہ رہی ایسی کامیابی حضرت کو بسبب شجاعت اور قوت جنگ کے نہ حاصل ہوئی تھی بلکہ اس کی دو وجہیں تھیں کہ آپ نے مذہب کو مہذب اور درست کیا ممالک کو مغلوب اور فتح کیا اس طریقہ کو جو چاہیں سو سمجھیں لیکن حق تو یہ ہے کہ تین طریقوں کی نسبت جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اس زمانہ میں عرب میں جاری تھی یہ طریقہ بہت ہی ظاہر اور پاک بلکہ خود طہارت اور اور پاکیزگی ہے بعد فتح مکہ کے آپ سب احکام و ارکان حج بجا لائے اور حجر الاسود کے قریب کھڑے ہو کر با آواز بلند خدائے برحق کا نام لیا اور بتوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالا اسلام حضرت کی حیات میں تمام عرب میں قائم ہو گیا اور بت پرستی کی بیخ باقی نہ رہی آپ کے سب کے سب خلفاء نے بھی اس تلوار کو میان میں نہ رکھا جب تک کہ اس کو ایک وسیع سلطنت کی تتبع جس میں اقالیم ایشیا، یورپ اور افریقہ شامل ہیں قائم نہ کر لیا اس اسلام نے زیر سایہ رایت عمرؓ اور خالدؓ اور خلفاء آنحضرت ؐ فتح بر فتح حاصل کی اور فارس وفلسطین شام مصر کے بعد دیگرے حملہ آور اور اہل اسلام کے مطیع و منقاد ہوئے بارہ برس کے عرصہ میں ان لوگوں نے بیس ہزار شہر اور قصبے اور قلعے اپنے مطیع کر لیے ہزار ہا شوالے اور گرجے برباد کر دیے اور ۱۴۰۰ مسجدیں اپنے ہم مذہبوں کے واسطے تعمیر کیں اور ان ملکوں پر بھی کفایت نہ کی جب تک باشندگان حبش کو مغلوب نہ کیا اور تمام ملک افریقہ اسکندریہ سے ٹینجر میں تک معہ ملک ہسپانیہ ہی سلطنت قاہرہ میں نہ داخل کر لیے جب تک دم نہ لیا تامس کرنل صاحب نے اس اولوالعزم پیغمبر صاحب کا حال ایسی بے تکلفی اور انصاف سے بیان کیا ہے کہ راقم کا جی نہیں چاہتا کہ اسے چھوڑے مورخ موصوف کہتے ہیں کہ اس عقیل باشندہ صحرا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) جس کی چشم سیاہ اور پر نور تھی اور دل کشادہ اور خلیق تھا حرص و طمع نہ تھی بلکہ اور خیال تھے اور وہ متین اور اولوالعزم تھا اور ان لوگوں میں تھا جو ہمیشہ سرگرم اور مستعد رہتے تھے اور جن کو خود حق تعالےٰ نے صداقت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ مصنوعات اور مسموعات پر عمل کرتے اور انہیں پر قناعت کرتے ہیں لیکن وہ شخص (یعنی آنحضرت ؐ) ہمیشہ خرد تھا اور نفس تھا وہ بڑا رازہم سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

اسی کی ذات میں عیاں تھا اور وہی شخص اس سر مکنون کے عز و جل کا مظہر تھا ایسا صدق و صفا جیسا ہم نے بیان کیا کچھ نہ کچھ خدا سے علاقہ رکھتا ہے اور ایسے شخص کا کلام ایک صدا ہے جو خود خدا کے دل سے نکلتی ہے لوگ توجہ سے سنتے ہیں اور انہیں واجب ہے ہر گوش دل نشین اس آواز کو نہیں تو اور کسی بات کو نہ سنیں اس واسطے کہ اور جتنی باتیں ہیں اس آواز کے مقابلہ میں سب مثل ہوا کے ہیں ہمیشہ سے ہزاروں خیال ہنگام حج اور سیاحت میں اس شخص کے دل میں خطور کرتے تھے وہ خیالات یہ تھے کہ میں کیا ہوں یہ شے غیر محدود جس میں میں رہتا ہوں اور جسے عالم کہتے ہیں کیا ہے اور حیات اور موت کیا چیز ہے اور مجھے کیا یقین کرنا چاہیے کوہ حرا اور کوہ سینا کے سیاہ پتھروں نے اور وحشت ناک تنہائیوں نے اس کے سوالات کا جواب نہ دیا اور نہ اس شخص کو افلاک نے جواب دیا جو مع اپنے نیلگوں اور نورانی ستاروں کے گردش کر رہے تھے کسی چیز نے اسے جواب نہ دیا بلکہ اس شخص کا دل اور وحی الہیٰ اسے جواب دیتی تھی راقم کہتا ہے کہ محمد ایک شخص خانہ نشین نے ایسا کیا کہ اس کے خاندان نے اسے پیغمبر جان لیا محمد ایک غریب عرب نے اپنے ملک کے قبائل وحشی، مفلس، برہنہ اور گرسنہ کو ایک گروہ معقول اور مضبوط کر دیا اور انہیں ساری دنیا سے علیحدہ افعال اور اطوار تعلیم کیے۔ سو برس سے کمتر زمانہ میں اس مذہب کے لوگوں نے سلطان روم کو شکست دے کر بادشاہان فارس کو مغلوب کیا شام و عراق و مصر کو فتح کیا اور تمام بلاد بحر ظلمات سے بحر اخضر اور دریا جیجوں تک مقہور کیے اور بارہ سو برس کے عرصہ میں ان کی سلطنت سوائے ملک ہسپانیہ کے کسی اور ملک مذکور میں سے نہیں گئی بلکہ ان لوگوں کا مذہب شمالی اقالیم ایشیا وسط افریقہ اور کنارہائے بحر اخضر پر پھیلتا ہے اور اب تک پھیلتا ہی جاتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر

(بقیہ ص ۲۲۷)

اولوالعزم ایسے تھے جیسا کہ بیان کیا گیا ان کی عقل کی سرگرمی نے ایسا مذہب بنایا کہ جس نے پیروان زردشت کو ایسا مغلوب اور مقہور کیا کہ فقط چند خاندان منفرق اور منتشر ان میں سے باقی رہ گئے اور ہندوستان پہ حملہ کیا اور مذہب قدیمہ براہمہ کو اور نیز مذاہب بدھ کو جو اس سے بھی دُور تک پھیلا تھا مغلوب کیا اور دریائے گنگ کے اس پار کر دیا۔ اس مذہب کے لوگوں نے بہت قدیم اور معززصوبجات ہندوستان عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیے اس ملک کے تمام بلاد مشرقی اور افریقہ رومی مصر سے آبنائے جبرالٹر تک فتح کر لیے اقلیم یورپ کے بلادِ مغربی پر حملہ کیا اکثر بلاد ملک ہسپانیہ کے لیے اور ساحل دریا سے نوائر تک بڑھ گئے اور ان ملکوں کے فتح کرنے سے خود روم کے پایہ تخت میں زلزلہ ڈال دیا اور آخرالامر بلاد روم جدید یعنی قسطنطنیہ میں بفتح وفیروزی اپنی حکومت و ملت قائم و مروج کی۔ راقم کہتا ہے کہ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ حضرات موسیٰ وعیسیٰ نے بمقتضائے زہد وتقویٰ نبوت کی بڑی خوشی سے یہ خبر دی تھی کہ زمانہ آخر میں ایک ایسا نبی مبعوث ہوگا جو ہم سے بھی افضل و اولیٰ ہوگا اور شاگرد مسیح نے بھی وعدہ کیا ہے کہ فارقلیط یعنی تسلّی دہندہ آئے گا یہ دونوں پیشینگویاں بلاشک اشرف الانبیا وخاتم النبیین یعنی آنحضرتؐ کے بارے میں ہیں اور آپؐ ہی کی پاک ذات میں ان کی تکمیل ہوئی کہ آنحضرتؐ کے مسائل میں ابہام بالکل نہ تھا قرآن سے خوب ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ بڑے موحد تھے آپؐ نے بتوں اور آدمیوں اور سیارات اور ثوابت کی پرستش کی ممانعت فرمائی اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسکے اصول میں سب کا اتفاق ہے اور جس میں کوئی ایسی کنہہ نہیں جو زبردستی ماننی پڑے اور سمجھ میں نہ آئے آنحضرت مشرق میں پیدا ہوئے اور اپنے مذہب کو قائم رکھا اور بت پرستی کو ملک ایشیا اور افریقہ اور مصر کے اکثر حصوں سے بالکل نیست ونابود کر دیا چنانچہ ان ملکوں میں اب تک خدا تعالیٰ

(بقیہ صفحہ ۲۲۹)

واحد الحقیقی کی پرستش جاری ہے لاکھوں آدمیوں کے دلوں میں اس عرب کے نبی کی ظاہری اور
باطنی برکتوں نے جگہ پکڑی اور ہماری صاف باطنی اس امر کی مقتضی ہے کہ ہم یہ خیال کریں
کہ حقیقت میں آپ کے معتقدین دل سے قائل تھے اور یہ سچ جانتے تھے کہ آپ پر وحی
نازل ہوتی تھی اور آپ سچے نبی ہیں ضروری ہے کہ مشرکوں کو آپ کا مذہب بسبب اس کے
عمدہ قواعد اور قوانین کے خدا کی طرف سے الہام ہونا معلوم ہوا ہوگا اور آپ کا مذہب
زردشت کے مذہب سے زیادہ صاف اور حضرت موسیٰ کے مذہب سے زیادہ پاک
معلوم ہوتا تھا آنحضرتؐ کے مذہب کی صداقت اس بات سے اور بھی معلوم ہوتی تھی
اگرچہ اس مذہب کو نکلے ہوئے ایک عرصہ دراز ہوا مگر اس میں اور مذہبوں کی مانند مخلوق
کی پرستش وغیرہ نہ ہوئی اور اہل اسلام نے اپنے وہم و قیاس کی متابعت نہیں کی اور
خدا تعالیٰ کی پرستش پر قائم رہے اور اس کی وجہ سے بتوں کو نہ پوجنے لگے ان کے عقیدے
کی بنا یہ چند الفاظ ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے "میں خدا اور اس کے نبی کا یقین کرتا ہوں آپ کی
عمر کے ہر ایک کام سے یہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ آپ میں بلند نظری کا عیب ہرگز نہ تھا
اور جب ہم اس امر پر غور کریں کہ آپ نے باوصف اس بات کے کہ اسلام کو آپ کے
زمانہ حیات میں خوب سے رواج ہوگیا اور آپ کو انتہا درجہ حکومت حاصل ہوگئی مگر
آپ نے ہرگز اس سے ذاتی فائدہ نہ اٹھایا اور زمانہ وفات تک ویسی ہی سیدھی سادھی
وضع رکھی جیسے پہلے تھی تو یہ امر اور بھی ہمارے قول کا زیادہ مؤید ہے کہ آنحضرتؐ
بلند نظر یعنی متکبر نہ تھے یہ امر یقینی ہے کہ بت پرستی کا معدوم کرنا اور خدائے تعالےٰ
واحد مطلق کی عبادت کا ایسی قوم میں بنیاد ڈالنا جو نہایت درجہ کے بت پرست تھے
اور خدا کو بالکل بھول گئے تھے حقیقت میں ایسا کام تھا جس کے واسطے خدا تعالےٰ نے
مقرر کیا ہو یہ بھی امر یقینی ہے کہ آنحضرتؐ نے عرب میں خدا تعالیٰ واحد مطلق کی عبادت

(بقیہ ص۲۲۹)

قائم کی اور اس ملک سے بُت پرستی ایسی معدوم کی کہ وہ ایک ہزار برس کے عرصہ میں اب تک پھر کبھی کسی طرح سے ظاہر نہیں ہوئی کیا یہ بات خیال میں آسکتی ہے کہ جس شخص نے اس نہایت ناپسند اور حقیر بُت پرستی کے بدلہ جس میں اس کے ہموطن یعنی اہل عرب مدت سے ڈوبے ہوئے تھے خدائے واحد حقیقی کی پرستش قائم کرنے سے بڑی بڑی دائم اثر اصلاحیں کیں مثلاً اولادکشی کو موقوف کیا نشہ کی چیزوں کے استعمال کو قمار بازی کو جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہنچتا ہے منع کیا بہنایت سے کثرت ازدواج کا اس وقت میں رواج تھا اس کو بہت کچھ گھٹا کر محدود کیا غرضکہ ایسے بڑے اور سرگرم مصلح کو ہم فریبی ٹھہرا سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ ایسے شخص کی کارروائی فکر پر مبنی تھی؟ نہیں ایسا نہیں کہہ سکتے بلشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخیر و خوبی و نیک نیتی اور ایمان داری اور کسی سبب سے ایسے استقلال کے ساتھ اپنی کارروائی پر ابتدائے نزولِ وحی سے جو خدیجہؓ سے بیان کی اخیر دم تک عائشہؓ کی گود میں شدتِ مرض سے وفات پائی مستعد نہیں رہ سکتے جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے اور جو اُن سے بہت ربط ضبط رکھتے تھے ان کو بھی کبھی ریاکاری کا شُبہ نہیں ہوا اور کبھی انہوں نے اپنے نیک برتاؤ سے تجاوز نہیں کیا بے شک ایک نیک اور صادق طبیعت شخص جسکو اپنے خالق پر بھروسہ ہو اور جو ایمان اور رسم و رواج میں بہت بڑی اصلاح کرے حقیقت میں صاف صاف خدا کا ایک آلہ ہوتا ہے اس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا پیغمبر ہے اس بات پر کیوں نہ یقین کیا جاوے کہ اس کو زمانہ اور اپنے ملک میں اور اپنی قوم کو خدا کی وحدانیت اور تعظیم سکھلانے کے لیے اور ان کی حالت کے مناسب ان کو ملکی اور اخلاقی امور میں نصیحت کرنے کے لیے خدا نے بھیجا تھا اور راست بازی اور نیک کرداری کا وعظ تھا۔ ایڈورڈ گبن صاحب لکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

(بقیہ صفحہ ۲۳۰)

مذہب شکوک وشبہات سے پاک صاف ہے قرآن کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے مکہ کے پیغمبر نے بتوں کی ۔ انسانوں کی ستاروں کی اور سیاروں کی پرستش کو اس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شے طلوع ہونے سے غروب ہو حادث ہے وہ فانی ہوتی ہے جو قابل زوال کے ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے اس نے اپنی معقول سرگرمی سے کائنات کے بانی کو ایک ایسا وجود عظیم تسلیم کیا ہے جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے نہ وہ کسی شکل میں محدود ہے نہ کسی مکان میں اور نہ کوئی اس کا ثانی موجود ہے جس سے کسی کو تشبیہ دے سکیں وہ ہمارے نہایت خفیہ ارادوں پر بھی آگاہ رہتا ہے بغیر کسی اسباب کے بھی موجود ہے اخلاق اور عقل کا کمال جو اس کو حاصل ہے وہ اس کو اپنی ہی ذات سے ہے ان بڑے بڑے حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا اور اس کے پیروؤں نے اس کو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا اور قرآن کے مفسروں نے معقولیت کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ ان پر بحث کی مسلمانوں کے مذکورۂ بالا عقیدے کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے موجودہ ادراک اور قوائے عقلی سے بڑھ کر ہے اس لیے کہ جب ہم نے اس نامعلوم چیز کو یعنی خدا کو زمان مکان اور حرکت اور مادہ اور حس اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو پھر ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے کے لیے کیا چیز باقی رہی وہ اول یعنی ذات باری تعالےٰ جس کی بنا عقل اور وحی پر ہے محمد کی شہادت سے استحکام کو پہنچی چنانچہ اس کے معتقد ہندوستان سے لے کر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہیں اور بتوں کے ممنوع سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا ہے مسٹر طامس کارلائل صاحب لکھتے ہیں کہ ہم لوگ (یعنی عیسائیوں میں) جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد ایک بڑا پُر فن اور فطرتی شخص اور گویا جھوٹ کے اوتار تھے اور ان کا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا تودہ ہے یہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک

بقیہ صفحہ سے بقیہ

غلط گھڑتی جاتی ہیں جو جھوٹے باتیں دُور اندیش اور مذہبی سرگرمی رکھنے والے آدمیوں (یعنی عیسائیوں) نے اس انسان (یعنی محمد صلعم) کی نسبت قائم کی تھیں اب وہ الزام قطعًا ہماری روسیاہی کے باعث ہیں۔ چنانچہ ایک یہ بات مشہور ہے کہ پاکوک صاحب نے جب گروینی صاحب سے پوچھا کہ یہ قصہ جو تم نے لکھا ہے کہ محمدؐ نے ایک کبوتر کو تعلیم کیا تھا کہ وہ ان کے کان میں سے میل نکالا کرتا تھا اور مشہور کیا تھا کہ وہ فرشتہ ہے جو ان کے پاس وحی لایا کرتا ہے تو اس قصہ کی کیا سند ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس قصہ کی کوئی سند نہیں اور کچھ ثبوت نہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ وقت آگیا ہے کہ ایسے ایسے قصوں کو بالکل چھوڑ دیا جائے۔ جو جو باتیں اس انسان (یعنی محمد صلعم) نے اپنی زبان سے ستائیس بارہ سو برس سے اٹھارہ کروڑ آدمیوں کے دل بمنزل ہدایت کے قائم ہیں ان اٹھارہ کروڑ آدمیوں کو بھی اسی طرح خدا نے پیدا کیا ہے اس وقت جتنے آدمی محمد صلعم کے کلام پر اعتقاد رکھتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کسی کے کلام پر اس زمانہ کے لوگ یقین نہیں رکھتے پھر کیا ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ جس کلام پہ خدائے مطلق کی اس قدر مخلوق زندگی بسر کر گئی اور اس پر مر گئی کیا وہ ایک ایسا کھیل ہے جیسا ایک بازی گر کا ہوتا ہے میں اپنے نزدیک ہرگز ایسا خیال نہیں کر سکتا بلکہ میں بہ نسبت اور چیزوں کے اس پر جلد یقین کرتا ہوں اگر جھوٹی اور فریب کی باتیں دنیا میں اسی قدر زور دار اور رواج پکڑ جائیں تو پھر اس دنیا کی نسبت کوئی کیا سمجھے گا اس قسم کے خیالات جو بہت پھیلے ہوئے ہیں بہت ہی افسوس کے قابل ہیں اگر ہم کو خدا کی سچی مخلوق کا علم کچھ حاصل کرنا منظور ہو تو ہم کو ایسی باتوں پہ یقین کرنا ہرگز نہیں چاہیے وہ باتیں ایسے زمانہ میں پھیلی تھیں جب کہ توہمات کو بہت دخل تھا اور انہیں کے سبب سے خیال تھا کہ آدمی کی رُد حیں غمگین خرابی میں پڑی ہوئی ہیں جو ان کی ہلاکت کا سبب ہے میرے نزدیک اس خیال سے ایک جھوٹے آدمی نے

(بقیہ ص ۲۳۲) ایک مذہب قائم کیا اور کوئی اس سے زیادہ اور نا خدا پرست خیال خدا میں نہیں پھیلا۔ بھلا یہ کب ہو سکتا ہے کہ ایک جھوٹا آدمی چونہ اور اینٹ اور مسالہ کی حقیقت کو سچ جانے اور پختہ مکان بنالے اور وہ پختہ مکان کاہے کو ہوگا بلکہ خاک کا ایک ڈھیر ہو گا بارہ سو برس تک اس کو کب قیام ہو سکتا ہے اور اٹھارہ کروڑ آدمی اس میں کب رہ سکتے ہیں بلکہ اب تک وہ مکان کبھی کا سر کے بل گر پڑا ہوتا ضرور ہے کہ ایک آدمی اپنے طریقوں کو قانونِ قدرت کے سامانوں کی حقیقت سمجھے اور اس پہ عمل کرے ورنہ قدرت سے اس کو یہ جواب ملے گا کہ نہیں ہرگز نہیں ہو سکتا جو جو قانون اور قاعدہ خاص ہیں وہ خاص ہی رہتے ہیں عام نہیں ہوجاتے افسوس ہے کہ کوئی شخص مثل کاک دیا اور ایسے ہی بہت سے دنیا کے شریر اور وہ لوگ کہ چند روز کے لیے اپنی قید فطرت سے کامیاب ہوجاتے ہیں مگر ان کی کامیابی ایک جعلی ہنڈوی کی مانند ہوتی ہے جن کو وہ اپنے نالائق ہاتھوں سے جاری کرتے ہیں اور خود الگ نھلگ رہتے ہیں اوروں کو ان کے سبب سے نقصان پہنچاتے ہیں مگر قدرت آگ کے شعلوں اور فرانسیسی ہنگاموں اور اس قسم کی اور غضبناک ظہور سے ظاہر ہو کر یہ بات بہت غضبناک اور قہر سے دنیا پر ظاہر کر دیتی ہے کہ جعلی ہنڈویاں جعلی ہی ہوتی ہیں۔ جارج سیل صاحب بھی ترجمہ قرآن میں اس شخص کی تکذیب بہت سرگرمی کے ساتھ کرتے ہیں۔ جس نے مانند لا لہ اندرمن کچھ مذمت دین اسلام کی کی تھی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ میں اس سے متفق نہیں بلاشک وشبہ محمد صلعم بخوبی اپنے دل میں یقین رکھتے تھے کہ خدا واحد ہے جو ان سب کا بڑا مسئلہ تھا جس کے پھیلانے میں ان کو توجہ تام تھی دیکھیے سب اقوال مخالفین اسلام کے ہیں جن سے بہت بڑی عظمت دین اسلام کی ثابت ہے۔

چھٹی خوبی: علم اخلاق اور تصوف اور تزکیہ نفس جیسا کہ دین اسلام میں بیان ہوا ہے ایسا کسی دین میں معلوم نہیں ہوتا چنانچہ کتاب احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت وغیرہما اور کتب اس علم کے دیکھنے سے اس کی خوبی معلوم ہوتی ہے اور یہ سب علوم قرآن و حدیث سے نکلے ہیں۔

ساتویں خوبی: اللہ کا کلام بالفاظ جن صفتوں کے ساتھ ہے خاص دین میں موجود ہے اور کسی دین میں موجود اور محفوظ نہیں رہا۔ چنانچہ بیان اس کا پہلے باب کی تیسری اور چوتھی فصل میں ہے۔

آٹھویں خوبی: لکھا اولیاء اور صلحاء صاحب ظاہر و باطن اور اہل کرامات موصوف باوصاف حمیدہ اس دین میں ہوئے۔

نویں خوبی: کوئی بات ایسی کہ عقل کے نزدیک محال یا قبیح ہو دین اسلام میں نہیں ہے اور جو کسی اور دین والے نے کسی بات پر کچھ اعتراض کیے ہیں تو ہمارے علماء باصفا نے کہ اللہ ان کی قدر و منزلت زیادہ کرے ان کے رد میں ایسے جواب لکھے ہیں کہ مخالفوں کی زبان بند ہو گئی ہے چنانچہ اکثر اعتراضات بے ہودہ پادری لوگ واسطے مغالطہ دہی عامی مسلمانوں کے کیا کرتے ہیں سو ان کے رد میں کتاب صولۃ الضیغم اور استفسار اور ازالۃ الاوہام اور سوائے اس کے بہت سی کتابیں موجود ہیں ان کو دیکھنا چاہیے تاکہ حقیقت حال معلوم ہو۔

دسویں خوبی: حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع جمیع خصائل حسنہ ہونا اور ہر طرح کے معجزات کا ظہور حضرت کے ہاتھ پر ہونا کہ حق تعالیٰ نے سب پیغمبروں کی خوبیوں اور کمالات کو حضرت کی ذات بابرکات میں جمع کر دیا ؏

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

گیارھویں خوبی: حضرت اور حضرت کے اہلبیت اور اصحاب اور دوسرے خواص

اُمت کا بادشاہی کو چھوڑنا اور درویشی کو اختیار کرنا چنانچہ حضرت کے اہلبیت پر جس طرح کی تکالیف دنیاوی گزرتی تھیں ظاہر ہیں ان کے بیان سے جی بھر آتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ باآنکہ ان کی خلافت کی دھوم دھام چین تک پہنچی تھی کسی نے دیکھا کہ تیرہ پیوند آپ کی چادر میں لگے ہوئے تھے اور ان میں بعض چمڑے کے بھی تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کسی شہر کے امیر تھے جنگل سے لکڑیوں کا بوجھ اُٹھا کر لاتے اسی طرح بازار میں چلے جاتے تھے اور کہتے تھے طَرِّقُوْا لِاَمِیْرِکُمْ یعنی امیر کے لیے راہ دو اور ایسا ہی اور اچھوں کا حال رہا۔

بارھویں خوبی: جماعت ہر عاقل جانتا ہے کہ جماعت میں بڑے بڑے فائدے ہیں ازاں جملہ ایک یہ بھی ہے کہ آدمی ایک جگہ جمع ہو کر اپنا دکھ درد ایک دوسرے سے بیان کریں امور دینی و دنیوی میں ایک دوسرے کے مددگار ہوں سو ہمارے واسطے حق تعالیٰ نے کئی جماعتیں مقرر فرمادیں ایک جماعت قرابتی اور ہمسایہ اور محلہ داروں کی پانچ وقت محلہ کی مسجد میں کیونکہ ان لوگوں کا حق اوروں سے مقدم ہوتا ہے دوسری جماعت تمام شہر کے مسلمانوں کی آٹھویں دن جمعہ کو جامع مسجد میں تیسری جماعت تمام پرگنہ کے مسلمانوں کی ایک برس میں دوبار عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن چوتھی جماعت سارے جہان کے مسلمانوں کی مکہ معظمہ میں حج کے دن۔

تیرھویں خوبی: عورتوں کے لیے پردہ ستر ہونا کہ یہ بات عقل کے نزدیک بہت ہی خوب ہے سو خاص اسی اُمت میں ظاہر ہوئی۔

چودھویں خوبی: نشے کی چیزوں کا حرام ہونا کہ جن کے سبب سے آدمی کی عقل کہ مدار سب امور دین و دنیا کا اسی پہ ہے مغلوب ہو جاتی ہے۔

پندرھویں خوبی: ترقی دین کی باوجودیکہ فرنگی لوگ لکھوکھا روپیہ خرچ کرتے ہیں اس بات پر کہ لوگ ان کا دین اختیار کریں چنانچہ پادریوں کو نوکر رکھنا اور مدرسوں

کا تعمیر کرنا اور کتابوں کا تقسیم کرنا اسی واسطے ہے اور جو کوئی ان کا دین اختیار کرتا ہے اس سے نان ونفقہ کی بھی مروت کرتے ہیں پھر باوجود اتنے تردد وسامان کے کوئی عقل مند ان کے دین میں نہیں آتا اور اگر کوئی بے عقل اور حوادث زدہ بسبب طمع دنیاوی کے ان کا دین اختیار کرتا ہے تو کوئی ہزار میں ایک آدھا ہوتا ہے اور دین اسلام باوجودیکہ بسبب نہ ہونے سلطنت اہل اسلام کے اس ملک میں ضعیف ہو گیا ہے اور اکثر اہل اسلام کہ متقی اور اہل مروت ہیں چندان اسباب دنیاوی موجود نہیں رکھتے کہ کسی شخص مشرف باسلام کا روٹی اور کپڑا اپنے اُوپر کرلیں اس حال پر بھی بہت سے آدمی اپنی حشمت دنیاوی کو چھوڑ کر دین اسلام کو اختیار کرنا اور درویشی اور مفلسی میں آنا غنیمت جانتے ہیں چنانچہ اس زمانہ میں چند شہروں میں بہت سے لوگ ایمان لاتے ہیں از انجملہ جو کہ میرے دوست اور آشنا ہیں ان کا ذکر خیر ہوتا ہے اور ان میں سے کئی شخصوں نے تو اپنا اسلام ظاہر کر دیا ہے اور بہت دین دار اور نیک اخلاق ہیں۔ جن کے نام یہاں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) شیخ عبدالرحیم المعروف بہ منشی فدا حسین آگے ان کا نام تھا جواہر سنگھ قوم کھتری پانڈہ باشندہ پائل بڑے بہادر اور خوش اخلاق اور روزگار پیشہ ہمارے پائل کے یاروں کے مجمع میں سب سے پہلے انہوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا حجاب کی حالت میں واسطے اظہار اسلام کے بہت بے قرار تھے ایک رات کسی مسجد سے اذان کی آواز کان میں پڑی اللہ اور رسول کا نام سن کر تمام رات غلبہ محبت میں نیند نہ آئی صبح کے وقت ان کا دادا کہنے لگا رام رام بہ اسی بے قراری میں خفا ہو کر بولے اللہ اللہ کہہ کر پھر گھبرا کر گھر بار چھوڑ کر مجنوں کی طرح باہر نکلے انبالہ میں پہنچے کسی کو نہ پایا جن کے پاس مشرف باسلام ظاہری ہوں غرض ایک مدت تک ان کا یہ حال رہا سے

عاشق و دیوانہ و سرگشتہ ایم　　　　یار جویاں گرد ہر در گشتہ ایم

آخر کوہ کسولی پر پہنچے وہاں جا کر اسلام ظاہر کیا۔ ماں اور بیوی اور دو بیٹے اور مال اور دولت اور حویلیاں اور تمام آرام کی چیزوں کو چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کر کے آئے ؎

آں کس کہ ترا شناخت جاں راچہ کند　　　　فرزند و عیال و خانماں راچہ کند

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی　　　　دیوانۂ تو ہر دو جہاں راچہ کند

اب ارادہ رکھتے ہیں کہ روزگار کو ترک کریں تاکہ دین کسی طرح کی خرابیوں سے سلامت رہے اللہ تعالیٰ اُن کی مراد پوری کرے۔

۲۔ **شیخ عبد الواحد:** چھوٹے بھائی منشی فدا حسین کے بہت صالح اور پارسا ہیں ان کے مسلمان ہونے کا عجیب قصہ ہے چھوٹی عمر میں واسطے تحصیل علم کے منشی فدا حسین کے پاس آ رہے موضع کوم میں بخدمت بابرکت حضرت مولانا علاؤالدین کے سبق شروع کیا اور کفر کی خرابیاں اور اسلام کی خوبیاں معلوم کیں ایک دن ایسے بے قرار ہوئے کہ مغرب کے وقت اظہارِ اسلام کر دیا اور کفر کی بیماری سے غسل صحت فرما کر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہوئے۔ ان کی ماں اور بہت لوگ پائل سے آئے رونے چلانے لگے اُنہوں نے سوائے اللہ اور رسول کے کسی طرف التفات نہ کی۔

کوئی لاکھ جی سے ہو مجھ پر فدا　　　　میں تجھ پہ فدا ہوں مجھے اس سے کیا

تھانہ دار ہندو تھا کہنے لگا اس کو پکڑ کر لے جاؤ انہوں نے کہا کبھی نہ جاؤں گا۔ تھانہ دار نے کہا تو کیوں مسلمان ہوا۔ کہنے لگے دوزخ سے ڈر کر۔ غرض ہر چند بے دینوں نے ان کو پھیر لے جانے کو زور لگایا ان کو کسی کا قول نہ بھایا۔

(۳) **مولوی نعمت اللہ** جوان متقی صاحب دل طالب علم بلکہ عالم باعمل اور

ناصح خلق خدا اور ان کی پند و نصیحت سے بہت مرد اور عورتوں کو فیض ہوا اور ہوتا ہے آگے ہم ان کا نام تھا ہرنام داس قوم کھتری اصل باشندہ پائل - احوال ان کا یہ ہے کہ جب سن تمیز کو پہنچے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شعلہ دل میں بھڑکنے لگا اور دین ہنود کی خرابیاں اور دین اسلام کی خوبیاں بخوبی ظاہر ہو گئیں وطن مالوف سے ہجرت کر کے لدھیانہ میں آ کر اسلام ظاہر کیا ان کے باپ اور بھائی اور کئی ہنود پائل سے آئے ان کے باپ نے بہت بے قراری اور رونا چلانا شروع کیا کئی دن تک ہنگامہ برپا رہا - محکمہ انگریزی تک جانے کی نوبت پہنچی بفضل حق تعالےٰ خیر رہی پھر میں ان کو اپنے ساتھ مالیر کوٹلہ میں لے گیا پائل کے ہندوؤں نے سرکار پٹیالہ میں اس خاکسار پر نالش کی کہ ہمارے لڑکے کو پائل سے پکڑ کر لے گیا ہے پٹیالہ سے رئیس مالیر کوٹلہ کے نام خط سفارش کا لائے اور کوٹلہ کی پنچایت نے بھی زور لگایا اور ایک دفعہ بہت ہندو جمع ہو کر میرے مکان سکونت پر بطور بلوہ کے آئے اور بہت کشمکش ہوئی - لیکن بہر حال اللہ کا فضل شامل حال رہا - ایک دفعہ ان کا باپ بحضور رئیس کوٹلہ مالیر کے ان سے کہنے لگا کہ بیٹا میں تیرا باپ ہوں انہوں نے کہا میرے باپ تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں[1] - رئیس اس بات سے بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ کسی کا مقدور نہیں کہ تجھ کو پکڑ لے جائے تم چین سے رہو - لیکن ان کے والد بزرگوار نے پیچھا نہ چھوڑا اور مدت تک گرد رہا - آخر نا امید ہو کر چلا گیا - اب یہ مالیر کوٹلہ میں رہتے ہیں اور حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب کی خدمت میں تحصیل کرتے ہیں اور اوروں کو پڑھاتے ہیں اور حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

[1] حدیث شریف میں وارد ہے کل تقی آل محمد یعنی جو کوئی خدا سے ڈر کر گناہ اور کفر و شرک سے بچے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں داخل ہے - اللھم اغفر لجمیع المسلمین -

کی جناب میں ۔۔۔۔ بزبانِ حال عرض کرتے ہیں ؂

بلند مرتبہ زاں خاکِ آستاں شدہ ام　　　غبار کوئے توام بر آسماں شدہ ام

(۴) شیخ عبد الحق : یار وفادار اور مرد ہوشیار اور بہت مدت میری رفاقت میں رہے اور میرے ساتھ مظہر اسلام ہوئے آگے اُن کا نام تھا سدھ سنگھ قوم جاٹ ساکن نروانہ ۔ لڑکپن میں میرے بڑے بھائی کے پاس نوکر ہوئے جب جوان ہوئے دین اسلام کی حقیقت معلوم کی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں آئے اور مدت دراز میرے پاس رہے اور بہت سے سفر کیے ۱۲۷۲ھ ہجری میں ان کو عاقبت کا سفر درپیش آیا ۔ حق تعالٰے غریق رحمت کرے اور ان کا چھوٹا بھائی بھی مسلمان ہوکر بعد چند روز کے ان کے سامنے ہی انتقال کر گیا تھا ۔ بعد مرنے کے ایک دن میں نے عبد الحق کو خواب میں دیکھا کہ اچھے خوبصورت امرد کی شکل میں تھے ۔ میں نے پوچھا کہ کچھ تم کو عذاب قبر تو نہیں ہوا کہنے لگا کچھ تھوڑا سا عذاب ہے میں نے تین دفعہ درود شریف پڑھ کر ان پر دم کیا کہنے لگے اب عذاب دُور ہوگیا ہے ؂

ہر مرض کی دوا درود شریف　　　دافع ہر بلا درود شریف

(۵) شیخ عبد العزیز : المعروف بہ عزیز الدین نیک مرد قوی دل صاحب ہنر ہیں ماں اور باپ اور بیوی اور بیٹے اور دولت دنیاوی کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے آگے ان کا نام تھا سائیں دتا قوم برہمن سنڈ ساکن پائل ۔ ان کی ایک عجیب بات یہ ہے کہ جن دنوں میں یہ فقیر اپنا ایمان مخفی رکھتا تھا ایک دفعہ پائل میں قریب دو برس کے اتفاق خانہ نشینی کا ہوا اور کئی شخص برادری وغیرہ کے پردے میں مسلمان تھے اور بعضے اوقات ہندوؤں سے کھلی کھلی باتیں ہوا کرتیں اور بہت لوگوں کو ہمارے مسلمان ہونے کا ظن تھا اور میرے چچا لالہ گینڈے رائے باوجود ہندو ہونے کے ہم لوگوں سے محبت رکھتے تھے اور بات کلام میں اور ہر وقت ایذا رسانی کسی موذی

کے ہم لوگوں کی مدد اور حمایت کرتے ہم نے ان کا نام ابو طالب مقرر کر لیا تھا اور ایک شخص بد معاش ایک اور یار کا چچا تھا اور وہ اس گروہ کا بڑا دشمن اور ایذا رساں تھا اس کا لقب ابو جہل ٹھہرایا تھا۔ چنانچہ ایک دن یہی ابو جہل ہمارے گھر کے دروازے پر کھڑا ہوا تھا یہ صاحب یعنے میاں عبدالعزیز کہ قوم کے برہمن اور ہمارے پروہت[1] تھے وہاں آپہنچے میں نے ابو جہل کو سنا کر ان سے کہا کہ پروہت جی میں تو مسلمان ہو چکا ہوں تمہاری کیا صلاح ہے کہنے لگے کہ مہاراج جہاں ججمان وہاں ہی پروہت سبحان اللہ وبحمدہ یہ لفظ ایسا مبارک ہوا حالانکہ اس وقت ان کو دین اسلام سے کچھ واقفیت نہ تھی بعد چند روز کے اللہ نے ایسا سبب کیا کہ گھر بار کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے ؎

آنرا کہ تو رہ بری کشش گم نہ کند وآنرا کہ تو گم کنی کشش رہبر نیست

(۶) **شیخ خدا بخش**: اور ان کا نام عبدالرزاق بھی ہے ایام جاہلیت میں بڑے اوباش تھے اس واسطے ان کا نام دیلی مشہور تھا۔ اب اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنی کمند رحمت سے کھینچا اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعداروں میں کر دیا۔ آگے اُن کا نام تھا لچھمن قوم کھتری پنجابی باشندہ پائل برادری میں ہمارے قریب ہیں۔

(۷) **شیخ عبدالکریم**: نوجوان پرہیزگار آگے ان کا نام تھا اودھو قوم برہمن کا بڑی باشندہ کوٹلہ مالیر لدھیانہ میں اظہار اسلام کیا ان کی ماں ملنے کو آئی رونے لگی یہ صاحب کہنے لگے اگر مجھ سے محبت رکھتی ہے تو مسلمان ہو جا پھر اپنی ماں

---

[1] ہندو ہر قوم ایک قوم کے برہمنوں کو اپنا پیر ٹھہراتے ہیں اگرچہ مسائل دین ان سے نہیں سیکھتے لیکن شادی مونڈن وغیرہ میں ان سے کام پڑتا ہے اور اُن کو نذر و نیاز دیتے ہیں وہ برہمن اس قوم کے پروہت اور یہ ان کے ججمان کہلاتے ہیں۔

سے پچھلے قصورات معاف کرائے اب علم پڑھتے ہیں۔

(۸) **شیخ عبد الرحمٰن :** جوان صالح آگے ان کی قوم تھی کھتری ساکن امرتسر وطن سے ہجرت کرکے آگئے کو گئے تھے مدت سے ان کا حال معلوم نہیں۔

(۹) **شیخ غلام محمد :** پہاڑ کے سرداروں میں تھے اوران کے ساتھ بعضے حرم اور کئی ملازم مسلمان ہوئے آگے ان کا نام تھا کنور جوالا سنگھ قوم کنوج ان کی زیارت اس فقیر کو نصیب نہیں ہوئی۔ شوق اور ارادہ ہی رہا کہ اتنے میں اُن کے انتقال کی خبر پائی اللہ جل شانہٗ جنت نصیب کرے۔

(۱۰) **شیخ غلام محمد :** ان کا نام تھا وزیر سنگھ متوطن مانجہ۔

(۱۱) **شیخ غلام قادر:** درویش پہلے ان کا نام تھا گورمکھ سنگھ متوطن مانجہ۔

(۱۲) **حاجی نور محمد:** بہت سا مال و دولت چھوڑ کر مسلمان ہوئے پہلے ان کا نام تھا گردھر لال قوم سراؤگی باشندہ آکھا۔

(۱۳) **شیخ عبد اللہ :** آگے ان کا نام تھا دیوان سنگھ قوم بنیا۔

(۱۴) **شیخ خدا بخش :** سراج بہت نیک مرد ہیں ان کی قوم تھی روڑا کھتری ساکن میرٹھ اوران کے چھوٹے بھائی مسلمان ہوکر بعد چند روز کے اس دنیا سے کوچ فرما گئے۔ غفر اللہ لہٗ ولاُخیہ۔

(۱۵) **شیخ الٰہی بخش :** بہت خوش اور متواضع ہیں آگے ان کا نام تھا موہن لال قوم برہمن گوڑ ساکن بجنور۔

(۱۶) **شیخ محمد :** آگے ان کا نام تھا للو سنگھ قوم راجپوت ساکن الورا اور ان کی بیوی بھی مسلمان ہوئی۔

(۱۷) **شیخ کمال الدین :** مرد ہوشیار اور نیک بخت ہیں بیوی اور بیٹے اور پوتے اور اسباب اور مکانات چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف آئے اوران کے کئی دوست

پردے میں مسلمان ہیں اور آگے ان کا نام تھا منگل سنگھ قوم کھتری بادہ ساکن کپورتھلہ اور اب ایک عورت کہ قوم کھتری سوڈھی میں سے مسلمان ہوئی تھی ان کے نکاح میں آئی۔

(۱۸) الٰہی بخش: مرد صالح آگے ان کا نام تھا راما قوم نجار ساکن بسٹی۔

(۱۹) شیخ عبد اللہ سبزی مراج: پہلے ان کا نام تھا مادھو قوم گوڑ۔

(۲۰) شیخ محمد حسین: اگلا نام موہن قوم سود ساکن پٹیالہ۔

(۲۱) خدا بخش پسر ایضاً۔

(۲۲) عبد الباری: نوجوان قوم برہمن ساکن تھانیسر۔

(۲۳) سلطان محمد اور شیر محمد: دونوں بھائی اگلا ان کا نام تھا سلطان سنگھ اور شیر سنگھ قوم سکھ ساکن اٹاری۔

(۲۴) شیخ عبد القادر: خوب سیرت مرغوب صورت صاحب ہمت مہاجر الی اللہ۔ اگلا ان کا نام ٹھاکر داس قوم کھتری پری ساکن جالندھر صاحب ثروت اور روزگار پیشہ تھے مدت تلک پردے میں مسلمان رہے۔ آخر مثل حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عشق محمدی نے ان کے دل میں جوش مارا نوکری کو ترک کیا اور بقول بزرگے کہ

ملک دنیا کو وہ کیا خاک میں لے کر ڈالے جو کوئی دولت دیدار کا سائل ہوئے

ماں باپ مکان اسباب زیور وغیرہ سب کو وطن ہی میں چھوڑا یعنے یہ سبب بے قراری کے ایسی جلدی کی کہ بعد ترک روزگار وطن کو بھی نہ گئے اور سسرال میں جا کر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر روانہ ہو لدھیانہ میں پہنچ کر بیوی سے کہنے لگے کہ میں نے تو اللہ و رسول کو اختیار کر لیا ہے اگر تم کو دین اسلام منظور ہے تو عین سر و ہے اور نہیں تو اسی گاڑی میں تم کو پیچھے روانہ کر دوں

اس نیک بخت وفادار نے کہا کہ مجھ کو بھی دین اسلام منظور ہے پس وہاں سے دونوں میاں بیوی مالیر کوٹلہ میں تشریف لائے اور جب یہ خاکسار بھی مالیر کوٹلہ ہی میں تھا چنانچہ وہاں پہنچ کر لباس کفر دُور کر کے خلعت اسلام سے مشرف ہوئے اور بڑی دھوم دھام اور شہرت ہوئی چند روز وہاں تشریف رکھ کر پانی پت میں آئے بعد ایک مہینے کے شاہجہان آباد میں پہنچ کر چند مدت پابند روزگار کے رہے اب بہ نیت تحصیل علوم روزگار کو ترک کر دیا ہے اور ان کے پیچھے ان کے اور ان کی بیوی کے باپ وغیرہ اقربا جمع ہو کر مالیر کوٹلہ میں آئے اور فریاد اور واویلا بہت کیا اور وہاں سے ان کی تلاش میں کول تک پہنچے جب کہیں ان کا پتہ نہ لگا نا اُمید ہو کر پھر آئے جب ان کے شاہجہان آباد میں ہونے کی خبر سنی تو ان کے باپ نے کئی خط ان کے نام بھیجے اور اپنا شوق لکھا اور ان کو بڑی تمنا سے بلایا کہ ہم تم کو اپنی قوم میں پھر ملالیں گے چنانچہ میاں عبد القادر نے ان کو یہ مضمون لکھ بھیجا کہ بندہ بخوشی خود حقیقت دینِ اسلام کی دریافت کر کے مسلمان ہوا اور کسی طرح کی تکلیف مجھ کو نہیں اور اگر ہو گی تو اپنی سعادت سمجھوں گا اب مجھ سے اور میری بیوی سے دین سے پھرنے کی اُمید ہرگز نہ رکھیے بلکہ آپ کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ اگر اپنی نجات منظور ہے تو دین اسلام اختیار کیجیے اور میں اسی طور پر آپ کا خادم اور فرماں بردار ہوں انشاء اللہ تعالیٰ خدمت گزاری میں دریغ نہ کروں گا لیکن دین کے مقدمہ میں آپ کا تابعدار نہیں ہوں انتہیٰ مختصراً ؎

اے محمد ترا در چھوڑ کہاں جائے فقیر   بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری

۲۵۔ شیخ عبد القادر: پہلا نام ان کا تھا موہن لال قوم کھتری متوطن پٹیالہ مرد ہنر مند کندلہ کش ہیں۔ ان کی بیوی بھی مسلمان ہوئی کنبے کے لوگوں کو چھوڑ کر پٹیالہ سے ہجرت کر کے شاہجہان آباد میں آ رہے۔

۲۶ - شیخ محی الدین ، نوجوان مرد صالح آگئے ان کا نام تھا ہری چند قوم کھتری ککڑ بڑے امیر کے بیٹے ہیں متوطن علی گڈھ ضلع پنجاب ان کا باپ پنشن دار اور بھائی سررشتہ دار اور یہ محرر تھے اوّل مدت تلک پردے میں مسلمان رہے۔ آخر خورشید عشق محمدی چھپ نہ سکا بے اختیار اظہار اسلام کر دیا ان کے بھائی کو خبر ہوئی آیا اور ان کو پکڑ کر اپنے مقام پر لے گیا اور ساری رات ان کو سمجھاتا رہا اور دینِ اسلام سے پھرنے کی ترغیب دیتا رہا اور اس رات اس کے گھر میں کھانا بھی نہ پکا اور یہ صاحب یعنی میاں محی الدین صاحب ساری رات بھائی کے سامنے خاموش بیٹھے رہے اور بزبانِ حال یہ مضامین درد آمیز ادا کرتے رہے سے

ترا بر درد من رحمت نیاید | رفیقے من یکے پر درد باید
کہ با او قصہ گویم تا شب و روز | دو میزم را بہم خوش تر بود سوز
سے تندرستان را نباشد درد ریش | جز بہمدردے نگویم درد خویش
سے ناصح از حال دلم ہیچ خبردار نبود | کہ بجائے چو من خستہ گرفتار نبود
سے اٹھ جا طبیب یاں سے مرا کام ہو چکا | مت کر مری دوا مجھے آرام ہو چکا
سے رو بکار خود اے واعظ این چہ فریاد است | مرا افتادہ دل از کف ترا چہ افتاد است

اسی حال میں جب رات گزری صبح ہوئی بمضمون اس بیت کے سے

رخصت اے زندان جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے
ناصح مشفق نصیحت اپنی بس نہ کر رکھو ،
میں اسے سمجھوں ہوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

بے اختیار وہاں سے اُٹھے اور کہا کہ قضائے حاجت کو جاؤں گا ان کے برادر مہربان نے ایک محافظ ان کے ساتھ کر دیا - یہ شہر سے دور آئے اور اس محافظ کی طرف

دیکھا اور جانا کہ زور میں مجھ سے کمتر ہے تو کوئی پتھر زمین سے اٹھا کر اس شیطان کو سنگسار کرنا شروع کیا جب وہ پیچھے کو بھاگا۔ انہوں نے اس کا پیچھا چھوڑا کر ایک طرف کو منہ کر کے چلنا شروع کیا ؎

یہ دل جو ہاتھ سے چھوٹے بمثل تیر جاتا ہے
اسے میں قید کر دیکھا مع زنجیر جاتا ہے

تمام دن اور ساری رات چلے صبح کو ایک مسجد میں کہ قریب کنارہ دریائے سندھ کے ہے پہنچ کر بسبب غلبہ نیند اور درماندگی راہ کے بے تاب ہو کر تھوڑی دیر آرام کیا۔ وہاں سے اٹھ کر دریائے اباسندہ سے پار ہو کر ایک درویش بزرگ کی خدمت میں چند مدت ٹھہرے پھر لپشاور وغیرہ اضلاع کی سیر کی شاہجہان آباد میں تشریف لائے اور قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ اب چند روز سے پھر وطن کو تشریف لے گئے ہیں۔ مصرعہ

ہر کجا ہست خدایش بسلامت دارد

۲۷۔ شیخ عبد الرحمٰن : مرد سخی صاف دل بے ریا روزگار پیشہ پہلے ان کا نام تھا بیر سنگھ متوطن پائل قوم کھتری پنجاہل برادری میں میرے بھائی ہیں۔ مدت تک چھپے مسلمان رہے لیکن ہندوؤں سے مقابلہ اور ملحدوں کے رد میں اچھے اچھے شعر پنجابی زبان میں تصنیف کرتے رہے اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب تصنیف کرنے اور خوش آوازی سے پڑھا کرتے اور یہ خاکسار مضمون اس بیت کا ان کی خدمت میں عرض کیا کرتا ؎

جب کہ ٹھہری عین ایمان حب محبوب خدا
الفت حضرت بھلا پھر کیا چھپانا چاہیے

سو الحمد للہ والمنۃ کہ ۱۲۷۱ ہجری میں لدھیانہ کے رسالہ کی مسجد میں وقت عصر

کے اسلام اپنا ظاہر کیا۔

۲۷۔ شیخ عبد الحق[1]: جوان صالح محبوب القلوب پرہیز گار ہنر مند ہیں آگے ان کا نام تھا سوہن لال قوم کھتری پنجابل ساکن پائل برادری میں میرے بھتیجے ہوئے ہیں۔ ابتدائے جوانی میں شرک سے بیزار ہوئے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کی مدت تک ایمان مخفی رکھا آخر جذبہ رحمت الٰہی نے بزبان حال فرمایا کہ ؎

تر از کنگرۂ عرش میزنند صفیر
ندامنت کہ دریں دامگہ چہ افتاد است

چنانچہ ماں اور بھائیوں اور بہنوں کی محبت دل سے اٹھا کر وطن سے ہجرت کی اور اللہ اور رسول کی طرف آئے اور لدھیانہ میں بیچ مسجد رسالہ کے شیخ عبد الرحمٰن کے ساتھ کہ ان کے بہت قریب ہیں وقت عصر کے مشرف بہ اسلام ظاہری ہوئے آگے روزگار پیشہ تھے اب علم کی تحصیل میں مشغول ہیں۔

۲۹۔ شیخ عبد الکریم: نوجوان صاحب ہمت آگے ان کا نام تھا نندو لال متوطن پائل شیخ عبد الرحمٰن کے چچیرے بھائی ہیں جب ان کو کفر برا اور اسلام اچھا لگا پردے میں مسلمان ہوئے۔ ایک دفعہ سرسری لدھیانہ میں تشریف لائے شیخ عبد الرحمٰن نے چاہا کہ مغرب کا وقت ہے کون دیکھے گا نماز تو مسجد میں ادا کرو جب مسجد میں گئے کسی نے ہندوؤں سے کہہ دیا کہ ایک شخص آج مسلمان ہوا ہے بعضے ہندو مسجد کے

---

[1] شیخ عبد الحق نے دو دفعہ حج اور زیارت مسجد شریف و قبر شریف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیس برس سے مؤلف تحفۃ الہند کی رفاقت میں ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ عفی عنہ۔

دروازہ پر آکر یہ حال پوچھنے لگے۔ ایک دوست نے کہا کہ آج کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ اتنے میں میاں عبدالکریم صاحب مسجد سے باہر آکر فرمانے لگے کہ میں مسلمان ہوا ہوں آخر ایک دن ظاہر ہونا تھا سو آج ہی سہی بعدازاں ان کا بڑا بھائی ملامت اور نصیحت کرنے کو آیا ؎

حضرت ناصح جو آویں دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دے کہ سمجھاویں گے کیا

لیکن انہوں نے کچھ خیال نہ کیا دوسری دفعہ ان کا بھائی اور سو[1] سے زیادہ ہندو جمع ہو کر آئے اور ان کو پکڑنے لگے میاں محمد حسین خانصاحب کہ بڑے دیندار ہیں اکیلے سب ہندوؤں سے مقابل ہوئے اور بہت دنگہ وفساد ہوا اوّل کوتوالی[1] میں پھر حاکم وقت کے آگے گئے میاں عبدالکریم نے دونوں جگہ جا کر کہا کہ میں ہندوؤں[2] کے دین کی قباحتیں دیکھ کر مسلمان ہوا ہوں۔ برہما نے اپنی بیٹی سے قصد جماع کیا فلانے فلانے نے یہ کیا اور فلانے نے یہ۔ چنانچہ حاکم وقت نے چار ہندوؤں پہ کہ عبدالکریم کا بھائی بھی انہیں میں تھا دو دو مہینے کی قید یا دس روپیہ جرمانہ مقرر کیا عبدالکریم نے اپنے بھائی کی سفارش کر کے آدھا جرمانہ معاف کروا دیا اور آدھا اپنے پاس سے دے کر اس کو قید سے چھڑوا دیا۔

۳۰۔ **شیخ عبداللہ**[1]: نوجوان سہارنپور میں مسلمان ہوئے آگے ان کی قوم تھی بنیا۔ ماں اور باپ اور بیوی کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے۔

---

[1] کوتوال بھی ہندو تھا۔

[2] ان کی بیوی بھی مع لڑکے کے اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ یا اللہ ایسی ہدایت سب ہنود کو دے۔ (آمین)

دلارا میکہ داری دل درو بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

۳۱ - خدا بخش پوربیہ - سہارن پور کی جامع مسجد میں جمعہ کے دن وعظ میں آکر مسلمان ہوئے - چونکہ تلقین اسلام مقدم تھا اس واسطے ایک لحظ کے لیے وعظ و پند کو بند کیا گیا اور ان کو اسلام تلقین کیا گیا - بیوی اور کنبے کے لوگوں کو چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف آئے ہیں -

۳۲ - شیخ احمد : نیک مرد روز گار پیشہ ساکن موضع مجھراؤ -

۳۳ خدا بخش : مرد صالح متواضع مہمان نواز ساکن تھانیسر -

۳۴ - شیخ محمدی : مع بیوی اور ایک بیٹے کے مسلمان ہوئے اور ایک بیٹا بعد اظہار اسلام کے ہوا پہلے کا نام حافظ کریم بخش اور دوسرے کا الٰہی بخش - دونوں صاحب حافظ قرآن جوان صالح متبع سنت نیت بخیر اور تجارت پیشہ ہیں نام پہلا شیخ محمدی کا گنگا رام اور حافظ کریم بخش کا فقیرا قوم بنیا متوطن سوارہ -

۳۵ - عبد اللہ : جوان صالح باپ اور بیوی کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے پہلا نام خیراتی قوم گڈریا ساکن میرٹھ -

۳۶ - عبد اللہ مؤذن : پہلا اس کا نام تھا دولت -

۳۷ - عبد اللہ - رفیق مولانا اکرام اللہ صاحب پانی پتی کے -

۳۸ عبد اللہ نوجوان -

۳۹ - خدا بخش - مرد مسکین مسند نشین طالب علم ساکن ضلع بروٹ -

۴۰ - محمد دین : جوان متقی کم گو طالب علم مولوی نعمت اللہ صاحب کے شاگردوں میں ہیں اور اس وقت میری رفاقت میں ہیں آگئے ان کا نام تھا

کاٹھا قوم سکھ۔

۴۱۔ عبد الرحمٰن: جوان صالح صاف دل بے ریا خندہ لب پہلا ان کا نام تھا ہر کرن قوم برہمن تنگا ساکن بہ پھپٹ گڑھ، بیوی اور اولاد اور تمام قوم کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے۔

۴۲ عبد الحق چپراسی۔

۴۳ عبد المنور: مؤذن مرد نیک اور ان کا بیٹا عبد الکریم دونوں مسلمان ہوئے متوطن ضلع لاڈو۔

۴۴۔ شیخ عبد الرحمٰن: ساکن میرٹھ قوم کائستھ۔

۴۵۔ عبد اللہ: ساکن میرٹھ۔

۴۶۔ رحمٰن بخش: ساکن کشن گڑھ۔

۴۷۔ مولوی شیخ عبد الرحمن: پہلے ان کا نام تھا لچھمی نرائن قوم کائستھ متوطن شاہجہان آباد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احوال اور دین اسلام کی حقیقت اور کفر کا بطلان معلوم کر کے یک لخت مشرف بہ اسلام ظاہر ہوئے۔ اور قرآن مجید حفظ کیا اور علم فقہ اور حدیث اور تفسیر حاصل کیا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ اور بعضے شخص ایسے ہیں کہ دل سے بصدق تمام ایمان لائے ہیں لیکن اب تلک ظاہر مسلمان نہیں ہوئے اور اکثر ان میں ایسے خوش اعتقاد اور راسخ نہاد ہیں کہ کیا ان کی خوبی کو بیان کروں۔ حق تعالےٰ اپنے فضل سے ان کا کھیوا پار کرے اور اسلام ظاہری نصیب کرے چنانچہ ان کے قدیمی نام بسبب اخفا کے میں نے یہاں نہیں لکھے مگر نام اسلام کے جو اُن کے مقرر ہو گئے ہیں یہاں لکھتا ہوں۔

۴۸۔ عبد اللہ کھتری: ان کی بی بی بھی ایمان لائی اور دونوں حجاب کی حالت

ہیں فوت ہوئے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ میاں عبداللہ کئی مہینے پہلے رمضان شریف سے دن کا کھانا چھوڑ دیتے تاکہ اس پردے میں رمضان کے روزے رکھے جاویں۔

۴۹ ۔ علی محمد کھتری ۔ اگرچہ حجاب میں رہے۔ لیکن جب کوئی شخص دین اسلام کی مذمت کرتا اس کو جواب خوب دیتے اسی حال میں ان کا انتقال ہوا اور کئی بار مجھ کو خواب میں نظر آئے ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ اللہ نے تم سے کیا معاملہ کیا کچھ عذاب تو نہیں ہوا بولے کچھ عذاب نہیں ہوا میں نے کہا تم بڑے شریر تھے کہنے لگے کہ اللہ نے بخش دیا۔

۵۰ ۔ عبدالستار کھتری : خوب سیرت نیک صورت تیز طبع مرد قابل ہیں

۵۱ ۔ امیر علی کھتری : مرد قابل خوش اخلاق اور ان کے چھوٹے بھائی نام اُن کا ۔ نند ادر امیر علی کی بیوی بھی مسلمان ہے اور ان کو واسطے اظہار اسلام کے تاکید کرتی ہے روران کے ایک دوست پردے میں مسلمان تھے فوت ہو گئے ان کو میں نے نہیں دیکھا ہے لیکن سنا ہے کہ عجیب آدمی تھے ۔

۵۲ ۔ عبدالوہاب برہمن ۔

۵۳ ۔ عبدالغفار کھتری :

۵۴ ۔ محمد اسحٰق کھتری ۔

۵۵ ۔ شیخ احمد برہمن : ان کی بیوی بھی پردے میں ایمان دار ہے اور ایک دفعہ شیخ احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔

۵۶ ۔ عبدالسلام : فقیر نربلا ۔

۵۷ ۔ نجات اللہ کھتری ۔

۵۸ ۔ رحمت اللہ کھتری ۔

۵۹ ۔ عبدالکریم سود ۔

۶۰ - عبد الرحیم بنیا -

۶۱ - صفۃ اللہ کھتری -

۶۲ - عبد الرحمٰن کلال -

۶۳ - محمد عثمان کھتری - اور ان کا چھوٹا بھائی -

۶۴ - غلام قادر کھتری -

۶۵ - ضیاؤ الدین بنیا -

۶۶ - محمد عمر کھتری -

۶۷ - عبد الغفور بنیا - یہ کچھ صاحب بڑے امیرزادے ہیں -

۶۸ - عبد العزیز جاٹ -

۶۹ - احمد صدیق بیہاڑ -

۷۰ - عبد الکریم کھتری - اور ان کے کئی دوست جن کے نام اب یاد نہیں ہیں -

۷۱ - عبد اللہ کھتری -

۷۲ - قربان حسن کھتری -

۷۳ - عبد اللطیف کھتری اور ان کے دوست بھی تھے - حجاب کی حالت میں دنیا سے گزر گئے -

۷۴ - نیاز احمد اور کئی دوست ان کے -

۷۵ - عبد اللہ سراؤ گی - جن کا ذکر پہلے باب کی چھٹی فصل میں ہے -

۷۶ - عبد العزیز کھتری -

۷۷ - درویش محمد برہمن -

۷۸ - شہاب الدین کھتری -

۷۹ - عبد الحمید کھتری۔

۸۰ - محمد صدیق برہمن: اور سوائے ان کے بعضوں کے نام مجھ کو اس وقت یاد نہیں ہیں۔

فقیر عبد الحق نے اُن میں سے بعضے بزرگوں کے نام[1] جو اس وقت یاد تھے واسطے اختصار کے محض نام بدون کیفیت مفصل احوال کے نقل کر دیے۔

جناب نواب محمد عبد الواسع خاں بہادر والی ریاست راجگڈھ مع صدہا برادران اور ملازمان کے بدولت اسلام فائز ہوئے پہلے ان کا نام تھا راجہ موتی سنگھ۔

حاجی عبد الستار مرحوم برادر بزرگوار راقم الحروف کے۔

حاجی منشی محمد اسحٰق بھتیجے اس فقیر کے ان دونوں صاحبوں کا کچھ ذکر خیر حاشیہ ص۱۱۱ پر مرقوم ہے۔

عبد الکریم نیک سیرت مقبول صورت جوان صالح حمیدہ خصائل امیرزادہ درویش صفت صاحب مال وجائداد سب کچھ چھوڑ کر مشرف بہ اسلام اور مہاجر ہوئے بعد چندے عبد اللہ ان کا فرزند صغیر اور عبد اللہ کی ماں بھی داخل خاندانِ اسلام اور اُن کے ساتھ ہوئے پہلا نام ان کا تھا نتھو مل بیٹا جواہر سنگھ ساہوکار اور لڑکے کا نام تھا دھرم سنگھ قوم کھتری ساکن پور ضلع مظفر نگر۔

عبد الرحیم نوجوان دین کا پہلوان عبد الکریم کا رفیق اور ہم وطن پہلا نام ہردواری برہمن گوڑ۔

عبد الرحمٰن صالح جوان پہلا نام ہرگنیش برہمن ساکن پور۔

---

[1] اور بہت ایسے ہیں کہ جن کے نام یاد نہیں۔

عبد الصمد متقی بلند ہمت پہلا نام دین دیال قوم کھتری ساکن گڈھی بختہ۔

منشی عبد الکریم[1] ـ خوب سیرت مرغوب صورت صاحب مکنت اہل حشمت چچا عبد الصمد کے اور بعد مدت اُن کی اہل خانہ مع اولاد صغیر کے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

عبد الرحمٰن نیک جوان مع زوجہ کے مسلمان ہوئے نام اوّل اُن سیام لال اگروال متوطن جھنجانہ۔

حاجی منشی محمد صدیق عالی ہمت صاحب مکنت پہلا نام طوطارام ساہوکار متوطن سیون ضلع کیتھل وطن ہی میں اظہار اسلام کیا بعد اندک مدت اُن کے چھوٹے بھائی شیخ بدرالاسلام نام اوّل راجہ رام مشرف باسلام ہوکر دونوں صاحب مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے اب شیخ محمد صدیق ٹونک میں ملازم اور بدرالاسلام علم پڑھتے ہیں۔

شیخ عبد العزیز بزاز پسندیدہ سیرت پاکیزہ صورت صاحب مکنت وعلم نام اوّل بہاری لال اگروال۔

عبد الرحمٰن نازک جوان صلاحیت نشان ناگری دان پہلا نام جانکی داس برہمن متوطن اجمیر وارد دہلی۔

امیر الدین نام سابق سردارا میر سنگھ کھتری افسر پلٹن مع اہل وعیال دولتِ دنیا کو ترک اور دولتِ اسلام کو حاصل کیا۔

عبد الرحمٰن لبِ خنداں مسائل پر تحقیق جویاں نام اوّل چھتر برہمن میواتی۔

---

[1] عبد الکریم اور عبد الرحیم اور عبد الرحمٰن اور عبد الصمد چاروں نے ایک وقت اظہار اسلام کیا اور منشی عبد الکریم چچا عبد الصمد کے پہلے سے مشرف بہ اسلام ہوچکے تھے۔

مولوی محمد عبد الحفیظ فرزند امیر الدین موصوف بالفعل تحصیل علم ادب اور معقول اور فقہ اور اصول میں مشغول ہیں پہلا نام اُن کا بنیشر سنگھ۔

عبد الرحمٰن ذہین اور عبد اللہ حسین دونوں چچا زاد بھائی اور برادر دین پہلا نام پہلے صاحب کا خوشی رام اور دوسرے کا جے رام قوم برہمن اور نام اول مہا سنگھ قوم سکھ یہ تینوں جوان راسخ الایمان تارک الدنیا وطن وخانماں مدرسہ دیوبند میں مشغول بطلب علم ہیں۔

مسعود باہبود صورت سیرت معقول طلب علم میں مشغول قوم کھتری ساکن جگراؤاں۔

محی الدین حق گزیں طالب علوم دین پہلا نام ہرگلال اگروال ساکن انبی ضلع سہارن پور۔

نور محمد طالب دولت سرمد تارک فضول علوم دین میں مشغول پہلا نام لچھمن نراین برہمن ساکن دیو بند۔

منشی سعد اللہ پہلا نام نند سنگھ قوم راجپوت اور منشی محمد سعید پہلا نند دل دونوں صاحب مرد صالح مروت وفتوحات ملازم سرکاری بمشاہرہ پچاس پچاس روپیہ متوطن قصبہ جگراواں۔

منشی محمد جمیل صاحب اخلاق جزیل وکلام قلیل ملازم سرکاری بمشاہرہ اللعہ اور اُن کی زوجہ صالحہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئی قوم اُن کی تھی بنیا۔

مولوی عبد العزیز صاحب تمیز اور رحمت اللہ شجاعت دستگاں ساکن دینا نگر دونوں صاحب نے ایک وقت میں اظہار اسلام کیا ہندوؤں نے بہت چیں چپڑ کیا صاحب ضلع نے دفع شر کیا۔

امیر محمد عالی ہمت آغاز شباب میں مسلمان ہوئے ان کا باپ ان کو لے

کا باپ کے ساتھ چند روز باستقلال تمام رہے اور پھر آئے اب مدرس ہیں۔

محمد سعید نوجوان رشید لاہور میں اظہار اسلام اور کوٹلہ مالیر میں قیام کیا ان کا باپ پہنچا اور غلبہ کر کے ان کو گنگا لے گیا بوقت واپسی ظالموں کے ہاتھ سے بھاگ نکل آئے اب تحصیل علوم کرتے ہیں۔

شیخ عبد الرحمٰن پٹواری مرد صالح صوفی منش شب بیدار پرہیزگار بڑے عیال دار آپ مسلمان ہوئے بیوی اور بیٹیوں میں سے کوئی ایمان نہ لائے قوم نے ہجوم کیا گنگا کو لے گئے بوقت واپسی لاہور میں آئے اور گروہِ اسلام میں شامل ہوئے پہلا نام میا داس کھتری۔

محمد منور الدین ڈاکٹر شفاخانہ حصار فیروز شاہ بمشاہرہ للعہ بعد مسلمان ہونے کے ان کے باپ اور قوم نے ہجوم کیا اور گنگا کو لے گئے باپ نے کہا اگر تو مسلمان رہے گا میں اپنے آپ کو ہلاک کروں گا۔ چند روز وطن میں رہے آخر فرصت پا کر ظالموں کے ہاتھ سے بھاگے اور با ایمان و اسلام دار الامن میں آئے پہلا نام ان کا پنڈت منا لال کشمیری۔

سردار غلام قادر بڑے سردار مالدار کے بیٹے مع اپنے فرزند صالح کے مسلمان ہوئے متوطن ضلع چونیاں۔

خدا بخش نام سابق ناگرمل قوم بنیا ساکن جگادھری۔

عبد الغفور نام اوّل منولال ساکن جونیر۔

حاجی محمد عثمان از قوم بنیا۔ ساکن چھڑیالہ ضلع انبالہ۔

محمد ابراھیم از قوم برہمن۔ ساکن چھڑیالہ ضلع انبالہ۔

عبد اللہ از قوم حجام ساکن چھڑیالہ ضلع انبالہ۔ تینوں ایک ہی وقت میں اسلام ہوئے بعد چندے محمد عمر نوجوان قوم کہار ساکن چھڑیالہ مسلمان

ہوئے۔ چاروں صاحب اہل صلاح وتقوی ہیں۔ محمد عثمان حج کو گئے پھر آ
پھر گئے وہاں ہی وہ پڑے ہے۔

عبداللہ۔ پہلا نام جی سکھ قوم روڑ ساکن موضع جلبیسر وعلاقہ اندوری کا ٹیولا
منشی محب اللہ نوجوان مقبول صورت حیامند کم گو خوش خُو صالح قانع از
برہمن ساکن بڑھانہ۔

عبداللہ حجام: ساکن ہیوہ مع زن و پسر مسلمان ہوئے اور وطن چھوڑ مکہ معظ
میں رہنا اختیار کیا۔

دین محمد ساکن ضلع امرتسر قوم سابق سکھ بعد اظہار اسلام نوکری کو ترک کیا
شیخ عبدالرحمن صالح جوان کتاب فروش شیخ محی الدین جن کا ذکر خیر
میں ہے۔

شیخ عبدالرحمن نوجوان فرزند شیخ عبدالرحیم مذکور صـ۱۱۱ آگے ان کا
نفا ملوک۔

شیخ عبدالرحمن ہوشیار عیار المعروف بہ شیخ پھر کی قوم کا یت۔
نور محمد: نام اوّل کنھیا ساکن امراوتی کریم الدین نام اوّل گنگا دین۔
عظیم اللہ نام اوّل گیا دین ساکن بالا پور۔
مولا بخش فقیر بیراگی ساکن سیون۔
محمد رمضان اور اُن کی بیوی اور بیٹا اسمٰعیل ساکن سیون تحصیل کیم
عبداللہ شاہ فقیر بیراگی ساکن سیون۔
عبدالخالق صابر شاکر ساکن سنولی۔
منشی عبداللہ۔ مرد عاقل ذہین ہیں متقی زن و فرزند و جائداد سب کچھ
اللہ کے واسطے چھوڑ کر دولت اسلام سے مشرف ہوئے پہلا نام منشی کنھیا لال

کلال ساکن کوٹلہ مالیر۔

منشی محمد حسن یگانۂ زمن خوش روئے فرخندہ خوئے کم گوئے حق جوئے ریاضی داں عربی خواں مدرس درجۂ کلاں مدرسہ لودھیانہ نام سابق منشی عطر سنگھ

منشی الطاف الرحمٰن مرد صالح فہیم عقیل ساکن حال حصار فیروزہ متوطن قدیم شاہجہان آباد ناظر عدالت اکسٹرا اسسٹنٹ ضلع گوڑگانوہ بڑی تحقیق اور مناظرہ گفتگو کے بعد اوپر ہاتھ مولوی محمد اکبر خاں صاحب دہلوی کے کفر سے توبہ کی اور دین اسلام اختیار کیا۔

عبد الرحمٰن پنڈت ساکن بیکری ساکن حال بھوپال۔

مولوی خلیل الرحمٰن ساکن روڑکی۔

شیخ حبیب الرحمٰن دونوں صاحب آپس میں قرابت دار ہیں اور دونوں نے مکرر حج کیے۔

مولوی ولی اللہ سررشتہ دار شملہ اور اُن کا بیٹا جوان دونوں صاحب اسلام لائے اور اوّل پسر بعدہٗ پدر جہان گزران سے گزر گئے۔

منشی عبد اللہ۔ خلیق جمیل نام اوّل منشی جمیعت لال قوم کلال ساکن تھانیسر دین محمد اور عبد الصمد اور اُن کی والدہ ساکنان پلونا ہانہ ضلع میوات۔

منشی فتح محمد محبت پناہ صاحب جاہ ساکن حال پٹیالہ بعد اظہار اسلام بسبب عداوت ہنود کچھ تکلیف اُٹھائی آخر اللہ نے مدد فرمائی اب بفضل الٰہی صاحب حشمت و مکنت و جاہ مداد ہیں اور اپنے اقارب کا العقارب اور خویش و بیگانہ سے بے مروت پیش آتے ہیں نام قدیم اُن کا منشی فتح چند قوم برہمن گوڑ ساکن قدیم منگلور۔

مرزا محمد جان فخر خاندان اہل دولت و حشمت صاحب مکنت واہبت محقق مدقق تارک دنیا طالب عقبیٰ پہلا نام اُن کا تھا طامس جان صاحب قوم انگریز خاندان شریف۔

مرزا عبد الرحمٰن پہلا نام ان کا طبول صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سرسہ امیر و عالی خاندان۔

مسٹر ھنری نارمسن صاحب اوّل لنڈن میں بڑے واعظ تھے قسطنطنیہ میں مذہب کی تحقیقات شروع کی ایک بڑے امیر مسلمان سے کئی سال بحث کرتے رہے آخر تحقیق ہوا کہ دین اسلام کے منجانب ہونے میں کچھ شک نہیں اور سوائے اس راہ کے نجات نہیں تو ایمان لائے اور اپنا شیوہ ٹھہرایا کہ مشرکوں اور بت پرستوں کو دین حق کی دعوت کی جاوے چنانچہ یہ صاحب اب امریکہ میں تشریف رکھتے ہیں اور وہاں کے پادریوں کو ملزم بناتے ہیں اور دین اسلام کی دعوت میں سرگرم ہیں اور اپنے علم اور لیاقت سے ثابت کر رہے ہیں کہ مذہب اسلام کے سوا کل مذاہب باطل ہیں اے اللہ ہم سب کو اسلام پہ رکھ اور ایمان پہ دین سے اُٹھا۔ آمین یا ربّ العالمین ؕ والصلوٰۃ علیٰ محمدٍ وّ آلہٖ اصحابہٖ اجمعین ؕ۔

قطعہ تاریخ وفات

جناب مولانا مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم مغفور از فکر شاعر ذی شعور منشی حکیم امانت علی صاحب مجبور ساکن قصبہ بنت ضلع مظفر نگر

●

آج ٹوٹا سر پہ غم کا آسمان — حادثہ حق نے دکھایا ناگہاں
ہے مؤذن کی صدا آہ و بکا — ہر نمازی تلملاتا ہے پڑا
لوٹتے ہیں خاک پہ لوٹے تمام — چل رہا ہے اشک سے پانی کا کام
ہے مصلّے اک طرف غشمیں پڑا — صف بصف پیٹے ہے غم سے بوریا
ہے کہاں وہ واقفِ اسرارِ دیں — ہے نہاں وہ سرمۂ عین الیقین
ہے کہاں چشم یقین کی وہ ضیا — ہے کہاں وہ ہادی راہ خدا
ہے کہاں وہ مقتدائے سالکاں — ہے کہاں وہ پیشوائے عارفاں
ہے کہاں وہ آفتاب عز و جاہ — یعنی مولانا عبید اللہ آہ
عالم دین خدائے ذوالجلال — عامل شرع رسول بے مثال
سنتِ احمدؐ پہ تھے ثابت قدم — نقش سنت کو نہ چھوڑا مرتے دم
آخرش کر کے تیمم با صفا — ہاتھ اُٹھا کر مغفرت کی کی دعا

سب کریں مل کر دعائے مغفرت
تا نہ ہو مجھ پر عذابِ آخرت

پھر تو آہستہ سے لے کر ایک دم
رکھا فانی سے سوئے باقی قدم

تیسویں شعبان شب ماہِ صیام
خلد سے طلبی کا آیا تھا پیام

جیتے جی سنت نہ چھوٹی ایک دم
مرتے مرتے بھی رہے ثابت قدم

کفر سے کرتے رہے ہر دم جہاد
تیغ کی تیغ زباں دیتی تھی داد

تحفۃ الہند اُن کی ایک نادر کتاب
حجت الہند ایک نسخہ لاجواب

آیت قرآں کی وہ ترتیب خاص
سب جگہ پہ دیکھ لو اِک اِک خواص

ہے دُعا اب یہ دلِ مجبور سے
قبر ہو اُن کی منور نور سے

بس کر اے مجبور یہ شور و بکا
آہ و نالہ ہے خلاف مصطفےٰ

چاہیے اب صبر تم کو بالضرور
صابروں کے ساتھ ہے ربِ غفور

تھی عجب کیفیت وقتِ وصال
ایک صورت بن گیا تھا حال وقال

جلوہ گاہِ دیدۂ نور کبریا
سر میں شوق دل میں حب مصطفےٰ

پہنچا جب مدفن میں وہ ماہ کمال
کہتا تھا ابروئے رمضاں کا ہلال

ابر غم دل پر ہمارے چھا گیا
لطف جو جینے کا تھا جاتا رہا

قالوا انا کی صدا ہے چار سُو
پتلیاں کرتی ہیں اشکوں سے وضو

منبر و محراب کا ہے حالِ غیر
سینہ حمام ہے آتش کا ڈھیر

ہے کہاں وہ بلبلِ باغ نبیؐ
عاشق گلہائے شرعِ احمدی

ہے کہاں وہ قاتلِ کفر و ریا
ہے کہاں وہ بندۂ خاصِ خدا

واقفِ سرِ شریعت ہے کہاں
کاشفِ رمز طریقت ہے کہاں

ہے کہاں وہ رہنمائے ہندواں
حجتِ ساطع دلیل راستاں

عاشقِ فعلِ رسولِ محترم ، تابع حکم شریعت دمبدم
ورد تھا آں روزمرہ آپ کا عاشقِ زار حدیث مصطفےٰ
نزع میں بھی تھی اسی کی جستجو تھا زبانِ پاک پر لفظِ وضو
اور فرمایا یہ آہستہ کلام دوستوں کو میرے پہنچانا سلام
پھر کہا لو گود میں جلدی اٹھا آخری سنت بھی ہو یہ بھی ادا
واصلِ جنت ہوئی وہ روحِ پاک تلملاتے رہ گئے سب اہل خاک
تھا یہی حضرت کے دل کا مدعا یعنے آئے ماہِ رمضاں میں قضا
شاد ہیں ان سے رسولِ کبریا زندگی بھر فعلِ اصحابی کیا
ان کی تصنیفات میں تاثیر ہے ہند میں ایک فارسی شمشیر ہے
حجتِ ساطع سے ہیں ہر دو بیاں کھل رہے ہیں جوہر تیغ زباں
اور سوا اس کے بہت کچھ ہے رقم وصف میں جن کی ہوا عاجز قلم
رحمتِ الٰہی ان پہ نازل ہو مدام ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام
صبر ہے حکم حدیث معتبر اور بے صبری ہے انساں کا ضرر
اب کوئی تاریخ بھی ہووے رقم تاکہ رہے وہ یادگارِ محترم
کلمۂ توحید تھا وردِ زباں دل میں یادِ خالقِ کون و مکاں
لب کو جنبش آیت قرآں سے داخلِ جنت ہوئے کس آں سے

ہے یہی رنج و الم افلاک میں
آفتابِ دیں گیا چھپ خاک میں

تکملہ

تحفۃ الہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

بعد حمد وصلوٰۃ کے گزارش یہ ہے کہ ہندوؤں کے دین کی حکایات جو نقل کی جاتی ہیں محض واسطے الزام دینے اور سمجھانے اُن کے ہیں نہ یہ کہ ہم اُن سب روایات کو سچ جانتے ہیں بلکہ اکثر روایات اُن میں سے ایسی دُور از عقل ہیں کہ یہ ظن ہوتا ہے کہ مثل حکایات کابیلہ دمنہ کے محض بندش اور بناوٹ ہوں بلکہ خود بعض ہنود کی قول سے معلوم ہوتا ہے کہ برہما اور بشن اور مہادیو کوئی شخص نہیں ہیں بلکہ نام فرضی ہیں اسی طرح احتمال ہے کہ سوائے ان کے اور نام بھی بعضے فرضی ہوں اور بعضے جن اور بعضے انسان ہوں اور بعضے اُن میں اچھے لوگ ہیں اور بعضے بُرے جیسا کہ اُن کی کتابوں میں اُن کا فسق و فجور بیان ہے سو اس مقام میں بعضے مضمون کتاب شیو پران وغیرہ کی نہایت مختصر اور منتخب کر کے لکھے جاتے ہیں ۔ ترجمہ شیو پران حصہ اوّل مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۵ جو لوگ برہمنوں کی زمین چھین لیتے ہیں اور برہمنوں کے قاتل اور شراب خور اور روزہ رکھ کے توڑ دینے والے ایسے لوگ شیو یعنی مہادیو کا نام لے کر عذاب جہنم سے بری ہو جاتے ہیں ایضاً صـ۶ تا صـ۱۲ نارد (برہما کے بیٹے) نے ہمالہ پر عبادت شروع کی دستور ہے کہ اشخاص زناکار اور تیرہ

رون مثل کوہ کے ڈرا کرتے ہیں اندر (بہشت کے دیوتوں کے بادشاہ) نے کام (یعنی شہوت) کو نارد کے بہکانے کو بھیجا نا وہ قابو میں نہ آیا اور اپنی عبادت پہ نازاں ہوکر اوّل مہادیو پھر برہما سے اپنی ریاضت کا حال ظاہر کیا انہوں نے اظہار عبادت سے منع کیا نارد نے نہ مانا اور بشن کے پاس جاکر فخر کرنا شروع کیا بشن نے اُس کی تعریف کر کے اُس کو زیادہ مغرور کر دیا بوقت واپسی راہ میں ایک شہر عظیم نظر آیا کہ اس میں ایک راجہ کی محفل سومبر منعقد تھی (سومبر اُس کو کہتے ہیں کہ راجہ اپنی دُختر کے واسطے شوہر مقرر کرنے کو ایک محفل آراستہ کرے اور ہر طرف سے راجے جمع ہوں تا کہ وہ لڑکی کسی کو پسند کرے) نارد بھی وہاں گیا اور راجہ کی لڑکی پر عاشق ہوا اور بشن کا دھیان کر کے خوبصورتی کا سوال کیا تا کہ لڑکی اُس کو پسند کرے بشن کی توجہ سے تمام بدن نارد کا بشن کی مانند اور منہ بندر کی مثل ہوا وہاں شیو کے دو گن یعنی دیوتے موجود تھے نارد کو کہنے لگے کہ آپ کو بشن جیو نے خوبصورتی عنایت کی ہے آپ راجہ کی بیٹی سوائے آپ کے کسی کو کاہے کو پسند کرے گی اور لڑکی نارد کی صورت سے نہایت بیزار اور نارد جیا ردل طرف سے سر اُٹھا کر لڑکی کو دیکھتا تھا بشن جیو بھی آئے لڑکی نے قبولیت کا ہار بشن کے گلے میں ڈال دیا نارد از خود رفتہ ہوا دونوں گن بولے کہ ذرا اپنے روئے مبارک تو دیکھیے نارد نے پانی میں منہ دیکھا متعجب اور غضبناک ہوکر دونوں گنوں کو دُعا دی کہ تم بندر ہو جاؤ اور آپ بشن جیو کے پاس چلا وہ راہ میں ملے اور پوچھا کہ اندو بگیں کس طرف کو چلے نارد نے کہا کہ تم نہایت دغاباز ہو تم نے کہاں دغابازی نہیں کی بلکہ مجسم دغا ہو تم نے موہنی روپ ہوکر بسران دت کے ساتھ وقت تقسیم آبجیات کے دغا کی جلندہر کی عورت کے ساتھ دغا کر کے اُس کا ست دھرم چھوڑایا ایسا بہت کچھ کہہ کر کہا جس جسم میں تم نے ہم کو رنج دیا ہے

اُس میں تم کو کیا ملے گا اور جن کی مانند ہمارا منہ کیا ہے وہی تمہاری مدد کریں گے یعنی ہنومان وغیرہ اور عورت کے واسطے ہماری بے عزتی کرائی لہذا عورت یعنی سیتا کی جدائی سے تمام جنگلوں میں گھومتے رہوگے یعنے رام اوتار لے کر بشن نے نارو قدموں پر سر رکھا لیکن نارو نے معاف نہ کیا پھر سداشیو نے نارو کے دل سے اپنی مایا کو کھینچ لیا تو نارو کا حال اور ہوا اور بشن کے قدموں پر گر پڑا دبشن بقول ہندواں خدا کی ذات ہے جس کی ایسی دغا بازیاں بیان کرتے ہیں اور اپنی ایک دغابازی کے سبب نارو کی بددعا سے ہندوؤں کے جعلی خدا نے اپنی بیوی سیتا کے فراق میں کیا کیا رنج وغم نہ اٹھائے اور ہنومان وغیرہ بندروں کی مدد کا محتاج ہوا پھر بشن نے نارو کو سمجھایا کہ سداشیو یعنی مہادیو کل مخلوقات کے مالک ہیں اُن کے حکم سے برہما خلقت کو موجود کرتے ہیں اور ہم بھی ان کی خدمت کر کے جہان کی پرورش کرتے ہیں ہم سداشیو کی عبادت سے افضل گنے جاتے ہیں اے نارو سداشیو کی عبادت کر اپنے والد برہما کی خدمت میں حاضر ہو کر سداشیو کے سنو نام استفسار کرو برہما شیو کے بڑے بھگت یعنے عابد اور خادم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ہندوؤں کا فرضی خدا بشن خود مشرک یعنے شیو کی عبادت کرنے والا اور شرک کا حکم دیتا ہے اور برہما بقول فخر ہندو اندرمن کے پیغمبر ہے کہ مہادیو کو خالق کل مخلوقات کا جانتا ہے چنانچہ بیان ہوتا ہے ۔ نارو برہما کے پاس آکر شیو کا حال پوچھنے لگے اور برہما بتانے لگے صـ۱۳ کہ سداشیو تمام جہان کے مالک اور کل مخلوقات اور برہما اور بشن اور رودر کے پیدا کرنے والے ہیں صـ۱۴ شیو کے پانچ منہ ہر منہ میں تین آنکھ ہیں رسبب پانچ منہ ہونے کا مہابھارت

لہ خواہش دے کر۔

لکھا ہے پر ب میں مذکور ہے کہ سند اور اسند دونوں بھائیوں کو عبادت سے ہٹانے کو حسب التماس دیوتاؤں کے جناب سری برہما جیو نے اُن کو بادشاہت بخشی اور ایک عورت حسین پیدا کر کے اُن کے پاس بھیجی وہ دونوں اُس پر عاشق ہو کر آپس میں لڑکر مقتول ہوئے جب وہ عورت جاتی تھی تو جناب سری مہادیوجی نے (کہ بقول برہما اور بشن کے برہما اور بشن اور سارے جہاں کے خالق اور مالک ہیں) واسطے نظارۂ جمال اُس نازنین کے اپنے مُنہ میں چار منہ اور پیدا کر لیے تھے اور جدھر وہ جاتی تھی اُدھر اس کا نظارۂ جمال فرماتے تھے۔ سوط ص ۱۳۱ اور سبب تین آنکھ ہونے کا مہابھارت کے موجب دہرم میں یہ لکھا ہے کہ جب مہادیو نے دچھ کا جگ برباد کیا دچھ کی بددعا سے مہادیو کی پیشانی پر آنکھ آتشیں پیدا ہوئی سوط ص ۱۴۱ شیو پوران ص ۱۵ سداشیو نے واسطے عیش خاطر خواہ کے شکست کو پیدا کیا شکست سداشیو کے جسم سے علیحدہ ہوئی ایضاً شکست برہما اور بشن کی ما ص ۱۶ اور سداشیو کی زوجہ ہے۔ ایضاً سداشیو نے فرمایا ایک شخص ماہر جمیع علوم پیدا کرنا چاہیے کاروبار عالم اُس کو سپرد کر کے آپ عیش و عشرت میں مصروف ہو دیں تب جگدمبا (یعنی شکست) نے جانب چپ نگاہ کیا بشن ظاہر ہوا ص ۱۷ بعد شیو نے اپنے داہنے بازو سے مجھ کو (یعنی برہما) کو پیدا کر کے کنول میں رکھ دیا (اس سے معلوم ہوا کہ برہما کا پیدا کرنے والا مہادیو اور ہندوؤں کے جعلی خدا بشن کی پیدا کرنے والی مہادیو کی زوجہ ہے ص ۱۸ بشن (ہندوؤں کے خدا) جو بنجیر دریا میں پڑے تھے ہوش میں آ کر میرے پاس آئے ہم نے کہا آپ کون ہیں فرمایا ہم برہم[۲] الکھ نرنجن تمہارے والد ہیں خوف نہ کرو ہماری پناہ میں

---

[۱] یعنی سند اور اسند کو۔ [۲] برمہہ یعنی ذاتِ خدا۔ الکھ یعنی سمجھ سے باہر۔ نرنجن یعنی احاطہ سے باہر۔

آؤ ہمارے اُوپر کوئی اعلیٰ نہیں ہے یہ سُن کر ہم نے بہت غصّہ ہو کر کہا اے بشن جھوٹ نک
ایک ذاتِ واحد پر یقین رکھو ہمارا پیدا کرنے والا کوئی نہیں (ابھی گزر چکا ہے کہ بشن
نے اپنا اور سب کا خالق شیو یعنے مہادیو کو کہا تھا) بشن نے غضب ناک ہو کر کہا ایسی
جہالت تم کو زیبا نہیں ہم تمام جہان کو پیدا کرکے پرورش کرتے اور معدوم کرتے ہیں
جہان ہمارے تابع ہم نے بیدوں کو تصنیف کیا اور ہم نے تم کو اپنی ناف کے کنول سے
پیدا کیا بہتر ہے کہ ہماری اطاعت میں آؤ (ابھی بیان ہو چکا ہے کہ بشن نے نابو
سے کہا کہ مہادیو کل جہان کے مالک اور بشن وغیرہ مہادیو کی عبادت سے افضل گنے
جاتے ہیں، صت ۱۹ ہم اور بشن (یعنی ہندوؤں کا مقرر کیا ہوا خدا اور رسول) خوب
لڑے۔ ایضاً ہم دونوں اپنے آپ کو خالق کل مخلوق کے سمجھتے رہے۔ ایضاً یہ
کارزار جنگ جابجا ملاحظہ کرکے سداشیو (یعنی مہادیو) مانند شعلہ سوزان قیامت
کے نمودار ہوئے ہم نے لڑائی کو موقوف کیا بشن کہنے لگے یہ جلال کہاں سے ہے
جو کوئی اس کے آغاز و انجام کو دیکھ آوے وہی مالک کل قرار دیا جاوے گا
ہم نے بصورت ہنس عالم بالا کو پرواز کیا اور بشن بصورت خوک پائیں کو روانہ ہوئے
ایک ہزار سال ملکی تک تلاش شعلہ میں رہے آغاز و انجام معلوم نہ ہوا غیب سے
آواز آئی کہ عبادت کرو ہم نے عبادت شروع کی ایسا الہام ہوا جس کو سمجھ نہ سکے
ہم نے التماس کیا کہ آپ مجسم ہو کر ظاہر ہوا انکار ظاہر ہو (یعنی لفظ اُون) ہم نے
جانا کہ حرفِ اوّل یعنی اکار (الف مفتوح) اوّل شعلہ لنگ کا ہے اور حرف دوسرا
اوکار (الف مضموم) شعلہ لنگ کا وسط یعنے درمیان ہے اور آدھے ماترا شعلہ لنگ
کا سر ہے اور بند یعنی نقطہ وہ تمام شعلہ لنگ کا ہے۔ ایضاً رگ بید لنگ کا جنوبی
حصّہ ہے اور ججر بید لنگ کا شمالی حصّہ اور شام بید لنگ کا درمیانی حصّہ اور
اتھربن بید کا قول ہے کہ سداشیو کچھ نہیں کرتے جو ہوتا ہے شکست کی خواہش

سے ہوتا ہے (بگمان ہنود بید خدا کا کلام اور برہما پیغمبر ہے سو برہما نے بیدوں کی کیا اچھی حقیقت بیان فرمائی کہ تین بید یعنے رگ۔ ججر شام۔ لنگ یعنے ذکر کے تین حصے ہیں اور اتھربن بید شیو کو معطل محض اور ہر چیز کا وجود شکست کے ارادہ سے بتاتا ہے) ص۱۲ سدا شیو ہنس کر بولے ہم نے تم دونوں کو اپنا بھگت (یعنی پوجنے والا) سمجھ کر اپنے چیوتر لنگ کو ظاہر کیا جس سے تم دونوں نے ہم کو پہچانا (یہ قصہ نزاع برہما اور بشن کا تحفۃ الھند میں مختصر لکھا ہے اور اسی شیو پر ان میں دوسرے دو مقام میں اور طرح پر لکھا ہے چنانچہ ان شاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگا ص۳۹ جم[1] نے اپنے گنوں یعنی نائبوں کو حکم دیا کہ تینوں جہان میں جو شخص بدن میں بھسم (یعنی راکھ) لگائی یا رودرا اس (یعنے دانہ تسبیح شیو کے بھگتوں کی) پہنے ہوئے یا لنگ کو پوجتا یا شیو کا نام لیتا یا تعریف کرتا یا سنتا یا شیو کے مقام کی زیارت کرتا اگرچہ ریا لو دغا کے ساتھ یا مرتے وقت دغا سے شیو کا نام لیا اُن سب کو چھوڑ دینا اور اُن کی خدمت گزاری مثل غلاماں کے سمجھنا شیو پران کنڈ ۲ ص۵ برہما نے کہا اے نارد اول ہم نے دس لڑکے پیدا کیے مریخ۔ اتر۔ انگرس۔ پلست۔ پلہ۔ کرت۔ بھرگ۔ بشسٹ۔ سرکھ وچھ ترتیب وار ان اعضاء سے دل۔ جسم۔ دہان۔ گوش۔ ناف۔ ہاتھ۔ پوست۔ روح۔ خصیہ انگوٹھا اور سینہ سے دھرم اور پشت سے ادھرم ہونٹوں سے لالچ ابرو سے غصہ باک یعنی کلام کو بصورت عورت ہم نے اپنے ہونٹ سے پیدا کیا اُس کی صورت دلفریب سے ہم کام (یعنی شہوت) کے دام میں پھنس گئے اور بڑا گناہ کرنا چاہا سدا شیو ظاہر ہوا اور مجھ کو بچایا میں خجالت کے ساتھ شیو کی بڑائی کرتے تھے مگر تو بھی طبیعت بے اختیار تھی ص۵ نارد کہنے لگے اے برہما ہمارے باپ خلقت

---

[1] جم قابض الارواح یعنی جہنم میں داخل کرنے والا ہے۔

کے پیدا کرنے والے دیوں میں اعلیٰ آپ سے ایسے فعل کا ظاہر ہونا تعجب ہے کہا شیو کے
مایا کو آفرین ہے وہ سب کو نچاتی ہے ہم نے جب کہ منہ سے ایک لڑکی پیدا کی ہمارے
دل میں غرور ہوا اُس وقت شیو نے یہ چلیتر ٹھانا یعنے ہمارے ذہن سے ایک عورت
نہایت خوب صورت پیدا ہوئی اُس کا نام سندھیا رکھا گیا تمام عضو اُس کے
مناسب زُلفِ معنبر چہرہ کی دمک سے کروڑ ہا چاند شرمندے کمان ابرو دونوں پستان
بڑی خوبصورت شکم میں تین بل ناف گہری کمر پتلی سُرین مثل کیلے کے ران مُدّور وغیرہ
(ہندوؤں کے پیشوا اعلیٰ جن کو خدا کا رسول جانتے ہیں اپنے فرزند نارد کے پاس اپنی
صاحبزادی سندھیا کے حسُن کی کیا تعریف کر رہے ہیں ہم نے مختصر کر کے لکھا ہے)
صہ۵۲ دفعتًا ایک شخص نیک تن (یعنی کام) ظاہر ہوا بہت حسین معہ زیور جواہرات
کے ہتھیار بند اور ہم سے کہا اے برہما ہمارے باپ ہمارا نام اور کام بتلا دیجیے ہم نے
جواب دیا کہ تیرے ظاہر ہوتے وقت سب کے دل اور بدن حیران ہوں گے اس سے
تمہارا نام من متھ (یعنی دل کا حیران کرنے والا) رکھا گیا اور کام اور بدن وغیرہ
بہت تمہارے نام ہوں گے تمہارے قابو میں تمام خلقت رہے گی تم ہی اولاد
پیدا کرو ہم اور بشن اور رودر بھی تیرے اختیار میں رہیں گے (برہما کے قول سے
ثابت ہوا کہ ہندوؤں کے خدا اور پیغمبر شہوت کے قابو میں ہیں) کام اپنے دل
میں سوچا کہ جو بر دان یعنی انعام مجھ کو برہما نے دیا ہے اب اُس کا امتحان کروں اور
سندھیا میری لڑکی کو میرے نزدیک کھڑی دیکھ کر میرے جسم میں موہنی تیر مارا اور بعدہٗ
میرے لڑکوں کو مار کر بے ہوش کر دیا اور سندھیا کے سینہ میں بھی ایسا تیر مارا کہ اُس
پر شہوت نے غلبہ کیا اور بانکی ترچھی اور سخت نگاہ سے دیکھنے لگے ہم نے چاہا کہ اُس
کو پکڑ لیویں اور مریچ وغیرہ (یعنی برہما کے بیٹے) بھی میری طرح نظرِ حیرت سے سندھیا
کو دیکھنے لگے صہ۵۳ شیو اُس موقع پر ظاہر ہوئے غضب ناک ہو کر کہا اے برہما

تم نے خود اپنی لڑکی سے شہوت کرنا چاہا ہم نے جہاں میں شہوت پرست ملاحظہ فرمایا مگر تینوں جہان میں ایسا گناہ کرنے والا ایک بھی نہیں تم کو لعنت ہے لعنت اور تمہاری عقل اور بیدخوانی پر لعنت ہے ایسا گناہ نہ کسی نے کیا نہ کرے گا اسی طرح شیو نے میری بہت مذمت کی اور میرے لڑکوں کی جانب بہت خوف ناک صورت سے دیکھا اور فرمایا تمہارے دھرم پر لعنت ہے برہما کے لڑکے ہوکر بیدخوان بھی ہوئے اور ایسے بے اختیار ہوئے لعنت ہے لعنت ہے تم لیسے خراب راہ چلنے والوں پہ ہزار لعنت ہے۔ زرا قم حروف نے بہت مختصر کرکے لکھا ہے شیوجی نے بہت کچھ فرمایا اب ہندوؤں کو بھی لازم ہے کہ برہما کی تابعداری پر لعنت بھیجیں اور جس مذہب میں شرک اور غیر خدا کی پرستش کرزنا سے بھی صدہا درجہ بدتر ہے ایمن دین اور مذہب ہو ایسے مذہب کو چھوڑیں برہما کہ بقول ہندوؤں کے خود فاسق اور مشرک ہے اُس کی متابعت چھوڑیں اور رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہایت متقی اور موحد ہیں اُن کی متابعت اختیار کریں جنہوں نے زنا اور قمار وغیرہ کبائر کو حرام فرمایا اور شرک کو ایسا نیست و نابود کیا کہ اتنا بھی گوارا نہ فرمایا کہ کوئی اُمتی آپؐ کو سجدہ تعظیمی کرے یا یوں کہے کہ جو خدا اور رسول چاہے وہی ہو بلکہ فرمایا کہ جو اللہ وحدہٗ چاہے وہی ہو اور جناب مہادیو صاحب جن کی خدائی پر برہما ایمان رکھتا ہے اور برہما کو بُرے کام پر ملامت فرماتے ہیں اُن کے حالات شریفہ بھی کچھ تحفۃ الہند میں اور کچھ اُس کے حاشیہ پر بیان ہوچکے ہیں اور کچھ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں ہوں گے عجیب شان رکھتے ہیں کہ ایک عورت اجنبیہ کے نظارۂ جمال کو چار منہ اور پیدا کیے اور ایک عورت حسین سے ملے اور اُس کو پکڑا اور منزل ہوئے چنانچہ تحفۃ الہند کے حاشیہ پہ مذکور ہوچکا اور برہمنوں کی عورتوں میں لنگ برہنہ کرکے اُن کو اپنے بدن سے لپٹایا اور جا بجا اپنے لنگ کی عبادت کا حکم دیا اور بسبب نہ طلب کرنے راجہ دچہ کے

اُن کو جنگ میں وچہ کو اور بہت منیشروں اور دیوتوں کو قتل اور مجروح کیا اور شسرال
عورتوں سے مار کھائی اور غنیمت جانا اور سوائے اس کے انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا
ہے اور بشن اور کشن اور دوسرے صاحب کس کس کی بزرگی بیان کروں ایک سے
ایک بڑھ کر ہے ذرا ہدیۃ الاصنام اور اعجاز محمدیؐ اور تیغ فقیر اور لذۃ العناد
خلقۃ الہنود اور سب سے بڑھ کر سوط الجبار اور ظفر مبین کو دیکھنا چاہیے ص۵۵
برہما نے کہا اے نارد ہم نے وچھ کو بلا کر کہا کہ شیو نے مجھ کو بڑی لعنت ملامت
کر کے میرا کچھ بھی پاس و لحاظ نہ کیا کچھ ایسی تدبیر کرو کہ شیو بھی بیاہ کریں اور تمہاری
بھی فضیحت شیو نے کی ہے ص۵۶ اگر ہم کو بشن ایسا کہتے اور لعنت کرتے تو بُرا نہ
معلوم ہوتا شیو تے ہمارے لڑکے ہو کر ہم پر لعنت کی اور تم کو بھی کچھ خیال بھائی کا
نہ کر کے جو چاہا سو کہا جب تک کہ شیوہ بیاہ نہیں کرتے ہمارا رنج دُور نہ ہوگا
ایسی کون عورت ہے جس پر شیو فریفتہ ہو کر شادی کریں اور وہ شیو کی تمام ہوشیاری
کو ضائع کردے پھر ہم کام کے پاس گئے اور کہا کہ اپنا اقبال دکھلاؤ اور شیو کو اپنے
قابو میں کرو تمہاری بزرگی مشتہر ہوگی اور نیک نامی پاؤ گی اچھے لڑکے رضا جوئی
والدین کو مقدم سمجھتے ہیں۔ یہ سُن کر اپنی فوج کو طیار کر کے شیو کے پاس چلا اور
اُس کے سامان سے سب لوگ اپنے دھرم کو بھول گئے اور شیو کے گن بھی
محفوظ نہ رہے لیکن شیو پر کام کی کچھ نہ چلی واپس آیا ص۵۷ مجھ کو کمال رنج ہوا
اور اندیشہ میں جو اکثر دم لیے اُن سے بہت قسم کے گن پیدا ہوئے ہاتھوں میں
ہتھیار بعضے شیر کی مانند بعضوں کا منہ ہاتھی کا بعضوں کا خرس لوزنہ اسپ وغیرہ
کا۔ اس فوج بے تعداد کو کام کے ساتھ کر کے پھر شیو کی طرف بھیجا۔ کام پھر
ناامید واپس آیا ص۵۸ ہم کامیابی سے محروم ہو کر اندوہگین ہوئے اور مدت تک
اسی فکر میں غرق رہے ہم نے بشن کے قدموں میں دل لگایا بشن جی نے سب ہما[ll]

حال سُن کر کہا کہ اے برہما جہالت جاو دو نے نہیں تو یوں کرو کہ تم اور وچھ شیو کی بہت عبادت کرو وچھ کی لڑکی شیو سے بیاہی جاوے گی اس طور تمہارا کام ہو گا (جس بھلے مانس کو دیکھیے شرک ہی کا حکم کرتا ہے اور اچھی تدبیر بتائی کہ وچھ برہما کا بیٹیا اس انتقام کے لیے اپنی بیٹی مہا دیو کو دے ہمت عالی تو اس کام کا نام ہے)

صہ۵۹ ہم نے جگدمبا (یعنے دیوی) کے دہیان میں دل لگایا جگدمبا ظاہر ہوئی نہایت حسن میں (چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار) ہم سر بسجود تسلیم کرکے (یعنے پکّا مشرک ہو کے) حمد پڑھنے لگا بھوانی (یعنے دیوی) نے فرمایا کہ مانگو میں نے کہا کہ شیو نے مجھے ناحق بُرا کہا اور لعنت ملامت کی آپ اونا رلے کر فابو میں کرو فرمایا تم نے ہم کو دھوکا دے کر ہم سے کیا طلب کرتے ہو (جگدمبا بقول آنہر ین بید کے خالق کُل شے کی ہے دھوکا کھا گئی ہے) اگر میں تم کو یہ بر دان نہیں دیتی تو بید کا طریقہ ترک ہوتا ہے (بید کا طریقہ وہاں ملحوظ نہ ہوا کہ غصہ میں جل مری۔ چنانچہ بیان ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بعد دیوی مراقبہ میں ہوئی اُس درگاہ بے نیاز (یعنی شیو) سے اجازت ہوئی کہ برہما جو طلب کرتے ہیں وہی دو اور اوتار لو ہم تم کو بڑی محبت سے قبول کریں گے اور برہما کو ایسا موہ میں ماخوذ کریں گے۔ جس سے اُس کا غرور جاتا رہے گا (یعنے دو دفعہ جناب شیوجی کی بیوی کے قدم مبارک حنائی پر عاشق ہو کہ بے اختیار منزل ہو گا چنانچہ مذکور ہو گا ایسی تدبیر جناب مہادیو صاحب ہی کی ہمت ہے) پھر دیوی نے کہا کہ ہم وچھ پرجاپت کی لڑکی ہوں گے اور شیو (ہندوؤں کے خدا) ہم پر فریفتہ ہو کر ہمارا بیاہ کریں گے

صہ۶۰ برہما نے کہا وچھ پرجاپت ہمارے حکم کے مطابق گرمی میں آتش تاپتا اور شدت سرما میں پانی کے اندر بیٹھ کر شیو کی بندگی میں مصروف رہا (ہندوؤں کے پیشوا و اعلیٰ سری برہما جیو کہ اندر من جس کو پیغمبر جانتا ہے اپنا غصہ نکالنے

کے واسطے اپنے بیٹے وچھ کو غیر خدا کی عبادت کی اجازت دیتے ہیں جگدمبا ظاہر ہوئی ۔ وچھ نے سجدہ اور بہت حمد کیا جگدمبا نے فرمایا جو خواہش ہو طلب کرو وچھ نے کہا آپ ہماری لڑکی ہو کر ہر یعنے مہادیو کے دل کو تسخیر کیجیے علاوہ اس کے جو ہیں نے موکہش (یعنے مکت اور نجات) کو ترک کر کے یہ بردان مانگا سو یہ بات سراسر تعمیل حکم والا ہے (کیا خوش نصیب وہ عابد جو اپنی نجات کو ترک کر کے واسطے انتقام کے نفسانیت سے اظہار بغض کے لیے ایسی حاجت طلب کرے کہ وہ بقول برہما کے اس کے خالق اور مالک اور معبود کی رسوائی ہے یعنی شیو کو ذلیل کرنا) اور کیا اچھا معبود[1] کہ ایسے کام کا حکم دے سبحان اللہ کتنا فرق ہے کفر اور اسلام میں ہمارا معبود جل شانہ فرماتا ہے بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی ۔ یعنی تم دنیا کی زندگانی اختیار کرتے ہو اور آخرت بہتر ہے اور رہنے والی ہے یہی مضمون ہے بیچ پہلی کتابوں کے صحیفہ ابراہیم اور موسیٰ علیہم میں) جگدمبا نے فرمایا کہ اچھا یہی ہوگا وچھ نے بیرنی بیٹی بیر پرجاپت کی سے نکاح کیا صـ۲۲ جگدمبا نے اوتار[2] لیا صـ۶۳ ہم نے نام لڑکی کا ستی رکھا روز بروز بڑھنے لگی اور ہر روز شیو کے گیت گایا کرتی اور ہر وقت شیو کا دھیان کیا کرتی آخر کھیلتے کھیلتے کچھ بالغ ہوئی (اس کے بعد بیان نکاح ستی کا مہادیو کے ساتھ ہے اور وقت نکاح کے بملاحظہ جمال ستی کے برہما جیو کو انزال ہو جانا یہ مذکور تحفۃ الھند کے حاشیہ پر بیان ہو چکا ہے صـ۶۸ اور گالیاں (یعنی سٹھنا) سن کر سب برات والے خوش ہوتے تھے اس وقت اس مقام پر کوئی رنجیدہ نہ تھا

---

[1] یعنے جگدمبا [2] یعنے وچھ کی جورو کے پیٹ سے پیدا ہوئی ۔

ص۸۱ جب شیوجی سے راضی ہوئے اور میرا نطفہ[1] زمین پر چمکتا ہوا دیکھا کہنے لگے اے برہما یہ نطفہ بہت جلال کے ساتھ نظر آتا ہے اس کو ضائع نہ کرنا چاہیے اور اس وقت میری آنکھوں سے اشک جاری تھے اور وجہ اس کی دود تھا چار میگھ یعنی بارش کرنے والے اس نطفہ سے ظاہر ہوں گے اس وقت میگھ پیدا ہوگئی اور گرج گرج کر برسنے لگی (برہما کی منی کا عرق دیوتاؤں پر خوب برسا) ص۶۲ ستی کے ساتھ شیو بیاہ کر کے کیلاس میں رونق افروز ہوئے ص۸۷ ایک اور وچھ پرجاپت نے (مہادیو کے خسر) بڑا جشن قرار دیا دیوتے مع عورتوں کے تشریف لائے اور شیو رونق افروز ہوئے اس وقت وچھ مجلس[2] میں حاضر ہوئی اُن کو دیکھ کر سب نے پرنام کیا (یعنی سلام) سر جھکا کر کیا ص۹۰ لیکن وچھ کا شیو نے پرنام نہیں کیا وچھ کے شیو کو بہت سخت و سست کہا خود بدولت کو کیلاس پر تشریف لے گئے ص۸۶ وچھ نے تمام سامان جمع کر کے جگ کرنا چاہا بمقام کنکھل تمام دیوتا و برہمن موجود ہوئے ص۸۹ ستی نے جگ کا حال سُن کر سدا شیو کے پاس گئی کہنے لگی کہ آپ کو معلوم نہیں جو وچھ نے جگ شروع کیا ہے اور جب سے کہ آپ چل کر وچھ کے جگ کو پاک کریں کہنے لگی تمہارے باپ وچھ نے ہم کو نوید نہیں بھیجی اور بشدادت سے ہماری بے عزتی کی ہے بدوں طلب کے جانا موجب بے عزتی اور ناخوشی کا ہے ستی کہنے لگی اگر آپ اجازت دیویں تو میں جا کر اس کے حُسن خلق یا کج خلقی کو ملاحظہ کروں شیوجی نے ستی کو اجازت جانے کی دی ہزار گن ہمراہ کیے ستی وچھ کے جگ میں گئی مگر کسی نے بات تک نہ پوچھی (قصہ کوتاہ بعد گفتگوئے و مناظرۂ طویل ستی نے کہا ص۹۴ یہ جسم میرا جو تم سے پیدا ہوا ہے اس کو ترک کروں گی تاکہ میرا درد رفع ہو

---

[1] یعنی برہما کا نطفہ کہ ستی کو دیکھ کر انزال ہوا تھا۔

[2] وچھ برہما کا بیٹا مہادیو کا خسر۔

ایس کہہ کر آتش کو پیدا کیا ہوا کو ظاہر کیا ایسی آگ مع ہوائے پاک سے اپنے تن بے گناہ کو جلا دیا صفحہ ۹۵ جو گن[1] دروازے پر مقیم تھی اپنی ہلاکت پر آمادہ ہو کر اپنے ہاتھ سے اپنے کو ستی کے ہمراہ ہلاک کرنا قرار دیا کسی نے اپنے سر کسی نے اور عضو کو کاٹ کر اس طرح بیس ہزار ستی کے جل جانے کے مقام پر قربان ہو کر خودکشی کیا ف مہابھارت[2] پرب فصل راجدھرم میں لکھا ہے کسی کہ خود را از دست خود کشتہ او جاہل دوزخی است و ہیچ جا اور راہ نیست اور جاپال اینکمنڈا تیرتھ میں ہے بعضے اپنے تئیں غرق کرتے ہیں بعضے آگ میں زندہ جل جاتے ہیں بعضے برف میں اپنے تئیں گلاتے ہیں بے راہیں نجات کی نہیں اور اسکنڈ پوران کے ادھیائے ۲۸ میں ہے کہ آنہا کہ از دست خود ہلاک شدند لائق عقوبت دوزخ اند در دوزخ افتادہ باشند۔ رسوط باب ۲ صفحہ ۲۵۳ (پس بموجب حکم بید دیران ستی مہادیو کی زوجہ کہ بقول اتھربن بید کے خالق کل شئی کی ہے اور بیس ہزار دیوتے شیو کے قاتل نفس ہوئے جاہل اور دوزخی ہیں اور نارد نے بموجب بید کے ان دوزخیوں کا قصاص جنھوں نے اپنے آپ کو آپ ہی مار ڈالا درخواست کیا اور جناب مہادیو صاحب غریب پرور عادل زماں نے بموجب بید کے اُن کے قصاص میں دیوتاؤں اور کھیشروں بے گناہوں کو قتل کیا (چنانچہ آگے آتا ہے) نارد نے شیو کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ ہوا تھا بیان کر دیا اور بید کے بموجب اس کا قصاص چاہا شیو غضبناک ہوئے اور اپنے دونوں ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹنے لگے (حاکم عادل منصف کو انصاف کرنے کے وقت ایسا ہی غصہ کرنا چاہیے) اور ایک جٹا اپنے سر سے اُکھاڑ کر پہاڑ پر مارا ایک آواز مہیب نکلی تینوں جہان کانپ

---

[1] گن یعنی دیوتے جو ستی کے ساتھ آتے تھے۔

[2] مہابھارت بقول شیو سب پرانوں میں افضل ہے چنانچہ صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۸ اس کتاب میں ہے۔

ٹھے اُس جٹا کے دو ٹکڑے ہو گئے جڑ کی طرف سے بیر بھدر پیدا ہوئے صنہ ۹۶ بیر بھدر نے اپنے بالوں سے اور بہت گن اپنے جیسے پیدا کیے (بیر بھدر بھی خالق ہوا) اور دوسرے ٹکڑے جٹا کی سے کالکا ظاہر ہوئے اس کے ہمراہ بھوت پریت وغیرہ کروڑہا ظاہر ہو کر کودنے لگے اور شیو کے غصے سے جو دم آنے تھے سو قسم کی خرابیاں کرنے والے پیدا ہوئے (شیو جی نے اس قدر بھوت پریت پیدا کیے اور اپنی زوجہ کو زندہ نہ کر سکے اور مدت دراز تک اُس کے فراق میں بے تاب رہے چنانچہ بیان ہوتا ہے) بیر بھدر نے عرض کیا کہ حکم دیجیے جو کریں فرمایا کہ کنکھل میں وچھ غرور کے ساتھ جگ کرتا ہے اُس نے ہم سے دشمنی کر کے ہم کو نہیں بلایا ۔ ستی اُس کے گھر گئی اُس نے بُرا بھلا کہا اور جگ میں ہم کو حصہ نہ دیا اور کسی نے ستی کی کچھ خاطر نہ کی ستی جل گئی کسی نے منع نہ کیا تم جا کر جگ کو خراب کر ڈالو اور وچھ کا سر کاٹ کر کچھ خیال کسی طرح کا نہ کرنا تاکہ ہمارے بھگتوں کا قول راست ہو (یعنے سبب قتل وچھ وغیرہ کا اور خراب کرنے جگ کا یہی ہے کہ مہادیو کو جگ میں نہ بلایا اور حصہ نہ دیا اور ستی کی خاطرداری نہ کی اور جلنے سے منع نہ کیا اور تاکہ مہادیو کے بھگتوں کا راست ہو) اس کے بعد صنہ ۹۷ سے صنہ ۱۰۶ تک یہ بیان ہے کہ وہ بھوت پریت اور کالی وغیرہ گئے اور دیوتوں اور کھیشروں وغیرہ کو خوب قتل اور زخمی اور مضروب کیا بعضوں کو آگ میں جلایا اور بشن (یعنی ہندوؤں کا خدا) وغیرہ حمایتی جگ کے سب مغلوب ہوئے اور جگ کو خراب کیا اور جگ آہو کی صورت فرار ہوا ۔ بیر بھدر نے اُس کو پکڑ قتل کیا اور اُس کا سر کنڈ میں ڈال دیا (اس کے بعد مذکور ہے) کہ برہما بشن وغیرہ نے شیو کی خوشامد کر کے وچھ کی خطا معاف کرائی اور وچھ کو زندہ کرایا اور از سر نو جگ کو درست کرایا ولیکن زوجہ شریفہ کو زندہ نہ کر سکے اور مہابھارت کی فصل موچھ دہرم میں ہے کہ جب مہادیو نے وچھ کا جگ دور کیا وچھ کی بددعا سے

مہادیو کی پیشانی پر چشمِ آتشیں ظاہر ہوئی (سوط ص۱۱۴ تا ص۱۱۴) ایسی حمد سُن کر سدا شیو خوش ہوئے اور ہنس کر فرمایا کہ ہم کچھ نہیں کرتے سب کو خوشی دیتے ہیں جو جیسا کرتا ہے ویسا پھل پاتا ہے (دیکھو اس جھوٹ کو کہ غصہ نہیں کرتے) یہی مذکور ہو چکا ہے کہ غصہ میں آکر ہونٹوں کو چباتے تھے محض اپنے غصہ سے اتنی مخلوق کو مقتول اور مجروح کیا اور پھر ہنستے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں رکھتے کیوں نہ ہو بھولا مہیش[1] اور بھولا ناتھ اُن کا لقب ہے ؎

مجھے قتل کر کے وہ بھولا سا قاتل	لگا کہنے کس کا یہ تازہ لہو ہے
کسی نے کہا جس کا وہ سر پڑا ہے	کہا کیا میری بھول جانے کی خُو ہے

(ص۱۱۹)

اُس وقت کچھ شیو کا غصہ فرو ہوا مگر ستی کی مہاجرت نہایت ناگوار ہوئی گنگا کے کنارہ جہاں ستی نے جسم ترک کیا تھا زمین پر پڑا ہوا ملاحظہ فرمایا اور بے خود ہو گئے مدت کے بعد ہوش میں آئے پھر بے ہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے تو اپنے کو نہایت بدقسمت سمجھ کر بے اختیار ہائے ہائے کر کے بڑے زور سے گریہ و زاری کرنے لگے کمال بے صبری اور ناطاقتی کو ظاہر کیا کہنے لگے اسے محبوب رُوح اُٹھو میں بدوں تمہارے نہایت بے چین ہوں ہم وہ نگاہ ترچھی تمہارے نظارہ کے ساتھ نہیں دیکھتے اُٹھو اُٹھو ہم سے کیوں نہیں بولتی ہو یہ کہہ کر تمام جسم کو چھاتی سے لگایا اور بار بار اُس تنِ مُردہ کو لپٹا کر بوسہ لیا اور گریہ کیا اور ستی کے ہونٹوں سے اپنے ہونٹ لگا کر اور چھاتی سے چھاتی ملا کر بار بار لپیٹ کر غایتِ محبت سے بے ہوش ہوئے کچھ دنوں کے بعد ہوش میں آ کر غمگین ستی کے جسم کو اپنے جسم سے لپٹائے ہوئے ہر

---

[1] بھولا یعنی سادہ لوح اور مہیش اصل میں مہا ایش یعنے خداوندِ جہاں۔

چہار طرف دوڑتے تھے صفحہ ۱۳ تمام ملکوں میں اور سونے کی زمین تک دورہ کیا پھر دیوندی کے کنارے نہایت بلند آواز سے زاری کی جہاں اشک شیو کے گرے وہاں سرودر[1] تیرتھ ہو گیا جس مقام میں ستی کا کوئی عضو گرا وہ پرستش گاہ ہو گیا جو باقی عضو رہ گئے اُن کا کریا کرم کیا اور ہڈیاں جمع کر کے اُن کی مالا بنا کر گلے میں ڈالی اور چتا[2] کی بھسم بدن پر لگائی، دلبوکوٹ پہاڑ پرستی کے دونوں پیروں سے مہا بھاکا دیوی ظاہر ہوئی اوٹ یہاں ملک میں ستی کے دونوں سرین سے کانیا مینی دیوی ظاہر ہوئی ہم سے اور پشن سے وہ دیوی[3] پوجی گئی - اور کام سہیل پہاڑ پر مقام مخصوص کے گرنے سے مکھیا دیوی ظاہر ہوئی وہ بھی ہم لوگوں کے ہاتھوں سے پوجی گئی صفحہ ۱۲۱ اور ستی کی اُنس سے پورن بیل پہ پورن شیوری بھوانی قائم ہوئی اور جلندہر پہاڑ پر ستی کی پشان گر پڑی جس سے چنڈی دیوی مشہور ہوئی اسی طرح ہر ایک عضو سے بہت دیویاں ظاہر ہوئیں وہاں سب جگہ شیو کے لنگ قائم ہوئے اور ہم نے اور وشن اور سب دیوتاؤں وغیرہ نے ان کی پوجا کر کے پرنام کیا - ذکر کی پوجا کر کے سب مشرک اور بے حیا ہوئے - صفحہ ۱۳۰ برہمانے کہا اے نارد جس روز سے ستی نے اپنے جسم کو ترک کیا تھا شیو حیران و پریشان ہر چہار سمت پھرا کیے اور برہنہ تمام بدن میں خاکستر ملی - جٹا سر پر سروں[4] کی مالا گردن میں سانپوں کے کنڈل اور ہار اور لنگوٹ باندھ کر پہاڑ کی کھڈرا میں بیٹھ گئے ایک روز تن عُریاں برہنہ بدن وارک میں تشریف لے گئے

---

[1] بفتح سین وضم راء و واؤ مجہول و فتح واؤ ثانی و سکون راء تالاب -

[2] مُردے جلانے کی جگہ -

[3] دیوی بواؤ و دیبی بہ بائے موحدہ ہر دو درست است -

[4] یعنے سرہائے مرداں مردہ -

ننگے بدن کو دیکھ کر مُن عابد لوگوں کی عورتیں نہایت پُر شہوت ہو کر شیو کو لپٹ گئیں ج منتشر عابد یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ اے جاہل جہنمی بے ایمان عاصی یہ کیا بدفعلی کرتا ہے تو نے بید کے برخلاف طریقہ نیک کو ترک کیا چونکہ تم نے ہمارا دھرم خراب کیا اس سے تمہارا لنگ زمین پر گر پڑے یہی کہتے ہوئے شیو کا لنگ زمین پر گر پڑا اور تحت الثریٰ کو چلا گیا۔ شیو بدوں لنگ کے ہو کر کمال شرمندہ ہوئے صـ۱۳۱ اپنے رُوپ کو کمال خوف ناک بنایا لنگ کے گرنے سے بڑی بڑی آفتیں نازل ہوئیں تینوں جہان کانپ اُٹھے پہاڑ جلنے لگے دن میں ستارے آسمان سے گرنے لگے نیشر اور دیوتے بشن کو ساتھ لے کر شیو کے پاس گئے اور کہا مہربانی کرو اور لنگ کو پھر اختیار کرو شیو نے شرمندہ ہو کر فرمایا صـ۱۳۲ ہم نے خود یہ چلتر کیا تھا۔ چنانچہ فرعون نے کہا تھا کہ میرے اقبال سے دریا پھٹ گیا ہے اور بدوں عورت ہم کو کیا ضرورت ہے کہ پھر لنگ کو دھارن کریں ہم کو ایسی حالت میں فرحت ہے دیوتاؤں نے کہا ستی جی نے پھر ہمانچل (نام پہاڑ) کے یہاں جنم لیا ہے وہ آپ کی عبادت کر کے پھر تمہاری عورت ہوں گی شیو نے کہا اگر تم سب ہمارے لنگ کی پرستش کرو تو ہم پھر از سر نو لنگ کو دھارن کریں بشن خدائے ہنود اور ہم سب نے کہا کہ ہم آپ کے لنگ کی پرستش کریں گے اس قیل وقال میں شیو غائب ہوئے ہم سب نے پاتال کے نیچے جا کر اُسی لنگ اولین کی پرستش کی اوّل بشن بعدہٗ ہم یعنی برہما بعدہٗ اندر علیٰ ہذا القیاس سب دیوتاؤں وغیرہ نے ترتیب وار پوجا کی اور بڑے جشن ہوئے اُسی وقت شیو اپنے لنگ سے فوراً ظاہر ہوئے اور ہنس کر فرمایا ہم تمہاری اس پرستش سے بہت خوش ہوئے اب بر دان (یعنی انعام) مانگو سبھوں نے عرض کی کہ تینوں جہان کو آرام دے کر اپنے لنگ کو دھارن کرو اور ہم کو غرور نہ ہو اور آپ کی بھگت یعنی عبادت کرتے رہیں فرمایا کہ

بھی ہوگا اور اپنے لنگ کو دھارن کر لیا اور بشن اور ہم نے عمدہ ہیرا لے کر مثل لنگ کے ایک اچھی مورت بنائی اور قائم کیا اور کہا کہ یہ مورت ہاٹ کیش کی جو پوجا کرے گا اُس کو دُنیا اور عقبیٰ دونوں جہان میں نجات حاصل ہوگی (دنیا میں کیر پرستی اور عقبیٰ میں جہنم علاوہ اس کے اور لنگ شیو کے قائم کر کے بڑی خوشی کے ساتھ پوجا کی صفحہ ۱۳۸ سے ۱۴۰ تک گرجا یعنے گورجا ہمانچل کی بیٹی، کو بالغ دیکھ کر اُس کی نکاح کا ہمانچل نے سوئمبر کیا۔ برہما۔ بشن سورج۔ چاند۔ جم راج۔ اندر تمام دیوتے حاضر ہوئے اور گورجا کو سنگار کر کے حاضر کیا اور دیوتوں کے نزدیک کر کے اور اُن کی تعریف کر کے ترغیب دیے جاتے تھے کہ کس کو پسند کرتی ہے حالانکہ گورجا سب کی ماتا اور شیو کی شکت مشہور ہے اور سب جانتے تھے کہ وہ ہمانچل کے گھر پیدا ہوئی ہے اُسی کے ساتھ شب نے بیاہ کرنا چاہا اُن کی عقل زائل ہوئی اور اُن کی بزرگی میں فرق آیا (یعنے دیدہ و دانستہ ماسے نکاح کرنا چاہا) گورجا نے کسی کو منظور نہ کیا شیو کے گلے میں مالا ڈال دی صفحہ ۱۴۶ و صفحہ ۱۴۷ شیو بصورت ضعیف کہن سال ایک بوڑھا بیل سمیات سے لاد کر سارنگی ڈورو بجاتے الکھ الکھ زبان سے کہتے روانہ ہو کر ہمانچل کے شہر کے نزدیک باغ میں فروکش ہوئے ہمانچل کے لوگ اور گورجا کے مصاحب عورتیں برات کی تلاش میں نکل کر شیو سے برات کا حال پوچھا شیو نے کہا کہ ہم شوہر ہیں تمام عورتوں نے یہ بات سُن کر شیو کو پکڑ کر زمین پر گھسیٹ اور بہت لات

---

[1] یعنی دیوتا وغیرہ کو جمع کیا تاکہ لڑکی کو زندہ کرے۔

[2] شکت کے لغوی معنی قوت اور طاقت کے ہیں۔

[3] نام کوہ پد۔ گورجا زن مہادیو۔

گھونسوں سے مار پیٹ کی اور ناخنوں اور چٹکیوں سے بدن مبارک کاٹ ڈالا اور بیل کو لاٹھی مار کر بھگایا اور ساتھ کے لوگوں کو مارا شیو نے کہا واہ واہ سسرال میں ایسی مار کھانا غنیمت ہے آخر لڑکیوں کی خاطر واسطے جھولی سے طرح طرح کے زنبور نکال کر عورتوں کے پیچھے لگائے ان کے کاٹنے سے عورتوں کے بدن آماس کر گئے ایسی حکایات غلط اور اپنے معبودوں کے ایسے حالات سُن کر ہندو خوش ہوتے اور بجے بجے اور دُہن دُہن بولتے ہیں شرم نہیں کرتے ف چنانچہ ستی اور شیو کے نکاح کے وقت برہما کی منی گر پڑی تھی ایسے ہے گورجا کے نکاح میں ہوا صـ ۲۰۴ کھنڈ ۲ شیو پران گورجا کا ایک انگوٹھا بوجہ ہٹ جانے کپڑے کے ہماری یعنے برہما کی نظر میں پڑا ہم نے نظارشہوت ... معائنہ کیا کام یعنی منی زمین پر گر پڑا اُس سے بے شمار صورتیں جٹا دھاری پیدا ہوئیں اور ہماری حمد کرنے لگیں شیو نے غصہ سے ترشول اُٹھایا دیوتا وغیرہ نے عاجزی کی شیو خوش ہوئے۔ اور اُن سب کو آفتاب کا خادم کر دیا ایضاً صـ ۲۰۴ برہما نے کہا اے نارد بعد فراغت جمیع رسمیات کے شیو گورجا کو خلوت خانۂ خاص میں عورات لے گئیں اور عمدہ پلنگ پر بٹھایا اور ترچھی نگاہ اور بانکی نظروں سے سب عورتیں دیکھنے لگیں تمام دیوتوں کی عورتیں شیو کے نزدیک تشریف لے گئیں۔ ساوتری[۱] ہماری عورت چھوٹی[۲] ستی[۳] لچھمی[۴] بشن کی عورت سرستی[۵] برہما کی عورت کھنچ[۶] و گنج[۷] کی عورت اہلیا[۸] گوتم کی عورت تلسی[۹] سوا ہا[۱۰] ر زوہنی[۱۱]۔ چہت[۱۲] ست[۱۳]۔ روپا[۱۴] سنگھاوتی[۱۵] ادتی[۱۶] یہ سولہ عورتیں جہان کی علیٰ ہذا القیاس دیوتوں کی لڑکیاں چاروں طرف سے گھیر بیٹھیں سرستی نے کہا اے دیوتوں کی دیوتا تم لے جان کی برابر عورت پائی اپنی پیاری عورت کے مُنہ کو دیکھو لچھمی نے کہا کہ اے دیوتوں کے دیوتا سب شرم دحیا دُور کر کے اپنی پیاری کو چھاتی سے لگا لو جس کے بدوں زندگانی تمہاری وبال ہو گئی تھی اب اُس کے ساتھ خوب عیش و آرام کرو ساوتری نے

پایا کہ تم بھوجن کر کے اپنی پیاری کو بھوجن کرا کر پان کھلاؤ اپنی عورت کو پا کر خوش رہو
تو بڑے شہوت پرست ہو۔ جانہوی نے کہا کہ اے شہوت پرست عیاش بازار سے
عمدہ شانہ خرید کر کے اپنی پیاری کے بالوں کو درست کیا کرو۔ اس میں بڑی خوشی
حاصل ہوتی ہے اُدتی نے کہا کہ اے شہوت پرست گورجا کو عیش سے رکھو اور
نہایت پیار کرو سجی نے کہا کہ اے شیو تمام رشکوں کے سرتاج و شہوت پرست
جس کے واسطے تم بہت روکر اس کے جسم کو لیے ہوئے ہر چہار سمت پھرے ہو
اور شرم وحیا دور کر کے بھسم کو تن بدن میں لگائے پھرے ہو اب گورجا سے بخوبی
وصال و ملاقات کرو بدری نے کہا کہ اچھے اطعمۂ لذیذ کھا کر عمدہ خلوت خانہ میں پان کو
چبا چبا کر سونے کے طریقہ کو اختیار کرو آرندہتی نے فرمایا ہم نے تم کو گورجا سے
ملا دیا گو یہ بات مینا گورجا کی ماں کو ناپسند تھی اب خوب ملاقاتیں کیجیے اہلیا نے
کہا کہ ضعیفی کو ترک کر کے تم نے جوانی کو اختیار کیا اور بڑی تدبیر سے عورت پائی
تم کو مبارک ہو۔ تلسی نے فرمایا کہ تم نے تو عورت کی محبت بالکل ترک کر کے
کام کو جلا دیا تھا اور بڑے فقیر تارک الدنیا و شہوت بن گئے تھے پھر تم نے کس
واسطے ارندہتی کو سکھلا کر بھیجا واہ واہ سواہا نے کہا کہ عورت کے کلام سن کر
شرمندہ نہ ہونا اگر وہ کوئی گستاخی و ناز و کرشمہ کی باتیں کیے اس کو برا نہ جاننا۔
کیونکہ یہی طریقہ ہے روہنی نے کہا کہ تم تو کام شاستر میں بڑے واقف اپنی عورت
کے ساتھ رہ کر اپنے مقصد دلی حاصل کرو اور عورتوں کے دریائے شہوت کو شناوری
کر کے عبور کرو۔ لبندرا نے کہا تم سب جانتے ہو عورت کے دل کی خواہش
سمجھ کر اس کی آرزو پوری کرو تاکہ وصال سے ہجرت کا رنج دور ہو جاوے۔
ستروپا نے کہا کہ بھوکا بدون کھانے کے سیر و آسودہ نہیں ہوتا اس امر
پوشیدہ کو جان کر پیاری کے ساتھ بھوگ کرو یہ عورتیں بقول ہندوؤں کے

جہان کی ماتا ہندؤوں کے معبود کے ساتھ کیا اچھا کلام کر رہی ہیں ایضاً کنڈ ص۲۱۷ برہما نے فرمایا کہ بشن اور ہم اور سب دیوتے کیلاس پہاڑ پر گئے شیو ہم سب کی آواز سن کر گورجا کو چھوڑ کر باہر تشریف لائے ص۲۱۸ دیوتوں نے التماس کیا کہ عیش و آرام کو ترک کر کے دیوتوں کے کام کو انجام فرمائیے فرمایا کہ اچھا ہمارا بیرج یعنے نطفہ روانہ ہوتا ہے جس کو قدرت ہو قبول کر کے اور بیرج زمین پر ڈال دیا آگ نے بموجب ارشاد بشن کے کبوتر ہو کر نطفہ کو منقار سے نگل لیا جب کہ شیو کو واپس جانے میں دیر لگی گورجا تشریف لائی اور غیظ و غضب سے لب بدندان ہو کر کہا کہ اے دیوتو تم سب مطلب کے یار ہو تم نے اپنے مطلب کے واسطے ہم کو بانجھ کر دیا چنانچہ آگے ذکر آتا ہے شیو کو اپنے پاس بٹھا رکھا چونکہ تم ہمارے عیش و آرام کے مخل ہوئے۔ تمہاری عورات عقیم یعنے بانجھ ہو جاویں گی آگ سے کہا تم نے شیو کا نطفہ کھا لیا تم سب چیز کھایا کرو گی تم کو کمال تکلیف ملے گی ص۲۱۹ شیو اور پاربتی یعنی گورجا محل سرا کو چلے گئے دیوتا وغیرہ تمام حاملہ ہو گئے جب بہت مدت حمد اور عاجزی کی شیو ہنس پڑے اور فرمایا کہ فوراً ہماری منی منہ کی راہ نکال دو سب نے تعمیل حکم کی منی کا انبار بر رنگ طلا مثل پہاڑ کے آسمان تک ہو گیا اور آگ کو حکم دیا کہ ہماری منی اپنے رحم میں رہنے دے اس نے صبر کیا نارد نے کہا اے آگ ماگھ کے مہینے کی آگ کے تاپنے والی عورتوں کے جسم میں اس جلال کو تقسیم کر دو رکھیشروں کی عورتیں دریا کے کنارے سے آشنان کو آئیں ص۲۲۳ جاڑے نے ان کو تکلیف دی آگ جلتی دیکھ کر تاپنے لگیں اس وقت منی ذرہ ذرہ نکل کر ہر بن موئی عورتوں کے جسم میں جانے لگی سب عورتیں حاملہ ہو گئیں یہ دیکھ کر رکھیشر ایسے غصہ ہوئے کہ وہ عورات اڑنے لگیں آخر اس منی کو گنگا میں ڈال دیا گنگا لرزاں ہو کر بہنے سے تھم گئی اور منی کا جلال گوارا نہ کر کے بڑا شور کیا اور منی کو موج سے کنارہ پر ڈال دیا واہ

سری مہادیو جی اور وہ اُن کا لنگ اور وہ اُن کی منی اور وہ اُن کی زوجہ شریفہ برہما اور بشن اور سب دنوتوں کی ماتا اور وہ اُن کے پوجن ہارے مرد اور عورت حیا مندا اور وہ اُن کا دہن اور دھرم اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام آخر میں اسکند ہوا اور اُس کے ہاتھ سے تارک دیپ مقتول ہوا صلے ۲۴۱ و ۲۴۲ شیو گورجا کے ساتھ کوہ کیلاس میں عیش فرمانے لگے دیوتا ہمارے پاس آئے اور ہم سب کو لیے بشن کے پاس آئے اور کہہ سنایا کہ شیو ایک ہزار سال ملکی سے عیش میں مصروف ہیں معلوم نہیں کہ ایسی مباشرت وعیاشی سے کیسا لڑکا پیدا ہوگا بشن نے فرمایا یہ تدبیر کرنی چاہیے کہ شیو کی منی کو زمین پر گرا لو گورجا سے کوئی لڑکا ہونے نہ پاوے ورنہ تمام جہان کو جلا دیوے گا۔ بعدہٗ ہم اپنے گھر گئے اور دیوتوں نے شیو کے دروازے پر جا کر بڑا شور کیا شیو باہر آئے فرمانے لگے کہ ہم نے تمہاری خواہش کو سمجھ لیا تم نے ناحق ہمارے عیش کو خراب ومنغص کر کے مباشرت میں خلل انداز ہوئے یہ نہایت خراب کام ہوا ہے ہمارے منی سر سے نیچے کو آتی ہے اس کو تم میں سے کون لے سکتا ہے یہ کہہ کر اپنی منی کو زمین پر ڈال دیا آگ نے بصورت کبوتر کے منی کو چگ لیا اور پہاڑ پر پھینک دیا پہاڑ لرزہ میں آیا اس طرح اسکند پیدا ہوا جس کی کیفیت اوّل بیان ہوئی اُس وقت شیو نے دیوتوں سے کہا کہ جلد بھاگ جاؤ ایسا نہ ہو کہ گورجا معلوم کر کے غضبناک ہو دیوتوں نے فرار اختیار کیا گورجا تشریف لا کر غیظ میں ہوئے اور دیوتوں کو بد دعا دی آنکھیں سرخ گریاں کثرت غم سے زمین کو کھودتی تھی شیو نے گورجا کو آغوش میں اُٹھا لیا اور بڑی خوشامد کی کہ تم اس قدر کس واسطے ناراض ہوئیں میں محض بے گناہ ہوں اگر نادانستہ کوئی قصور ہو گیا ہو اُمید معافی کی ہے بدوں تمہارے گویا ہم بلا عضو کے ہیں بدوں تمہارے شیریں کلام کے مجھ کو آرام نہیں تینوں جہان کے تمام کام سب تمہارے اختیار

میں ہیں اپنے کام اور نفع کا اختیار نہیں - چنانچہ بیان ہوتا ہے گورجا نے کہا تم نہیں جانتے جو دُکھ مجھ کو ہے جہان میں کسی عورت کو بدون لڑکے کے خوشی نہیں ہے اور نہ لاولدی کے برابر کوئی رنج ہے افسوس ہے کہ آپ کی مانند شوہر پاکر پھر بھی میں لاولد ہی رہی اس واسطے کسی وقت مجھ کو راحت دلی حاصل نہیں ہوتی دیوتوں نے یہ کام کر کے اس قدر رنج دیا ہے کہ نوبت عقیمہ ہونے کی پہنچ گئی یہ کہہ کر گورجا نے بہت گریہ وزاری کی شیو نے گورجا کو چھاتی سے لگایا اور فرمایا کہ ہم ایسی تدبیر بتلاتے ہیں جس سے تینوں جہان میں تمام کام دستیاب ہو سکتے ہیں ہم اور بشن اور برہما سب اُس کے اختیار میں ہیں - گنپت (یعنے گنیش) تم ایک سال تک اُن کے برت یعنی روزہ کو کرو اندھیری ماگھ کی چوتھ کو وہ برت کیا جاتا ہے یہ برت تمام برتوں کا راجہ ہے جس طرح منتروں میں پرنو ہمارے بھگتوں میں بشن ہندوؤں کا خدا - تدیوں میں گنگا دیویوں میں تم پیرا دن میں مہا بھارت انتہٰی مختصراً صٓ۲۴۳ گنیش پوجا کی ترکیب مہادیوجی کی بتلائی ہوئی مذکور ہے صٓ۲۴۶ بعد ختم برت کے شیو ایک عمدہ صندل کے جنگل میں گورجا کے ساتھ عیش وعشرت میں مشغول ہوئے وہاں گنپت یعنی گنیش بصورت برہمناں آئے اور کہا ہم سات روز کے بھوکے ہیں اُن کو کھانا کھلایا دُعا دی کہ تم کو خلاف اوروں کے ایسا لڑکا ملے جو رحم سے پیدا نہ ہو یہ کہہ کر غائب ہوا اور بستر استراحت میں جہاں شیو کی منی پڑی ہوئی تھی نہایت خوبصورتی سے ظاہر ہوا شیو اور گورجا کمال متعجب ہوئے اور برہمن کی تلاش میں لگے الہام ہوا کہ وہ برہمن خود گنپت تھے تمہارے برت سے خوشنود ہوئے اور مانند لڑکے کے تمہارے بستر پہ پڑے ہیں صٓ۲۴۹ ایک دن شیو نے بڑی انجمن جشن کی آراستہ کی رقص وسرود ہوا اس مجلس میں سنیچر یعنے زحل آیا گورجا نے سنیچر سے کہا کیا وجہ کہ تم نصف پیشانی جھکا کر دیکھتے ہو صٓ۲۵ کہا ایک دفعہ

میری عورت راجہ چترر تھ کی بیٹی بعد غسل حیض کے مجھ سے خواہاں مباشرت ہوئے ہیں
نے شیوا کے دھیان کو نہ چھوڑا اور اُس کی طرف متوجہ نہ ہوا اُس نے مجھ کو بد دُعا
دی اور کہا کہ تم پاک نہ ہو گے دوزخ میں جاؤ گے اور جس کو اچھی طرح دیکھو گے
وہ مع بیخ و بنیاد جل جاوے گا اُس دن سے میں نے کسی چیز کو آنکھ بھر کے
نہیں دیکھا گورجا نے قہقہہ مارا اور کہا کہ تم لڑکے کو دیکھو سینچر نے ایک گوشہ
چشم راست سے دیکھا لڑکے کا سر اُڑ گیا پاربتی با نالہ و آہ ہوئے اور سینچر
کو بڑا بھلا کہا اور لڑکے کا جسم چھاتی سے لگا کمال غم و الم کیا زمین پر گر کر بے ہوش
ہو گئی صد ۲۵۱ تمام عورات اور شیوا اور دیوتے رونے لگے قصہ کوتاہ بشن بموجب
حکم شیو کے دریائے بھگت بھدرا کے کنارہ جنگل کے اندر ایک سوتے ہوئے
ہاتھی کا سر کاٹ گرڑ پر رکھ لیا فیل مادہ بیدار ہوا اپنے بچے کو بیدار کیا اور ماتم
کر کے بشن خدائے ہنود کو ہر طرف سے گھیر لیا صد ۲۵۲ بشن منصف زماں نے
ایک سر اور اُس کے سر سے لگا کر اُس کو زندہ کیا اور گورجا کے پاس جا کر وہ
سر دے دیا گورجا نے تدبیر سے جوڑ دیا اور دُودھ پلا کر لاڈ بے شمار کیا صد ۲۵۴
برہما نے کہا دوسرے طور پر بھی ولادت گنیت کی ہے ایک روز گورجا کے
مصاحبوں نے کہا شیو کے گن یعنے دیوتے تابعدار بے شمار ہیں تمہارے ایک
بھی نہیں بعد مدت گورجا نے اپنے جسم سے میل نکال کر ایک صورت تیار کی اور
گنیت نام لے کر زندہ کیا اور فرمایا تم ہماری دربانی میں مقیم رہو گنیت ہاتھ میں
ڈنڈا لے کر اُوپر دروازے کے بیٹھے گورجا واسطے غسل کے بیٹھی شیو آ پہنچے۔
چاہا کہ اندر جاویں گنیت نے منع کیا صد ۲۵۵ شیو اُس کو جھڑک کر اندر چلے گنیت
نے حربہ مارا اور کہا کون شیو اور کہاں رہتے ہو بعد سوال و جواب کے گنیت نے
پھر ڈنڈا مارا اور شیو کے گنوں[1] اور گنیت میں بہت تکرار گورجا نے اندر سے

---

[1] جمع گن قسمی از دیوتاہا۔

کہلا بھیجا کہ شیو اندر آنے نہ پا دے شیو نے گنوں کو حکم لڑائی کا دیا صفحہ ۲۵۷ جنگ عظیم ہوا اندر جم راج لشن خدائے ہنود وغیرہ دیوتے پہنچے گنپت پر کوئی غالب نہ ہوسکا صفحہ ۲۵۸ آخر بشن نے گنپت کا سر کاٹا گور جا شن کر نہایت غم کر کے بے ہوش ہوئے اور اپنے جسم سے سوشکسٹ (یعنی دیوی) پیدا کی اور فرمایا جس قدر دیوتا موجود ہیں سب کو تناول کر ڈالو صفحہ ۲۵۹ انہوں نے دیوتاؤں کو کھانا شروع کیا سری مہا دیوجی اور اُن کی زوجہ شریفہ میں کیا اچھا نکما جہاد ہوا اور ناحق دیوتے مقتول ہوئے سب دیوتوں نے التماس کیا کہ ہم گنہگار ہیں تم معاف کرو فرمایا کہ ہمارا لڑکا زندہ ہو جائے اور سب دیوتوں سے پہلے اُس کی پرستش ہوا کرے سو شکست پیدا کیے ایک گنپت کو زندہ نہ کیا شیو نے گنپت کے جسم کو دھویا اور فرمایا کہ اُتر کی طرف جا کر جو جاندار پہلے ملے بے قصور اُس کا سر کاٹ کر اس جسم میں جوڑ دو چنانچہ لشن روانہ ہوئے ایک ہاتھی کا سر لائے آگے قصہ بدستور ہے اور یہ قصہ تحفۃ الہند میں بہت مختصر ہے ف سری برہماجی جن کو ہندو رسول یا خدا جانتے ہیں اُن سے پوچھنا چاہیے کہ گنپت کے تولد کا قصہ کونسا صحیح ہے اور کونسا غلط یا کئی گنپت ہوئے ہیں اور شرک کے تو آپ اور مہا دیوجی اور لشن جیو ہدایت ہی فرمایا کرتے ہو اور خود غیر خدا کی پرستش کرتے ہو اور اوروں سے اپنی پرستش کرواتے ہو اس امر میں کیا گزارش کروں اور تقوی اور طہارت اور راستی اور صلاح تو نصیب اعداء ہے شیو پران پانچواں کھنڈ صفحہ ۲۶۳ دہم ۲۶ برہما نے کہا تارک ویت مقتول کے تین لڑکے ہزار سال ریاضت شاقہ ہماری عبادت کر کے ہم سے مانگا کہ ایک شہر آباد ہو جس میں تمہاری مورت قائم ہو اور ہم تینوں کے واسطے ترپور یعنی تین شہر جدے جدے بفاصلہ ہزار ہزار کوس کے تیار ہوں اور جو شخص ایک بان یعنی تیر سے تینوں

پور کو نابود کرے وہی ہم کو قتل کرے مٹی دیت نے ہمارے حکم سے تینوں شہر تیار کر دیے اُس میں وہ تینوں اور فوج بے شمار آباد ہوئی اور نہایت آسودگی اور صلاحیت سے گزرتی تھی اور حکم تھا کہ اگر کوئی شیو کی پرستش نہ کرے گا تو قتل کیا جاوے گا اور بجز طریقہ بید و پُران کے کوئی بات ہونے نہیں پائی تھی اچھا طریقہ بید و پُران کا ہے کہ جو شرک نہ کرے قتل کیا جائے صلاحیت اسی کا نام ہے ان کے جلال سے دیوتوں کے بدنوں میں آگ کی مانند سوزش پیدا ہوئی اور ہم سے حال عرض کیا ہم نے کہا صـ ۲۶۵ کہ ہم تم شیو کی پناہ میں چلیں چنانچہ شیو کی خدمت میں حاضر ہوئے شیو نے فرمایا

تر پور ہمارے بھگت ہیں ہم کو واجب نہیں کہ اپنے بھگتوں کو بگاڑ ڈالیں

تم بشن کی خدمت میں عرض کرو تمام دیوتا مع ہمارے

بشن کے پاس حاضر ہوئے صـ ۲۶۶ بشن نے مطابق بید شاستر کے جواب دیا کہ قدیم سے شیو کی پرستش دھرم و صواب ہے غیر خدا کی پرستش خصوص لنگ کی پرستش عین حکم بید اور شاستر اور بشن کا ہے اس مقام پر نہ رنج اور دُکھ کو دخل نہ کسی کی گنجائش دیوتوں نے پھر کچھ عرض کیا بعد رد و بدل کے بشن نے ایک کروڑ یا رکھی لنگ (یعنی مٹی کے ذکر) مٹی سے بنا کر مع تمام دیوتاؤں کے اُن کی پرستش کی صـ ۲۶۷ شیو کی خوشی سے بے شمار بھوتوں کی فوج ظاہر ہوئی اور بموجب حکم بشن کے تر پور کو گئی مگر شیو کے چلتر سے شہر میں جاتے ہی جل گئے بشن سُن کر غضب ناک ہوئے اور خیال کیا کہ شیو کے بھگت سے یہ دیت قتل سے بری ہو گئی ہیں شیو کی پرستش کی وجہ سے دیت مرد و عورت کیا کیا گناہ نہیں کرتے مگر اُن کو کچھ گناہ مؤثر نہیں ہوتا (بقول برہما اور بشن جیو کے شرک یعنی غیر خدا کی پرستش کرتی ایسی دولت ہے کہ اُس کے سبب سے سب گناہ معاف ہیں اور بموجب حکم دین اسلام

کے شرک وہ بلا ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی) بشن نے کہا ہم کوئی ایسی تدبیر کریں جس سے اُن کا دھرم نابود ہو جاوے اُس وقت خود شیو اُن کو معدوم کریں گے (بلعم باعورا کمبخت نے بھی ایسی ہی تدبیر بتائی تھی) دیوتے گھروں کو گئے بشن نے بعد پرستش شیو کے جسم سے ایک شخص پیدا کیا سرمنڈا میلے اور ناپاک کپڑے پہیروں سے پنگلا برقعہ سے منہ چھپائے دھرم کہتا ہو بشن نے ایک کتاب تصنیف کی کہ سراپا ریاکاری اور فریب سے مرتب تھی اور اُس میں سارے امر خلاف شریعت بیان تھے صفحہ ۲۶۸ کہا تم تُرپر میں جا کر سب کو یہ کتاب پڑھا دو کہ اُن کا دھرم خراب ہو جاوے وہ سرمنڈا مع چیلوں کے روانہ ہوا اور سیٹھوں کو چیلا کر کے اُن کا دھرم خراب کیا اسے نارد شیو کی لیلا سے تم بھی اُس کے چیلے ہو گئے اور تمام خورد و کلاں تُرپر کے اُس کے چیلے ہوئے اور دھرم خراب کیا صفحہ ۲۶۹ منڈلے نے جا کر کہا ہمارا مذہب سب مذہبوں سے اعلیٰ ہے جس کو نارد نے قبول کیا اور اُس مذہب کے عقائد یہ تھے کہ جہان کا خالق کوئی نہیں برہما سے خس و خاشاک تک سب برابر رُوح خدا ہے کوئی مالک جہان کا نہیں دوزخ اور بہشت سب اس جہان میں ہیں بہشت خوشی دوزخ مفلسی وغیرہ صفحہ ۲۷۰ مرد و عورت بد مذہب خود مختار ہو گئے جس نے جس کے ساتھ چاہا مباشرت کیا (یہ سب برہما اور بشن اور نارد اور مہادیو کی مہربانی سے ہوا) صفحہ ۲۷۲ شیو خوشنود ہو کر اور دیوتوں پر غضبناک ہو کر اپنے بان کو چھوڑ دیا جو تمام دیوتاؤں کو خاک نیستی میں سُلا دیا مگر جو باقی رہے تھے اُنھوں نے اُن سب کو ایک چشمہ آبحیات میں جو وہاں موجود تھا چھوڑ دیا سب زندہ ہو گئے اور دھمکانے لگے ہیں اور بشن بموجب حکم شیو کے بچھڑی کی صورت بن کر وہاں پہنچے اور سب سے بے خبر سب آبحیات کو پی لیا صفحہ ۲۷۳ و صفحہ ۲۷۴ بموجب حکم شیو کے کاریگروں کے سردار شیو کے پہلوان بسوکرمان نے رتھ تیار کیا جس کا داہنا پہیہ آفتاب اور بایاں ماہتاب ایک

پہیہ بڑا اور ایک چھوٹا ایسی بے انتظامی چاروں بید بگمان ہنود کلام خدا اُس رتھ کے گھوڑے برہما بھلبان بشن تیر اور ہماچل کمان ہوا شیو ہندوؤں کے بڑے معبود نے گنپت کی پوجا کر کے رتھ پر چڑھ کر تیر مارا جس سے تینوں شہر جل کر خاکستر ہو گئے اور تمام دیت یعنی اُن تینوں شہروں کے رہنے والے کہ سب فاسق اور مرتد اور بے ایمان مرے تھے مکت یعنی نجات پا کر شیو کے گنوں میں داخل ہوئے صفحہ ۲۹۴ برہما نے کہا کہ گورجا کے حکم سے بشن خدائے ہنود بصورت تپشی ایک چیلہ ساتھ لے جالندھر کے ملک میں جا کر برندا جالندھر کی عورت پھلواری میں گئی برندا نے رات کو خواب پریشاں دیکھے صفحہ ۲۹۵ و صفحہ ۲۹۶ صبح پھلواری میں آئے تپشی کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈال کر لپٹا کر حفاظت چاہی تپشی مکار[1] بہت غصہ ہوا دونوں راکھس بھاگ گئے برندا نے شوہر کا حال پوچھا بشن نے ہنس کر اوپر کو دیکھا دو بندر موجود ہوئے اور بہ اشارۂ ابرو تپشی کے غائب ہوئے اور ایک پل میں پھر آئے اُن کے ہاتھ میں جلندھر کا جسم و سر موجود تھا لا کر رکھ دیا برندا نے بعد غم و الم اور غشی کے عرض کیا کہ میرے شوہر کو زندہ کرو بشن نے سر کو جسم سے جوڑ کر آپ غائب کر کے اُس جسم میں داخل ہوئے یہ جسم اور سر بموجب نقل شیو پوران کے محض بنا دی تھا اور جالندھر بھی زندہ تھا کہ اُس کے بعد شیو کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور بشن نے برندا کو گلے لگایا برندا نے کچھ نہ جانا بڑی خوشی کے ساتھ مباشرت کی بہت دفعہ تک نوبت مجامعت کی پہنچی جب بشن نے اپنا جسم اصلی اختیار کیا برندا بہت غصہ ہوئی اور کہا کہ دونوں راکھس تمہاری عورت کو بھگا لے جاویں گے اور دونوں بندر تمہارے مددگار ہوں گے یہ کہہ کر ستی[2] ہو گئی بشن اُس کی خوب صورتی اور ملاحت کی یاد میں مضطرب ہو گئے اور

---

[1] عبادت اور محنت سخت کرنے والا۔ [2] یعنی جل مری۔

اُس کی راکھ اپنے بدن پر لگا کر وہاں ہی مقیم ہوئے دیوتا وغیرہ نے آکر سمجھایا کہ تم کو پرائی عورت کے ساتھ ایسا کرنا واجب نہ تھا چلو اپنی بہشت میں عیش کرو جو گناہ تقدیر سے واقع ہوا ہے شیو کی مہربانی سے دُور ہو جاوے گا بشن نے کسی کو جواب تک نہ دیا ص۲۹۹ دیوتوں نے حسب الحکم مہادیو گورجا زوجۂ مہادیو کی حمد شروع کیا آسمان میں ایک حلقۂ آتشین نظر آیا اُس سے الہام ہوا کہ ہم نے تین رُوپ سے اُتار لیا ہے (گورجا) مہادیو کی زوجہ الچھمی (بشن کی زوجہ) سرستی (برہما کی بیٹی) تم اُن کی بنا ہیں جاؤ دیوتوں نے ویسا کیا تینوں دیوتوں نے تین تخم دے کر فرمایا کہ بشن جہاں بیٹھے وہاں کاشت کرو ویسا ہی کیا گیا تین بوٹیاں پیدا ہوئیں دھاتری ۔ مالتی ۔ تلسی ۔ دہاتری ہماری عورت سے دہاتری لچھمی سے مالتی گورجا سے تلسی یہ تینوں مانند عورتوں کے ظاہر ہو کر ص۳ برندا سے زیادہ حسین کھڑی ہوئیں ۔ بشن مغلوب شہوت ہو کر کھڑے ہوئے دھاتری اور تلسی[1] نے ترچھی نگاہ سے بشن کی طرف دیکھا اور مالتی بسبب داغ سوکن ہونے کے رنجیدہ ہوئی اور بشن دہاتری (برہما کی جورو) اور تلسی (مہادیو کی جورو) پر فریفتہ ہو کر اُن کو ساتھ لیے بہشت میں داخل ہو گئے ۔ (بشن کہ بقول ہندوؤں کے چھوٹے خدا ہیں حسب رضا شیو کے بقول اُن کے بڑے خدا ہیں شیو اور برہما کی جورو کو لے اُڑے) ف تحفۃ الہند میں یہ قصہ نہایت مختصر لکھا ہے اور بروایت مختلف نقل کیا ہے ص۲۹۶ جالندھر نے ایک گورجا بنائی اور کہا کہ اسے سدا شیو اپنی عورت کو دیکھو اس کو ہم پکڑ لائے دیکھ کر (شیو معبود ہنود) تمام عقل و دانش کو بھول گئے ص۲۹۷ شیو غضب ناک ہو کر بڑے خوف ناک ہو گئے اور چکر کو چھوڑ جالندھر کا سر جدا کر دیا ص۳۰۶ پہلے شیو نے

---

[1] زوجہ مہادیو کہ درحقیقت پاداش وغیرہ است ۔

بشن کو گنو لوک (یعنی گائیوں کے عالم) بیں لگا یا تھا لیکن جو اوتار بشن نے لیا اُس کا نام کرشن ہوا اور لچھمن نے اپنا اوتار لیا وہی رادھا کے نام سے مشہور ہوئی (رادھا ایک کرشن کی زوجہ تھی یا آشنا تھی) صث۳ رادھا نے کرشن کو دیکھ کر کہا کہ کہاں آتا ہے زنا کار شہوت پرست پرائی عورتوں سے آشنائی لگانے والے یہاں سے دُور ہو شبو پوران حصّہ دوئم صث۲۵ کھنڈ ۷ ادھیائے تمام دیوتاؤں من وغیرہ نے برہما سے پوچھا کہ پرم برمہ یعنی خدا (عیبوں سے منزہ لازوال تمام دنیا کا مالک خالق کون ہے برہما نے کہا ایسی ذات تو ہماری ہے اس گفتگو بیں بشن ظاہر ہوئے صث۶۶ بوجہ غصہ دیوتوں وغیرہ سے کہا دیکھو برہما کی جہالت کو اسے برہما تم ہماری ناف کے کنول سے پیدا ہوئے تم ہمارے حکم سے خلقت کو تیار کرتے ہو ہم پرم برمہ پرماتما (یعنی خدا ہیں) دیکھنا چاہیے کہ ہندؤں کے دو پیشوا اس لیے کہ جن کا فسق و فجور اُن کی کتابوں سے ظاہر اور بگمان غلط اندر من کے ایک خدا اور ایک پیغمبر ہے کس طرح دعویٰ خدائی کا کرتے اور خدائی بیں جھگڑتے ہیں، آخر یہ بات قرار پائی کہ بید جس کو پرم برمہ (یعنی خدا) کہہ دیویں وہی پرم برمہ جانا جاوے اور بیدوں کا فیصلہ قطعی سمجھا جاوے برہما اور بشن نے بیدوں کو بلا کر گواہی طلب کی بیدوں نے فرمایا کہ چونکہ تم نے ہمارے اُوپر اس بات کا فیصلہ منحصر کیا تو ہم راست راست کہیں گے چنانچہ چاروں بید کے مختلف کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ تینوں گن سے برتر جس کا جوگی دھیان کرتے ہیں جس سے تینوں جہان ظاہر ہوتے ہیں جس کو سنت لوگ پرم برمہ بیان کرتے ہیں جو مکت دینے والا ہے وہ ذات سدا شبو کی ہے صث۲۷ دونوں دیوتے قہقہہ مار کر کہنے لگے کہ جوگیوں کا مالک بدصورت بددماغ جٹا رکھنے والا زہر کھانے والا برہنہ بدن بیل پر چڑھنے والا جس کا زیور سانپ مسان کی خاکستر بدن کو مل کر بھوتوں کی صحبت بیں رہتا وہ پرم برمہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

(بید کو حکم قبول کیا تھا اور پھر نہ مانا) صد ۲۸ اسی عرصہ میں ایک شعلہ پیدا ہوا۔ اُس کے درمیان سے ایک جسم حسین پیدا ہوا برہما نے کہا تم وہی ہو جو تمہاری ابرو سے پیدا ہوئے ہو۔ تمہارے رونے کی وجہ سے ہم نے تمہارا نام رودر رکھا ہماری سرنگت (یعنی پناہ) میں آؤ برہما کا غرور ملاحظہ کر کے شیو نے بڑا غصہ کیا اور ایک شخص کو پیدا کیا اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ ہمارا نام اور کام کہو شیو نے کہا تمہارا نام کال راج اور بھیرول ہے بھیرول خوش ہوئے اور سوچنے لگے کہ برہما نے پانچوں منہ سے شیو کی مذمت کر کے اُن کو لڑکا بتایا ہے وہی پانچوں سر کاٹ ڈالوں اور بائیں اُنگلی کے ناخن سے برہما کا سر کاٹ لیا شیو نے فرمایا اسے بھیروں برہمن کیسا ہی خراب ہو گیا مگر قتل کرنا اُس کا بڑا عذاب ہے تم کو بوجہ کاٹنے سر برہما کے برہم دکھ لگ گیا ہے اُس کو دُور کرو اور کاپا بال برت اختیار کرو سر کو ہاتھ میں لیے ہوئے گدائی کرتے پھرو ۔۔۷ و ۱، کھنڈ سے برہما نے کہا کہ اگلے کلپ یعنی زمانہ میں شیو نے بانر یعنے بندر خاندان میں اپنا روپ اختیار کیا۔ کیسری نام بندروں کے راجہ شیو کے بڑے بھگت تھے اُن کی عورت کمال حسین اور مطیع شوہر انجنی نام سولہ برس کی عمر میں نہایت زینت سے پہاڑ کی ایک شاخ پر کھڑی ہوئی اُس وقت سمیر دیوتا ہوا کا جس کا نام پربھنجن تھا انجنی کو دیکھ کر فریفتہ ہوا اور نظر شہوت سے معائنہ کر کے بے اختیار ہوا صورت کو چھپا کر انجنی کے جسم میں تصرف کیا انجنی نے کہا کہ اے دیوتا مجھ کو مت چھوؤ اور گناہ چھوڑ کر صورت دکھلاؤ ہر چند کہ تم شہوت کے پامال ہو لیکن ہمارے دھرم کو ترک نہ کراؤ وگرنہ جل کر خاکستر ہو جاؤ گے پربھنجن بصورت اصلی آگے کھڑا ہو کر بولا ہم اندر کے بھائی پربھنجن نام دیوتا ہیں اور جہان کی بھلائی کرتے ہیں اور ہم تمام دنیا میں اندر باہر سب جگہ جا کر پاک اور مقدس رہتے ہیں اور

ہمارے چھونے سے کچھ گناہ کسی کو نہیں ہوتا ہم نے برہم (یعنی خدا) کے تم کو آ کر درشن دیے ہیں تم کچھ اندیشہ نہ کرکے شیو کے بھجن میں مصروف نہ ہو ہر چند کہ ہم مطیع شہوت ہو کر تمہارے جسم کے اندر داخل ہوئے[1] لیکن تم دل اور کلام اور فعل سے مجھ پر کچھ غصہ نہ کرو۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں تم کو کچھ پاپ نہ ہوگا اور چونکہ دیوتوں کی خواہش بدون نتیجہ کے خالی نہیں جاتی تمہارے ایک لڑکا بڑا صاحب قوت شکر کے اُنس سے (یعنی مہادیو کی نسل سے) پیدا ہوگا اور کوئی کپ (یعنی بندر) تمہارے خاندان والا اُس کو ولدالزنا کہے گا (جو کہ سری مہادیوجی اور برہمچن دیوتا کی نسل مشترک ہو بلکہ خود مہادیوی ہو پھر کیا مقدور کسی کا کہ اُس کو ولدالزنا کہے اگرچہ حقیقت میں ولدالزنا ہو سے

ہر کہ سلطان مُرید او باشد   گر ہمہ بدکند نکو باشد

تم اُس لڑکے کو شیو کا اوتار جاننا وہ رام چندر کے کام کو درست کرے گا یہ کہہ کر غائب ہوا تھوڑے دنوں کے بعد انجنی حاملہ ہوئی شیو انجنی کے حمل میں آئے بعد دس ماہ کے لڑکا پیدا ہوا تمام دیوتا آسمان میں آ کر بڑی خوشی کے ساتھ دھدہنی بجایا البشروں یعنے حوروں نے رقص کیا اور مبارک راگ گائے تینوں جہان میں اس تولد سعید کا (یعنے ولدالحلال کہ حقیقت میں خود مہادیو تھا) سرور سمایا اور تمام دنیا کے غم دُور ہوئے صف۸۰ راجہ بھدر اکیہ مع رانی کیرت مالنی جنگل میں شکار کو گیا شیو بصورت برہمن مع عورت کے بنے ایک شیر نے برہمن اور برہمنی پر حملہ کیا اور یہ دونوں راجہ کی پناہ میں آئے شیر نے برہمنی کو کھا لیا برہمن نے (کہ خود شیو تھا) راجہ پر لعنت کی راجہ نے بڑا افسوس کیا برہمن کے قدم پکڑ کر کہا جو ارادہ ہو

---

[1] یعنی تمام بدن سے دخول کیا۔

مجھ سے میری سلطنت اور عورت تک لے لو ص۸ برہمن نے کہا جب کہ عورت نہیں
تو ہیں سلطنت سے کیا مطلب رکھتا ہوں مجھ کو اپنی عورت دو راجہ نے کہا پرائی عورت
کے ساتھ مباشرت کرنے کا گناہ کسی تدبیر سے نہیں جاتا برہمن نے کہا کہ ہم برہمن کے
قتل کا گناہ بھی دور کر سکتے ہیں غیر کی عورت کی مباشرت کا تو ایسا کیا گناہ ہے اگر جہنم
سے بچنے کی خواہش ہے تو اپنی عورت ہمارے حوالہ کر دو راجہ نے ڈر کر عورت برہمن
کے حوالہ کر دی اور آگ کا طواف کر کے چاہا کہ جل مرے شیو نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ
انعام مانگو ہم نے تمہارے امتحان کے واسطے برہمن کا روپ اختیار کیا تھا تم ہمارے
کامل پرستار ہو (ہنڈو خبردار ہو جاؤ برہمن کا سوال رد نہ کرنا ورنہ جہنمی ہو جاؤ گے)
ص۱۱۴ کھنڈ ۸ برہما نے کہا ریوا ندی کے کنارہ بے شمار لنگ ہیں یہ ندی شیو کو
نہایت پیاری مانند گوداجا کے ہے اُس کے پتھر مانند شیولنگ کے ہیں وہی پتھر
سب کو لائق پرستش کے ہیں دیوتا من وغیرہ مع اپنی عورات کے وہاں شیو کی
پرستش میں رہتے ہیں ص۱۱۵ ایک روز ہم (یعنی برہما) اور بشن ریوا کے کنارہ
بعد غسل کے بیٹھ گئے دیوتا وغیرہ کا مجمع ہوا ہم سے پوچھا کہ تم میں وہ شخص کون جو
بے زوال اور کل مخلوقات کا مالک اور خالق اور پروردگار ہے میں نے کہا کہ میں ہوں
ص۱۱۶ بشن نے کہا میں ہوں آخر یہ بات قرار پائی کہ جس کو بید کہہ دیں وہ اعلیٰ سمجھا
جاوے حسب الطلب بید آئے اور کہا کہ وہ ذات سدا شیو کی ہے ہم نے کہا کہ
شیو زہر کھانے والا جٹا دھاری بیل کا سوار برہنہ تن کریہ منظر بھوتوں پریتوں کا
ہم صحبت نامبارک لباس پرم[1] برہم کیونکر ہو سکتا ہے اُسی وقت عین مناظرہ میں زمین
سے آسمان تک ایک شعلہ نمودار ہوا ص۱۱۷ بعدہ شیو بصورت لنگ پیدا ہوئے

---

[1] یعنی خدا۔

قدر آٹھ انگل کے اور فوراً تمام دیوتوں اور منیشروں نے آکر پوچھا کہ برہمنے اور بشن
نے فیصلہ اُس پر قرار دیا کہ یہ لنگ چار انگل اوپر اور چار انگل نیچے دکھائی دیتا ہے
جو اس کو چھولے وہی ہم دونوں میں پرم برمہ (یعنی خدا ہے کیا اچھی صفت
خدائی کی قرار دی گئی (آفرین باد) چنانچہ بشن بصورت خوک نیچے کو اور میں بصورت
ہنس اُوپر کو چلے لنگ نیچے کو اتل لوک اور بتل لوک وغیرہ چودہ بھون کو طے
کرکے نیچے گیا اور ہر جگہ کے باشندے پرستش کرتے رہے اور بشن بھی پیچھے چلا مگر
لنگ کو چھونے نہ پایا اور تھک کر خجل واپس آیا صٓ۱۱۸ اسی طرح وہ لنگ سورج
لوک اور اندرلوک وغیرہ اوپر کو چلا اور جا بجا پرستش ہوتی رہی اور میں بھی پیچھے دوڑا
گیا جب میں پہنچ جاتا وہ لنگ فوراً آگے کو چلا جاتا ۔ آخر میں حیران ہوا اور کیتکی کے
پھول نے اور شُرہی گائے نے مجھ سے وعدہ کیا کہ ہم کہہ دیں گے کہ تم نے
لنگ کو چھُو لیا ہے ہم بشن کے پاس آئے اور حال لنگ کے چھونے کا پوچھا بشن نے
انکار کرکے ہم سے دریافت کیا میں نے کہا کہ میں نے چھُو لیا ہے دونوں گواہوں سے
دریافت کرلو دونوں نے کہا کہ ہم بلاطرف داری کہتے ہیں کہ شیو کے لنگ کو برہما نے
چھُو لیا ہے (پیشوائے اعلیٰ ہندوؤں مثل ذکر کے مقدمہ جیتنے پر جھوٹے گواہ لائے)
شیو نے بڑے غصہ میں آکر الہام کیا کہ بسبب گواہی دروغ کے اے کیتکی تو ہمارے
ہمارے سر پر نہیں چڑھے گی اور اے مادہ گاؤ تم اس منہ سے کلجگ میں ناپاک
شے کھایا کروگی فے بموجب شیو پُران اور ارشاد سری برہما جیو کے کہ سر بسر غلط اور
دروغ ہے شیو یعنے مہادیو خالق و مالک کل شے اور پرم برمہ یعنی خدا ہے نعوذ
اللہ مِنْ ذٰلِکَ ۔ اور مہابھارت اور بشن پُران وغیرہ سے بلکہ بعضے مقامات
شیو پران اور برہما کے اقوال سے مہادیو کا نہایت عجز اور اضطرار اور فسق ثابت
ہوتا ہے ازاں جملہ اسکندہ پُران ادھیائے ۱۵ ۔ چندرمان نے اپنے مُرشد

برہسپت کی زوجہ تارا سے زنا کیا مہادیوجی غصہ ہوئے چاندسے مقابلہ کیا آخر برہمانے صلح کروائی (سوط صلا ۱۴) ازاں جملہ مہابھارت فصل موچھ دہرم شکر کے بالوں سے سانپ پیدا ہوئے اور مہادیو کا گلا پکڑ لیا گلا اس کا سیاہ ہوا (سوط صلا ۱۴) ایضاً وجہ کی بددعا سے مہادیو کی پیشانی پر چشم آتشین پیدا ہوئی ازاں جملہ کھٹولی اپنکھد انھربن بید میں ہے کہ کیفیت واجبی بعد موت کے برہما اور بشن اور مہیش یعنی مہادیو بھی نہیں جانتے اور ان کو نوع بنوع کے اپنے وہم وقیاس سے شک ہے (سوط صلا ۸۸) ازاں جملہ بن پرب مہابھارت جب ارجن اور مہادیو میں لڑائی واقع ہوئی کبھی مہادیو ارجن کو زمین سے اٹھا لیتا تھا اور کبھی ارجن مہادیو کو (سوط صلا ۱۴) ازانجملہ بھاگوٹ اسکندھ ۱۰ ادہیائے ۶۴ مہادیو بانا سر دیت کا حمایتی ہوکر کرشن سے لڑنے کو آیا اور مہادیو اور اس کی فوج نے کشن کے ہاتھ سے بہت ذلت اٹھائی آخر لاچار ہوکر کرشن سے لڑنے کو آیا اور مہادیو اور اس کی فوج نے کشن کے ہاتھ سے بہت ذلت اٹھائی آخر لاچار ہوکر بانا سر کو لے کر کرشن کے پاس آیا اور ہاتھ جوڑ کر کرشن سے اس کی خطا معاف کرائی۔

سوال: میں ہندوؤں سے پوچھتا ہوں کہ مہادیو خدا ہے یا کرشن اگر کرشن خدا ہے تو مہادیو جی اس سے لڑے اور کافر ہوئے اور اگر مہادیو خدا ہے تو سری کرشن جی خدا سے لڑے اور اگر دونوں خدا ہیں تو توحید باطل ہوئی اور ایک خدا جیتا اور دوسرا ہارا۔

جواب: حق اس کا یہی بتلاؤں یہ کہو کہ نہ مہادیو خدا ہے نہ کرشن نہ بشن بلکہ خدائے واحد وہی ذاتِ پاک ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں۔ حضرت محمد عربی مکی مدنی قریشی ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ کا بندہ اور رسول فرمایا اور مانند بشن اور برہما وغیرہ کے کبھی دعویٰ

خدائی کا نہیں کیا اور اللہ نے اُن کو بھیجا اور مبعوث کیا طرف تمام عرب اور عجم اور جن وانس کے اور ہر کسی پر فرض ہے اُن کا اتباع اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

ہندوؤں کے دین کے خرافات اور لغویات اور کفریات احاطۂ تحریر سے باہر ہیں اور اُن کے دین کی کتب قصبیات اور حکایات زناکاری اور دغا بازی اور مکاری اور حرام خوری اور جھوٹ اور فریب دہی اور چوری اور تکبر اور بے رحمی اور بغض اور عداوت اور کینہ اور کپٹ اور ظلم و تعدی اُن کے معبودوں اور پیشواؤں کی سی مملو اور مالا مال ہیں کہاں تک کوئی بیان کرے اُن کے بیان اور تحریر کے واسطے دفتر کے دفتر چاہییں اور عمر بے بہا کو ضائع کرنا پڑے اگرچہ التفات اور توجہ کرنی طرف حکایات پیشوایان ہندوؤں کے کچھ ضرور نہ تھی مگر واسطے حظِ مناظرین کے اور کھل جانے قلعی اور براۓ دین ہنود کے اند کے از بسیار و مشتی نمونہ از خروار بدون تعرض اعتراض و بحث کے نہایت مختصر کر کے اس رسالہ میں معہ نشان صفحہ کتاب کے لکھے گئے ہیں اور اہل دانش و فہم کو اس میں گنجائش مناظرہ اور اعتراض اور بحث کی بہت ہے اللہ ان کو راہِ راست پر لاوے اور ہم کو اسی راہِ راست پر استقامت اور خاتمہ بالخیر عنایت فرماوے آمین یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۝

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

شبخ[1] سلیم نے کتھا بکھانی راکھا نام سلونی   دیکھو یہ پنڈت کی باتیں ساری کریا کھوئی
کھو یہ کون دھرم ہے

دروپدی[2] رانی مہا بھوانی ارجن جی کی ناری   پانچوں پانڈو اس کو بھوگیں اپنی اپنی باری
کھو یہ کون دھرم ہے

---

[1] قولہ بکھانی یعنی کہی قولہ کریا بمعنی عمل یعنی کرنی [2] دروپدی بواؤ مجہولہ ایک عورت کا نام ہے کہ اس کے خاوند پانچ بھائی تھے ہر ایک سات سات دن اس سے کامرانی کرتا تھا اپنی اپنی نوبت پر اور ہندو پانچ عورتوں کو کنیاں یعنی کنواری معصوم جانتے ہیں سیتا[1] رام چندر کی جورو۔ واہلیا[2] گوتم کی جورو جس سے راجہ اندر نے زنا کیا۔ تارا[3] مندری، راون کی جورو۔ دروپدی[4] جس کے پانچ خاوند ہیں جس کا یہاں مذکور ہے۔ قولہ مہا بھوانی یعنی بڑی دیوی قولہ ارجن کشن کا بڑا یار اور بہنوئی ہے۔ قولہ ناری یعنی عورت۔ قولہ پانچوں پانڈو یعنی پانچ پانڈہ پانچ بھائی ہیں۔ دروپدی کے خاوند۔ اور ان کو پانچ پانڈو اس لیے کہتے ہیں کہ راجہ پانڈو کی اولاد ہیں اور ان کے نام یہ ہیں۔ ارجن[1]۔ جدھشٹر[2] بھیم[3] سہدیو[4]۔ نکل[5]۔ اور یہ پانچوں اپنے باپ کے نطفے سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ کئی دیوتاؤں سے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مہابھارت میں مفصل لکھا ہے اور بعضے کہتے ہیں کئی آدمیوں کے تخم سے پیدا ہوئے ہیں ان کی ماں نے دیوتاؤں کا نام کر دیا ہے۔ قولہ بھوگیں یعنی عیش کریں۔

سب[1] دیوون میں بڑے مہادیو جٹا سے نکلی گنگا سب دیووں کی مورت پوجیں ان کا پوجیں لنگا

کہو یہ کون دھرم ہے

تا[2] لنگ اوپر پانی ڈالیں اور جلیں چڑادیں سب مردوں مل ڈنڈوت کریں تریں بھگیں چھوائیں

کہو یہ کون دھرم ہے

گورا[3] ماتا بڈھی بڈھاتا اُن سنگ ایسی کریں پان پھول اور سبھی پوجا بھگ میں ان کی بھریں

کہو یہ کون دھرم ہے

جی[4] جی نارائن جگت کے سوامی سب کے انتر گیانی ناری جی ادھل گئی کچھو نیک سدھ نہیں جاتی

کہو یہ کون دھرم ہے

شسٹ[5] سبھا کے سرجن ہارے من کے انتر گیانی جیو جنت کیڑی لپسو کی سدھ رکھیں سیتا سدھ بسرانی

کہو یہ کون دھرم ہے

---

[1] قولہ جٹا یعنی ہندو فقیروں کے سر کے بال جائے ہوئے۔ قولہ گنگا بقول ہندوؤں کے گنگا ندی مہادیو کی جٹا سے نکلی ہے۔ قولہ لنگا لنگ یعنی آلت [2] قولہ جلیں جل یعنی پانی۔ قولہ ڈنڈوت اسے سجدہ۔ قولہ تریں جمع تریا بمعنی عورت۔ قولہ بھگیں بمعنی فرج [3] قولہ گورا یعنی مہادیو کی جورو جس کا نام پاربتی ہے۔ قولہ پان پھول الخ یعنی چڑھاوا صندل چاول وغیرہ پوجا کے وقت۔ قولہ بھگ میں اسے مہادیو کی آلت اور اس کی جورو کی فرج کی صورت بنا کر اور دخول کر کے اس کی پوجا کرتے ہیں [4] قولہ جی جی یعنی تعظیم اور دعا کا لفظ ہے۔ قولہ نارائن یعنی خدا یہاں اور رام چندر ہے کہ ہندو اس کو خدا کا اوتار سمجھتے ہیں اس کی جورو کو راون پکڑ کر لے گیا تھا۔ قولہ انتر گیانی۔ یعنی باطن اور گیانی جاننے والا یعنی دلوں کا بھید۔ قولہ ادھل گئی یعنی یار کے ساتھ باہر نکل گئی۔ قولہ کچھو نیک آہ یعنی ذرا خبر نہیں جانی۔ [5] قولہ شسٹ سبھا یعنی مخلوقات تمام دنیا کے بنانے والے دلوں کا حال جاننے والے یعنی غیب دان۔ قولہ جیو جنت آہ یعنی تمام حیوانات کی خبر رکھیں اور سیتا کی خبر بھلا دی۔

جو ہر[1] انتر گیانی ہوتی سیتا سدھ کیوں نہیں راکھی　　ٹھیک ٹھکانہ کہیں نہ جانا جب ہوئی گن میں ہاکی

کہو یہ کون دھرم ہے

ہنومان[2] سے کہا رام نے کہیں سپرد تم جاؤ　　سیتا گھر سے نکس گئی ہے نیک سدھ لے آؤ

کہو یہ کون دھرم ہے

ہنومان ہیورا دیا لے کے سیتا راون ہر لے　　مہا جگ کر راون سینی سیتا اُلٹی پھر لے

کہو یہ کون دھرم ہے

سیتا[3] من ارجھا راون سے پیت نہ رام سے راکھی　　راون کی مورت بنوا کر نت واہی کو جھانکی

کہو یہ کون دھرم ہے

پاپ[4] چھپائے نہ چھپیں انت کو بات اگھاڑی　　رام کان میں بھنک پڑی جب سیتا گھر سے کاڑھی

کہو یہ کون دھرم ہے

جو[5] سیتا ستونتی ہوتی تو کیوں پھر ایسا کنیا　　پاپ اودے ہوئے سیتا کے جب رام ڈسوٹا دینا

کہو یہ کون دھرم ہے

---

[1] جو ہر جو لفظ شرط بمعنی اگر دہر مراد از رام چندر۔ قولہ ٹھیک ٹھکانہ یعنی جب سیتا کا پتہ کہیں نہ لگا تو لوگوں میں کہا۔

[2] ہنومان نام دیوتا بصورت لنگور۔

[3] سیتا کا من الجھا یعنی سیتا کا دل اُلجھا۔ قولہ رام سے یعنی رام چندر سے۔ قولہ واہی کو جھانکی یعنی سیکھو۔

[4] قولہ انت کو۔ آخر کو بات ظاہر ہوئی۔ قولہ بھنک یعنی آواز باریک۔

[5] ستونتی یعنی معصوم۔ قولہ اودے بضم الف وکسر دال ویائے مجہول یعنی ظاہرا قولہ ڈسوٹا یعنی معصیت کے۔

جو[1] سیتا ستونتی ہوتی تو کا ہے کو راون ہرنا　　ستونتی سراپ پربت جل کیسے سیتا سپرائے راون جلنا

کہو یہ کون دھرم ہے

کشن[2] مراری ات بل کاری استت جن کی گاویں　　پر ناری پر گرد ہاری اور جہی دودھ لچھمن کے کھلویں

کہو یہ کون دھرم ہے

برج[3] کی ناری سب کی پیاری نت اُٹھ جمنا نہاویں　　جن کے بستر ہریں دمودر برچھا پر چھپ جاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

نار[4] بچاری بھریں اگھاڑ جل میں گات کو بوڑے　　کہیں ایینت کرو مت کانہا کو دمار تو نی چھوڑے

کہو یہ کون دھرم ہے

کہا مراری ہوئے اگھاڑی جل سے نکس تم آؤ　　گات اگھاڑا دیکھوں تمہارا تب ہوں بستر پاؤ

کہو یہ کون دھرم ہے

ما تھے اُوپر مکٹ دھریں[5] اور سب مل ہرگن گاویں　　آپ ناچیں اسے نچاویں الیا داس کرا دیں

کہو یہ کون دھرم ہے

---

[1] قولہ ہرنا یعنی پکڑنا ۔ قولہ ستونتی سراپ یعنی بددعائے معصوم سے پہاڑ جل گئے سیتا کے سراپ سے راون بھی جل جاتا ۔

[2] کشن کنہیا قولہ مراری خطاب کشن کا ہے قولہ ات بل کاری یعنی نہایت زور آور قولہ استت بمعنی تعریف ۔ قولہ پر ناری یعنی بیگانی عورت ۔ قولہ گرد ہاری ارجھے یعنی کشن الجھے

[3] قولہ برج نام ملک ضلع متھرا بندرابن ۔ قولہ بستر کپڑے ۔ قولہ ہریں چھین لیں ۔ قولہ دمودر خطاب کشن ۔ قولہ برچھ درخت ۔

[4] نار بچاری اسے عورتیں بے چاری ۔ قولہ اگھاڑی یعنی ننگی گات یعنی بدن قولہ بوڑے اسے ڈبو دیں ۔ قولہ اینت ظلم ۔ کانہا خطاب کنہیا ۔

سُندر سُندر بنی گوپنی رادھے[2] کبجا ماری بھری سبھا میں ناچت ڈولیں بھاؤ بتاوت ساری
کہو یہ کون دھرم ہے

راس کراویں سب مل گھوویں بالپو لالہ کا کا ایک ہانڈی میں سب کی کرچھی نیک اثر نہیں لاکھا
کہو یہ کون دھرم ہے

پرکھاؤں کی نار نچاویں جسمیں بڑی وِشیّہ[3] ٹھاٹھ ہو جو نار نچانی بڑے ٹھاٹھ تو اپنی نچانہیں جاتے تو[4]
کہو یہ کون دھرم ہے

پہلے پوجیں سیس نواویں سب مل ارتی[5] گاویں پیچھے گھوویں اور ستاویں سب دھرمی[6] کہلاویں
کہو یہ کون دھرم ہے

کشن مراری جائے دوارکا ایسا غدر مچایا جادوبیں میں دوت ڈال کے آپس میں جیح[7] کروایا
کہو یہ کون دھرم ہے

بڑی ہتھیلی میں چھپے مراری بھاج جھجھ سے گئے ایک اہیر نے تیر جو مارا پران بکت ہو گئے
کہو یہ کون دھرم ہے

---

[1] کشن کا سانگ بنا کر اس کے ماتھے پہ مکٹ رکھ کر اور کشن کی جورو رادھا نام اور اس کی آشنا کبجا نام اور دوسری سہیلیوں کے سانگ بنا کر سب کو نچواتے ہیں اس کا نام راس ہے۔

[2] رادھے کشن کی بیوی۔ کبجا کشن کی آشنا۔

[3] بڑی فضیلت اور بزرگی۔

[4] عورت کے نچانے کو بندگی ٹھہرا دی تو اپنی کو کیوں نہیں نچاتا۔

[5] ارتی یعنی تعریف اور مدح۔ [6] ایک قوم ہے کھتریوں کی۔

[7] یعنی کبرو اور پانڈو کو لڑوایا۔

بل بھدر جی پی گوپن[1] کو دوار کا سیتی بھاگے — سب گوپن گیلی میں اٹھ بھیل[2] لوٹنے لاگے

کہو یہ کون دھرم ہے

کو دبھیل لیے رادھے کہا کیو لیے رکمن پیارے — کائی سکھی کا ست نرا کھا دھرم بھشٹ کری سارے

کہو یہ کون دھرم ہے

نرلوکی ناتھ کی ناری جن کی یہ گت ہوئے — بوڑی ان کی پوجن ہارے ان کی کیا پت ہووے

کہو یہ کون دھرم ہے

گنگا جاویں اور نہاویں گانڈ یہی اس میں تھوویں — جو گنگا میں کر لا ڈالیں اس سے ناراض ہوں

کہو یہ کون دھرم ہے

گانڈ جنہوں کی اوتم ٹھہری منہ مدھم کر دینا — منہ جنہوں کا گانڈ سے مدھم دھرک ایسوں کا جینا

کہو یہ کون دھرم ہے

کالی دہ میں کودی مراری ناگ سے ہاتھ بھی — ناگ ایک پھنکار جو ماری جھلس کلسے ہو گئے

کہو یہ کون دھرم ہے

کہے شیخ سلیم سنو بھائی سادھو سو ہوئے جرج یہ اوٹے — نرلوکی[3] کے ناتھ کا رنگ کیا ناگ کی پھونکھ سے جاوے

کہو یہ کون دھرم ہے

ماں کو پوجیں باپ کو لاویں مہاکرن میں جا لیو — پھر وا کے جام کی پہنیں پنہیا مہاکرنت میں پالیو

کہو یہ کون دھرم ہے

جیتے پوجیں موئے نہ چھوئیں ورد در سب بھاجیں — ڈھیڈ چمارن ہاتھ کہا دیں ٹیکا دھاریں باجیں

کہو یہ کون دھرم ہے

مسلمان جو گئو نیا ہی تو ہتیا جان کہنا دیں — گئو ہتیا تو آپ کریں جو گئو چماروں نوتے[4] جا دیں

کہو یہ کون دھرم ہے

---

[1] میاں کشن کی [2] نام قوم کہ جنگل میں رہتی ہے۔
[3] تین جہان یعنی زمین و آسمان، پتال ۔ [4] ضیافت کھا دیں

ہاڑ ماس رس ڈود دھ نکالیں سب ہمن مل کھاویں   دیکھو یہ پنڈت کی باتیں ماس دیکھ گھنیاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

گئو موت کو مکھ میں ڈالیں چھینٹا[1] آنکھ لگاویں   جو گئو پانی میں مکھ بوڑے تو جھوٹھا کبھی نہ کھاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

گانڈ گئو کی اتم کٹھانی منہ مدھم کر دینا   چاتر ہو سو من میں جانے پھٹ ہندوں کا جینا

کہو یہ کون دھرم ہے

ٹھنڈنی ناری رام سنواری جل جمنا پر جاویں   جوبن ماتی کھول کے گاتی مردوں بیچ نہاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

بھمن آگے بیٹھ اگھاڑے ٹیکا بندی لادیں   روپ سروپ انوپ بنا کے چھپ جوبن دکھلاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

کہے شیخ سلیم سنو بھائی سادھو موہے جرج یہ آئے   بودکھ انہوں کے مت کے بیٹے[2] ان کو لاج نہ آئے

کہو یہ کون دھرم ہے

راجہ اندر[3] بستبھر کیسے بسے بیکنٹھ مجھار   گوتم دکھ کے کئے چھناری پائے بھگن ہزار

کہو یہ کون دھرم ہے

راج کلاج[4] کھو مت کو دکو پن دان کہلائے   ان کے اور سے کوئی گھورسے کوئی جوبن رس لیجائے

کہو یہ کون دھرم ہے

دانا بانٹی دکھیا کے چھاپے چھاپے کوئی لٹا کوئی لوٹے   منکھ جنم کا یہ ہی پھل ہے کوئی کاہو سے لوٹے

کہو یہ کون دھرم ہے

---

[2] مت کے بیٹے یعنی عقل کے ضعیف [3] زوجہ اندر کہ ہندؤں کے نزدیک بہشت کا بادشاہ ہے کہتے ہیں کہ اس نے گوتم کی جورو سے زنا کیا گوتم کی بددعا سے اس کے بدن پر ہزار فرج ظاہر ہوئیں بعد مدت کے وہ فرجیں آنکھوں کی صورت پر ہوگئیں۔

یہ پھاگ مہینہ رنگ رس[1] بھینا ہندوؤں میں جب آوے　　نر ناری کیا بالک بوڑھا سب کی نیت ڈگ جائے

کہو یہ کون دھرم ہے

کیچڑ گوبر گھولیں ڈالیں آپس میں دھوم مچاویں　　نر ناری سب ناچن لاگیں ایسو پھاگ رچاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

منہ پر آوے سو بکے بکاویں لاج نہ کاہو سے کریں　　لیے گلال ہاتھن میں ڈولیں نر ناری کے مکھ پر ملیں

کہو یہ کون دھرم ہے

کاہو کی نار کوئی رنگ ڈالے کوئی کولی بھر لیوے　　پورکھ کھڑا تماشا دیکھے نیک اثر نہیں دیوے

کہو یہ کون دھرم ہے

بکے بکاویں ہولی گاویں کودیں اور ستاویں　　بھڑوا بھڑوا کہیں کہاویں پر ناری پر دھوم مچاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

جھانٹ اکھاڑیں لنگ کھلاڑیں سادھ سنت کہلاویں　　نر ناری میں پھریں اگھاڑیں نیک نہیں لجیاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

[3] مات پتا کی کھوپری اپنے ہاتھ سے کونٹ چھینٹ جلائیں　　کافر گنگا کو جاویں ایسو تیرتھ نہاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

سور کا کلا پور جن کی کانت اٹھ نرکھ جو کھاویں　　ایسے جن کے مات پتا سو مکت کہاں سے پاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

مسلمانوں کو نام دھریں اور ہڈ ماس رس کھاویں　　یہ ہندو رجپوت کہاویں نیک نہیں لجیاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

---

[1] رلج کلاج یعنی شرم بے شرمی، قولہ گوپت یعنی پوشیدہ صدقہ۔ قولہ اور بمعنی طرف۔ قولہ جوبن رس بمعنی جوانی کا ذائقہ [2] قولہ بینا یعنی بھرا ہوا۔ قولہ نیت ڈگ جائے یعنی نیت پھر جائے [3] ماں باپ کی سری کو جلا کر اس کی بعض ہڈیاں چن کر گنگا کو لے جاتے ہیں۔

سیکھ سکھ پنڈت ہو بیٹھیں پھر آپ ہی پاپ کما دیں — اوروں کو اپدیس بتاویں آپ نرکھ میں جاویں

کہو یہ کون دھرم ہے

ہاتھ سے اپنے پتھر لاویں سب کا دیو بنا دیں — جھک جھک اس کو سیس نوا دیں الٹا گیان بتا دیں

کہو یہ کون دھرم ہے

گیارس بارس اور ماوس جو دس پولو[1] نہا دیں — گھی شکر کا شیرا کر کے بہلا ہر کر کے کھا دیں

کہو یہ کون دھرم ہے

لیپ پوت کے چوکا دیویں بہت کریں ستھرائی — اڑ لکھی بھوجن پر بیٹھے جھوٹ کہاں ستھرائی

کہو یہ کون دھرم ہے

نور گا کا برت کریں اور دسواں ہوم[2] رچائیں — جیتا بکرا گردن ماریں الیسو پاپ کما دیں

کہو یہ کون دھرم ہے

کپڑے اوپر رچھا کریں اور جیتا منش[3] جلا دیں — نا جلے تو مار جلا دیں الیسا ست کروا دیں

کہو یہ کون دھرم ہے

مٹی کی گنگور بنا دیں ندی اوپر لے کر جا دیں — بہن بھانجی اس کے آگے رستے میں نچوا دیں

کہو یہ کون دھرم ہے

راماین بھاگوت میں دیکھی سو میں ساری گائی — کہے شیخ سلیم سنو بھائی سادھو من سے نہیں بنائی

کہو یہ کون دھرم ہے

---

[1] ہندوؤں کے مذہب میں لکھا ہے کہ اصل دیویاں نو ہیں اور ان سے نو کروڑ دیویاں موجود ہیں اسوج اور چیت کے مہینے کو دیوتاؤں کے نام پر نو دن برت رکھتے ہیں۔

[2] گھی، شہد، میوہ آگ میں جلاتے ہیں اسے ہوم کہتے ہیں۔

[3] منش یعنی انسان کو جلاتے ہیں یعنی عورت خاوند کے ساتھ جل جاتی ہے جس کو ستی کہتے ہیں اور جو عورت اپنے جلنے سے انکار کرے پھر انکار کر کے بھی اس کو زبردستی جلا دیتے ہیں

الحياة الطيبة
فى
جوامع السيرة النبوية
من تصنيفه
العلامة الامام ابن حزم رحمة الله عليه
ناشر
ادارة احياء السنة۔ گھرجاکھ روڈ
گوجرانوالہ (پاکستان)